نہین کیونکہ دونون کا مضمون واحد ہے اور بطرفہ تر کوئی علماے محمدیہ تھا ہو کر
دونون مین سواے تفاوت لفظی کے کوئی بات نہین ہے اور قطعاً بوسے تحقیقات
نہین فضل خدا انشاءالمحال ہوا جیسا کہ چاہیے تھا یکے دوم تحفۃ الہند کا ابطال ہوا اگرچہ
زبان قلم گذارشات رسالت مآب سے حاکی ہے مگر خاطر نازک مزاج المناسب
سے شاکی ہے لہذا ہم نے اختصار پسند کیا کوزہ مین بحر زخار بند کیا ۵
اندکے از غم دل گفتم و خاموش شدم ۞ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست ۞
شکر خداوند کہ باب اول عماد ہند تمام ہوا اور شراب کامرانی سے سرشار
جام ہوا رباعی شکر کہ مجکو ملی دولت بیدار آج ۞ ہمت عالی
ہوئی بہر سر عرش تاج ۞ سوخت میرے کلک نے ظلمت اسلام
کی ۞ دیکھیے کیا کرے خامۂ آتش مزاج ۞

فقط

MANOHAR SARUP — WRITER.
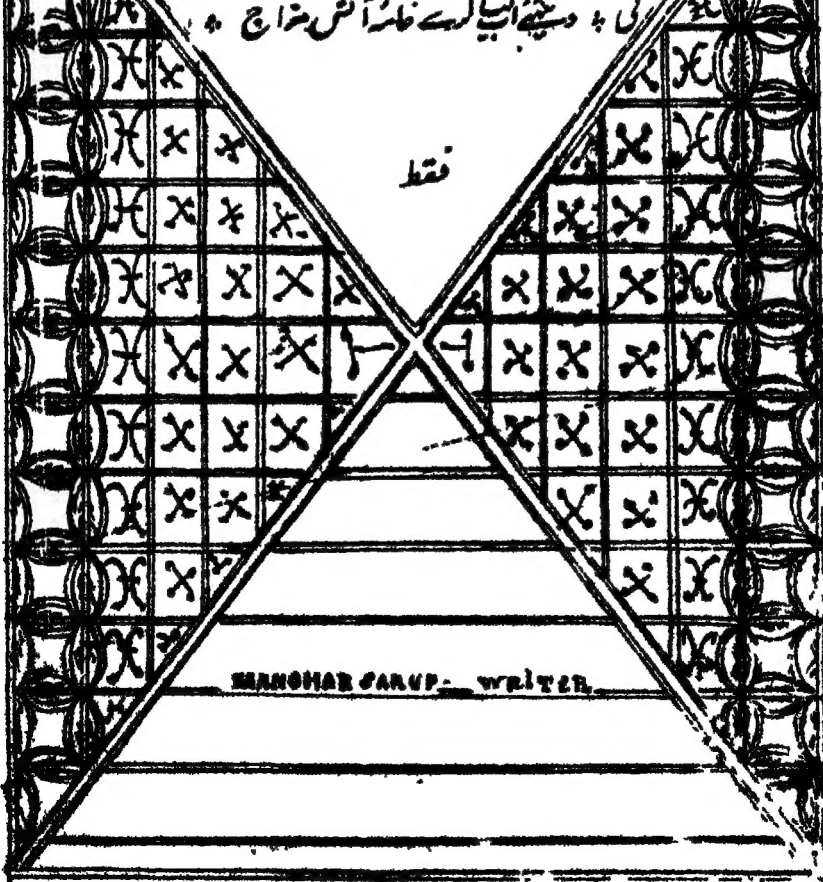
دوسرے ایذا و قتل و غارت آنہا کردہ فقط مؤلف ہدیہ کے اس قول کا حاصل یہ ہے
کہ اپنے فایدہ کے لئے مکر کرنا اور جھوٹ بولنا روا ہے اور دوسرے کے نقصان کے
لئے برا ہے فقط اس سے لازم آتا ہے کہ محمد صاحب نے جو واسطے قتل و غارت بنی اسد
وغیرہ کے مکر و فریب کرایا اور اہل مکر و دروغ کو سراہا وہ اچھا نہیں کیا اور قول حبیب اچھا
سمجھا نہیں مؤلف ہدیہ نے عجب کلام کیا اپنے پیغمبر کو آپ الزام دیا بالیقین ان صاحب
نے خادمان کعبہ کن کی کفش برداری کی کہ واسطے استیصال مدینہ اسلام کے طیاری
کی **قولہ** چون بشیوۂ اسلام مشرف گردید الخ یہان سے ظاہر ہے کہ کوئی اسلام
لانے سے مقبول کبریا نہیں ہوتا اور کسی عیب کیمیا نہیں بلکہ ہوس دنیا دو چند ہوتی ہے
اور راہ رضا و توکل بند جس مال کے لئے مسلمان مکر و فریب اختیار کرتے ہین اور گردن
بیدردیرا و پر تلوار دہرتے ہین اسکا انجام عذاب ہے جسکا نام عذاب ہے بعد ازین
صاحب ہدیہ نے جو ہنود کو الزام دیا ہے کہ کرشن نے خدع کیا اور اپنی محبوبی کے
لئے سر بیربک قطع کیا وہ غلطی ہدیۃ الاصنام ہے بلکہ شری کرشن پر اتہام ہے
مہابھارت مین بیربک کا نام نہین ہے اور بہتان کا نیک انجام نہین مولوی محمد علی
نے حکایت حجاج بن خلاص کا کچھہ پاسخ نہین دیا اور قطعاً کلام راسخ نہین کیا
یہان تک فقیر اندرمن نے اختصاراً احال محمد بیان کیا ایندہ کے لئے ذاکر عنان
کیا کہ ارادہ مصمم ہے کہ بعد اتمام جواب سوط الجبار کے حالات انبیا مین ایک کتاب
تصنیف کرونگا اور اوسکے حصۂ دوم مین اوّل سے آخر تک محمد صاحب کی توصیف
کرونگا تذکرہ معجزات محمدی کی چندان ضرورت نہین ہے کہ طلسمات و نیرنجات سے
اوسکے امتیاز کی کوئی صورت نہین ہے اگرچہ علمائے محمدیہ کی کتابون مین ایک مضمون اندراج
ہوا ہے اور خرق عادت انبیا کا نام معجزہ اور خرق عادت ملحدین کا نام استدراج
ہوا ہے لیکن اس سے (۲۴۲) کفتہ تمکن ہوتی اور نظر جواب دہندہ روبرو کی بندہ

بات بنائی ہے لاجرم جعفر زٹلی سے عبرت ترہات پائی ہے **عدد سترالاصنام**
اجازت حیلہ طلب کردن حجاج نو مسلم از آن حضرت برائے ہمین امر بود کہ مال کثیر
و جان وعزت او از دست کفار مکہ محفوظ ماندہ سالماً و غانماً باز آید واز ظلم و تعدی
معاندین جانبری او نشود نہ برائے اینکہ با مردمان مکہ بحیلہ و مکر پیش آمدہ در پئے ایذا
و قتل و غارت آنہا گردد و ظاہر است کہ حجاج از تجارت مال کثیر بہم رسانیدہ بود چون
بشرف اسلام مشرف گردید این معنی را دل او نخواست کہ آن اموال کثیرہ کہ بمحنت
و مشقت حاصل کردہ بود بہ تصرف معاندان ملت در آید الخ **جواب** حجاج کو
اصلا خوف جان و مال نہین تہا اور کوئی اوسکی عزت و آبرو کا خواہان نہین کیونکہ
اس روایت مین خود مندرج ہے کہ قریش مین سے کوئی شخص اوسکے اسلام سے
خبردار نہین تہا اور اصلا درپے ایذا و آزار نہین البتہ اگر حجاج اپنے اسلام سے
آگاہی دیتا تو اپنے سر پر تباہی لیتا پس حفظ جان و مال کے لئے تعلیم مکر و دروغ
مشکوک ہے بلکہ سراسر صاحب ہدیہ کی بھول چوک ہے اصل یہہ ہے کہ جو کوئی اسلام
لاتا ہے وہ ارتکاب کذب و خدع سے منزلت و مقام پاتا ہے اسواسطے محمد
صاحب نے حجاج نو مسلم کو کذب و دروغ تعلیم کیا اور مسلمانون مین رتبۂ عظیم
دیا کیونکہ اس گروہ مین جو کوئی بر روئے کار دروغ تازہ لاتا ہے وہی فروغ
زیادہ پاتا ہے اگر فرض کیا جاوے کہ واسطے حفاظت مال و منال کے دروغ
و کذب کی ہدایت تہی تو سراسر مخالف آیت تہی کہ مصنف قرآن کی راہ مین
دروغباف لعین ہے اور اوسکی شان مین آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے شاید
کہ مقصود و مرام حضرت یہی ہووے کہ گو لعنت باری دائم ہے مگر مال اسکا دائمی
قائم رہے حاصل تقریر یہہ ہی ہوا کہ محمد صاحب کے ذہن مین مال اسقدر عزیز تہا کہ جسکا
روبرو خوف خدا ناچیز تہا **قولہ** نہ برائے اینکہ با مردمان مکہ بحیلہ و مکر پیش آمدہ

جامع تواریخ کراچی مثلا سلطنت ہیہ کی معتبرو مستند کتاب مین لکھاہے کہ جن دنون محمد صاحب
خیبر پر لڑ رہے تھے حجاج ابن علاص جو کہ باشندگان مکہ مین مشہور تھا مسلمان ہوا
جس وقت محمد صاحب فتح خیبر سے فراغت حاصل کر کے داخل مدینہ ہوئے حجاج نے
اون سے کہا کہ حکم ہووے تو بطرف مکہ بسرعت تمام ترجاؤن اور جو کچھ میرا مال
وہان ہے وصول کرلاؤن کہ قریش ہنوز میرے اسلام سے خبردار نہین ہین لیکن بغیر
حیلہ جوئی و دروغگوئی کے اس کام کا سرانجام دشوار ہے محمد صاحب نے اوسکو اجازت
دی کہ تیرا دل چاہے سو کہہ اور جسطرح کہ ہوسکے اپنا مال وصول کر پس حجاج نے مکہ
کی راہ لی جبکہ قریب مکہ پہونچا دیکھا کہ قریش سرراہ جمع ہین اور مسافرون سے دریافت
کرتے ہین کہ محمد خیبر کو گیا تہا فتح پائی یا ہزیمت کہائی اس اثنا مین نظر قریش حجاج پر
پڑی تمام اوسکے گرد ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد سے کیا خبر ہین ہین کیونکہ وے جانتے
تھے کہ حجاج مذہب قدیم پر ہے حجاج نے جواب دیا کہ تمہاری مراد حاصل ہوئی کہ لشکر
محمد پر بلائے شکست نازل ہوئی یہودان خیبر نے نام کیا اور مسلمانون کا کام تمام
اکثر محمدی طعمۂ تیغ و تیر ہوئے اور کثیر اسیر بعضے یہود بھی مارے گئے عیش و عشرت سے
بیچارے گئے محمد بھی اسیر ہوا اور حوالہ قیدیان اہل خیبر کہتے ہین کہ اوسکو بطور تحفہ قریش کی
پاس بہیجین گے تاکہ وے بھی اپنے مقتولون کا عوض لیوین قریش حجاج کے منہ سے یہ بات
سنکر خوش ہوئے اور حجاج کو اکرام و احترام کے ساتھ مکہ مین لیگئے پھر حجاج نے
کہا کہ اب میری مدد کیجئے اور جس کسی کے پاس میرا مال ہے دلادیجئے کہ ارادہ رکہتا ہون
کہ جلد بجانب خیبر جاؤن اور مسلمانون کا اسباب جو سپاہ خیبر نے غارت کیا ہے قیمت
مناسب سے خرید لاؤن قریش نے بتصدیق حجاج کر کے تین دن کے اندر اوسکا سارا
مال لوگون سے وصول کرا دیا تب حجاج اپنے گھر گیا جسقدر کہ وہان نقد تہا وہ بھی
وہان سے حاصل کیا اور جانب مدینہ روانہ ہوا فقط صاحب ہدیہ نے یہان بھی ایک

تہا اور پردۂ رسالت پہاڑ اٹھا اور اسکو کہا تھا کہ مین تابع خداوندگار ہون اور اوسکو
حکم سے ناچار ہون اب خود محمد کہو کہ یہہ حکم وحی کی مطابق ہے یا موافق وحی حکم سابق
ہے بہرحال دونون مین سے ایک حکم الہی ہوگا اور دوسرا خطرۂ واہی سے کہ یکا ایک کو
دل سے گوارا نہ کہین جانا نہین دشمن ہمارا ہ جیسے کہ محمد صاحب کا عہد سہتوا نہین تہا ویسے ہی
اونکی سوگند کا بھی اعتبار نہین تھا چنانچہ ماریہ قبطیہ کے عشق مین جو کچھ کہ حضرت نے سوگند
شکنی کی تہی وہ حوالۂ قلم ہوئی اور مولوی محمد علی کے لئے ترانۂ الم ہوئی جلد دوم طبع ہوئی
مین صحاح ستہ سے روایت ہے کہ جس وقت محمد صاحب نے بجانب تبوک توجہ فرمائی ابو موسی اشعری
کو اوسکے رفیقون نے بنابر طلب سواری کے خدمت محمد مین روانہ کیا پس اوس نے جاکر کہا کہ یارون
نے مجکو تیرے پاس بہیجا ہے کہ تو اونکو سوار کرے محمد صاحب نے جواب دیا کہ واللہ یعنی قسم اللہ کی
مین اونکو سوار نہین کرتا پس ابو موسی حزین و غمگین پہر گیا جبکہ اپنے مکان پر پہنچا محمد صاحب
نے اوسکو پہر بلوا کر چہہ اونٹ دئے اور فرمایا کہ اپنے یارون کے پاس لیجا ابو موسی نے کہا کہ
یہہ حال اول تو نے قسم کہائی کہ واللہ مین اونکو سوار نہین کرتا اور پہر تو نے وہ قسم توڑ ڈالی جواب
دیا کہ فی الحال خدا نے قسم توڑنے اور کفارہ دینے کے لئے امر کیا فقط جیسے کہ محمد صاحب خود
مخالفت عہد و سوگند کرتے تہے ویسے ہی یارون کو سوگند شکنی و عہد برشکنی کی نصیحت و
پند کرتے تہے چنانچہ اوس ابن صامت اور اوسکی زوجہ مین تکرار ہوئی اور نوبت ظہار ظہار ایک قسم
کی قسم ہے کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تو میرے حق مین میری مان کی پشت ہے شریعت محمدی
مین اتنا کہتے ہی عورت شوہر پر حرام ہوتی ہے اور اوسکی فرج مین فرج مام ہوتی ہے اور
محمد صاحب نے ایک آیت تصنیف کی اور اوس ابن صامت کو سوگند شکنی کی تکلیف دی تفصیل اسکی
حصہ سوم ابطال التناسخ مین مرقوم ہے جو کہ باسم ساہی صولت ہند موسوم ہے جو مسلمان
اگر جملہ حالات کی تلاش ہو وہ کہ مار محمد پاس بہیجو تو ایک دو مقالات گوش کسا اور افسانہ
فراموش کہ حضرت نے حجاج ابن علاط سلمی کو تعلیم کذب فرمائی اور اوس نے مسلم سے حکایت

کوئی قلع نہین کیونکہ جسطرف کثرت رائے ہی اودہر ہی اصل مدعا ہی ہے اب جاہیے جانتا
کہ مولوی صاحب کا یہہ دعوی کہ کوئی کوئی محدث زجر و توبیخ ابوبصیر کا قائل ہی سراسر بیجا
ولاطائل ہی اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو خدا کو حاضر و ناظر جانکر اون احادیث کو
داخل کتاب غنائمین اور اپنی ابکار افکار کے ہمراہ منظور انظار شیخ و شاب کرائین اگر
خود تحریر احادیث پہ قاصر ہو تو خدمت محدثین مین حاضر ہوکر طلب مداد کرداو لفظا
لفظا احادیث یاد کرو جھوٹی باتین نہ بناؤ آسمان کو زمین نہ چلاؤ جھوٹ سے کام نہین نکلتا
چاہم کام اہم ہمام نہین چلتا جھوٹ کو پایداری نہین ہی اور یہ صام جو بین سی کار برآری ہی
سخن ہی یہہ تیرا سراسر دروغ ⁂ بھلا جھوٹ کو کب ہی حاصل فروغ ⁂ حقیقت یہہ ہی کہ
احادیث صحیح و غیر صحیح مین مضمون مذکور کہین منقول نہین ہی بلکہ کوئی فقرہ اس معنی پر محمول
نہین ہی کہ دونشان دیجیے اور بحث و مباحثہ کا سامان کیجیے اب جگر شعب شق ہوتا ہی
و درنگ ہے کہ مسلمانی حق یعنی دوسری پیمان شکنی محمد مرقوم ہوتی ہی او تشریح اسلام ام
کلثوم تفسیر یاہدی مین لکھا ہی کہ ام کلثوم دختر عقبہ بن ابی معیط مکہ سے بہاگ کر محمد صاحب
کے پاس آئی عقب سی اوسکے بھائی بھی اپنی بہن کی طلب مین وارد ہوئے محمد صاحب
نے اوسکو بھائیون کی حوالہ نفرمایا اور یہہ آیت سورہ ممتحنہ کی وارد کی یا ایہا الذین امنوا
اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات فامتحنوہن اللہ اعلم بایمانہن فان علمتموہن مؤمنات فلا
ترجعوہن الی الکفار یعنی اے لوگون جو ایمان لائے ہو جسوقت آوین تمہارے پاس مسلمانیان
ہجرت کرکے پس آزمایش کرو اونکی اللہ خوب جانتا ہی ایمان اونکی کو پس اگر جانو تم
اونکا ایمان دار ایمان پس مت پہیرو اونکو طرف کفار کی فقط بیان سے بھی ثابت ہے
کہ محمد صاحب اپنے عہد پر مستقیم نہین رہی دنا نع رضا خدا سے کریم نہین اگر کوئی کہے کہ غالبا
حضرت اطاعت الہی مین مصروف تھی اور ہر ایک بات اونکی وحی پر موقوف تھی عہد شکنی
اسکا نام نہین ہی اور ہرگز جائی الزام نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ جسوقت عمر نے محمد صاحب کو ستایا

لو حدیث محمد صاحب سے خبردار کیا اور فتنہ خفتہ بیدار کر کے قطب الدین ابنی مشتہرہ کتابوں
کے عالم ہی تھا اور ہوتا تو کیونکر اوسکی زبان سے یہ کلام صادر ہوتا اب جس وقت مصنف یہ طالع
کتب مذکور کی لیاقت حاصل کریگا آپ اپنی طلاقت باطل کریگا اوسکی مستند عمدہ روضۃ الصفا
کی عبارت بلفظہ مرقوم ہوئی اور عذر شکنی محمد صاحب معہ مطالب تمام معدوم ہوئی کتاب
مدارج النبوت گوش کیسو اور ترک خواب خرگوش (ویل امہ) ابو بصیر مشعل حرب لو کان معہ
احد) یعنی این ابو بصیر افروزندہ و گرم کنندہ جنگ ست اگر باشد کسیکہ امداد و اعانت کند
مرا اورا و این سخن شعر ست ابو بصیر را بفرار دشمن ست بانکہ جمعے از اہل اسلام کہ در مکہ مجبور
و ممنوع اند بوے لاحق شوند ہمچنین گفتہ اند شراح در بیان معنی این عبارت و بہرین معنی مراد
مذمت و تعییر او نیست بلکہ مراد تعجب ست بانکہ محبت و مرد است اگر کسے نصرت و اعانت
او کند سو چنان کہ چنانکہ واقع شد تفصیل صحیح است انتہی بیان سے ظاہر ہو کہ شارحین
نے یہ بھی تعبیر کی ہو کہ حدیث مذکور میں حضرت نے داد ستائش ابو بصیر دی ہو تحسین و ملامت
کا مقام نہیں ہو اور موقع سرزنش و ملامت نہیں بلکہ یہ بھی ثابت ہو کہ محمد صاحب نے مصوران مکہ کو
اشارہ کیا کہ ابو بصیر سے ساز کریں او قتل و غارت آغاز راہ تجارت مسدود فرمائیں اور
نہاد قریش سے گرد و غبار اٹھائیں پس آپکی مستند کتاب سے واضح ہوا کہ محمد صاحب نے اپنے قول و
قرار سے منہ موڑا اور عہد جو حدیبیہ میں کیا ہوا عہد و پیمان توڑا اسیطرح فتح الباری میں ہو اور یہہ
ہی عمدۃ القاری میں جو کچھ کہ مؤلف ہدیہ عذر شکنی محمد صاحب میں سخن بیہودہ سے کی تھی اور
حیلہ گری کی تھی بالکل رد ہوئی اور مانند عہد و پیمان محمد ہوئی مولوی محمد علی نے بجلد ہی مقدمہ
کا کچھ جواب نہیں دیا اور ارادہ عبارت رسالت مآب نہیں کیا صرف یہ ہی کہا کہ بعض
احادیث سے واضح ہو کہ حضرت نے ابو بصیر کو توبیخ و زجر فرمایا اور منع از فعل دیگر فعل
اس سے ثابت ہے کہ اکثر احادیث ابو بصیر کی ستائش میں ہیں اور بعض احادیث اوسکی مذمت
میں نا پس عذر شکنی محمد کا کوئی مانع نہیں ہے اور باوجود اکثر احادیث کی بعض احادیث سے

کے الفاظ کا استعمال نہوتا اور حضرت کو قتل وغارت قریش کا خیال نہوتا تو البتہ نامہمی یا بیہ
فاش ہوتی اور مسکین صاحب ہدیہ کا فاش ہوتی اگر فرض کیا جاوے کہ ابوبصیر نافہم تھا اور بیچ فہم
مگر حضرت عمر کی عقل پہ کیسے پتھر پڑے کہ اونکے ذہن میں بھی معنی حدیث نہ گڑے خلاف آیات
حدیث ابوجندل کو پیغام دیا اور اپنے سر پر صاحب ہدیہ کا الزام لیا تا بیقین قطب الدین شیخ [illegible]
سے ملاقات کی کہ اغلاط عمر پر نظر التفات کی **قوله** ابوبصیر ز آنکہ تامل بکار برد الخ اگر ایسے
وقزاق کسی جنگل میں انبوہ عام کریں اور قتل وتاراج عام تو مقتول بعوض بچے لئے ذلت نہیں
ہے اور تحقیر ملت نہیں ہے بلکہ خود ہدیۃ الاصنام میں مرقوم ہے کہ وہ مظلوم ومرحوم ہے اگر ایسیکا
نام خذلان وتذلیل ہے تو سرگذشت جنگ احد ذلت وخواری حضرت کی دلیل ہے **قوله**
پس این معنی نقض عہد از طرف الخ بے شبہہ نقض عہد از جانب رسالت مآب ہوا اور نیز از طرف
عمر بن الخطاب کہ محمد صاحب نے ابوبصیر کو مدینہ سے بھگا دیا اور فتنۂ خفتہ جگا دیا عمر بن خطاب نے
ابوجندل کو بخدمت ابوبصیر روانہ کیا اور آتش قتل وغارت کا زبانہ کیا اگر یہی صاحب وفائے
عہد منظور کرتی تو ابوبصیر کو حوالہ قریش بالضرور کرتے **قوله** در فتح الباری ومرقات ومدارج النبوت
وغیرہ این معنی ملاحظہ نماید فقط اگرچہ صاحب ہدیہ نے قطع بیخ اسلام کی اور نذر اصنام دی مگر
ہنوز کتب اسلامیہ سے کسی کی تکذیب نہیں کی اور مسلمانون کو ابطال تواریخ وتفاسیر کی ترغیب
نہیں دی جملہ کتب محمدیہ کا اعتبار کیا اور روضۃ الصفا وروضۃ الاحباب کو لباب صحاح ستہ
شمار کیا افسوس ہے عقل وحواس میان محمد علی پر کہ باوجودیکہ مؤلف ہدیہ کو شکر گذار ہیچ مدح
بندۂ فرمان بردار مگر اپنی سخن پروری کے لئے اکثر کتب محمدیہ سے کہپاتی ہین اور روایات کی
خاطر سید شادمانے ہین جو کوئی پکا مسلمان ہوگا ہر ورق کتب پہ [illegible] ہوگا حوالہ فتح الباری
ومدارج النبوت ومرقات غلط ہے بلکہ ملا قطب الدین کی ساری تحقیقات غلط ہے تمام شرح
صحیح بخاری میں مرقوم ہے اور درمیان طایفۂ محدثین ومورخین وہم ہے کہ خود محمد صاحب
نے ابوبصیر کو ایسا قرار دیا وغارت کیا اور مصروف آزار وتجارت حضرت عمر نے ابوجندل

ترجمہ صحیح یہ ہے کہ اگر باشد با او کسے فقط حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر ابو بصیر کے ہمراہ کوئی مددگار
ہوتا تو بیا لڑائی شتاب کاری سے سرزد ہوتا فقط جس صورت مین کہ ابو بصیر محمد صاحب کی
سامنے حاضر تھا تو اس کلام کی کیا احتیاج تھی کہ کوئی اس سے کہو کہ ہماری طرف رجوع
نکرے بلکہ اگر کسی بات کی ضرورت ہوتی تو خود محمد صاحب ابو بصیر کو تعلیم کرتے بتقدیر یکہ مفہوم
حدیث یہی ہو کہ ابو بصیر سے کوئی کہے کہ محمد صاحب کی جانب رجوع نکرے تو خود مؤلف
ہدیہ کی زبانی ثابت ہو گیا کہ محمد صاحب نے ابو بصیر کو سکھا دیا کہ ہمارے پاس سے فرار کر اور ترک شہر
دیار اگر ہماری طرف رجوع کریگا اور عہد نبوت مین رکوع تو نوشتہ حوالہ قریش کیا جاویگا اور
مایوس انتظار امن [illegible] عہد شکنی اسی کا نام ہے اور محمد صاحب پر یہی ہمارا الزام ہے غرضکہ انہوں
نے مخالفت عہد مین ارتکاب کیا اور صریح بیان آنکہ بدعہدی پر کمربانہ کیا تھا کہ عہد یہی تھا
کہ ابو بصیر کو گرفتار کرا دو اور جو آدمی خویش وتبار فرمائی چونکہ حضرت نے ایسا نہین کیا عہد پورا نہین
کیا بلکہ نقض عہد کیا اور پیمان شکنی مین جد [illegible] نہ ما ہم از نقض عہد آن حضرت تو بار مساعی
پیمان شکنی حضرت سیر جانا نسبت عہد درین باب **قولہ** دلیل برین معنی آنکہ این حدیث آنحضرت
الخ کلام ابو بصیر سے یہی پیدا ہے کہ محمد کے اختیار مین کوئی کار و بار نہیں ہے ہر ایک کام کا فاعل
خدا ہے روزگار آفرین ہے وہ مونس کہ محمد صاحب خود ہی سے وابستہ ہو ویگا اور خدا اسکی مین
البتہ تو ابو بصیر کی مدح کرینگے اور اوسکی مدح سے بطرح ڈرینگے بہرحال گفتگو سے ابو بصیر
اس قسم کی نہین تھی کہ محمد صاحب اوس سے ناخوش ہو کر ابو بصیر کو ملامت کرتے اور مذمت
قولہ پس از حدیث موصوف مدح ابو بصیر و اشارہ در باب نقض عہد و قتل الخ سیاق حدیث
مقتضی اسی بات کا ہے اور یہی مفہوم ملاحظہ مرقات کا ہے کہ حدیث موصوف مین ابو بصیر
کی مدح ہے اور جرأت و شجاعت شریر کی شرح اگر حدیث (ویل امہ) مین بطرف جنگ
جدل اشارہ ہوتا اور حضرت کو قتل و غارت پسند ہوتا تو کلمات (لو کان معہ احد) پر
نفرمائے وہ دستہ فساد نکرتا **قولہ** ابو بصیر بود این معنی فہمیدہ الخ اگر حدیث میں اس معنی

اسکی عنقریب ہی کو شکند از امیہ و غریب ہوتی **قولہ** از قریش نقض عہد نموده ابوبصیر و
قریش سے کوئی عہد و پیمان نہین کیا تھا اور یہ وقت فتنہ عہد و پیمان نہین دیا تھا بس عہد
عہد کیونکر شکست کرتا اور کس طرح مخالفت قول اضحل یہ کہ ربط تکسو علو کہ شکستن عہد منسوب بخود
ہے بانی مبانی عہد شکنی محمد صاحب تھے کہ ابوبصیر کو ایما سے فرار کیا اور ابوجندل وغیرہ کو اوسکا
مددگار **قولہ** نہ آنکہ فی الواقع ازین حدیث مقصود حضرت ہمین امر بود فقط الا کلام حدیث
(ویل امہ) سے مقصود محمد صاحب یہی تھا کہ ابوبصیر اونکے پاس سے گریختہ ہوویگا تو عہد و پیمان کی
شکستہ ہوئے افسوس کہ محمد صاحب نے قریش سے جو کچھ قول و قرار کیا اول بار ہی برخلاف اسکے
کیا ہے خوش ست گلشن صحبت و شگوفہاے امید • ولے چہ سود کہ زو این بہار سیر بزده
اگر حدیث مذکور سے مقصود محمد صاحب نقض عہد ہوتا تو اونکے ساتھ ہنے سے ابوبصیر مقصود ہوتا بلکہ
آنا فانا دستگیر زندانی کرتا اوسپر و فریق ثانی **قولہ** وحالانکہ حدیث موصوف در مدح ابوبصیر
نبود فقط یہی خلاصہ تقریر فقیر امد سن ہے کہ حدیث مذکور سے مدح ابوبصیر مستفاد ہے عمر خلیفہ بھی ہمراہ
تابع ہے اور ضمیر ابوجندل بھی اسی طرف راجع ہے اگر حدیث مرقوم مین ابوبصیر کی مدح ہوگی راے
عمر خلیفہ و ابوجندل اسم ہے کی تعریف ابوبصیر سے انکار رجا شگفت ہے عمر خلیفہ کی عقل پر
گرفت ہے شاید کہ بالکل خلافت مآب کا قصور ہووے اور خالی از شعور سر بہ غرور ہووے **قولہ** بلکہ
در بیان سرزنش او بود فقط الخ حدیث (ویل امہ) سرزنش ابوبصیر مین نہین ہے بہرہ از عقل و
دانش صاحب ہدیہ کی تقریر مین نہین بالیقین حدیث مذکورہ اوسکی تعریف مین ہے کہ ابوبصیر عجب افروزندہ
جنگ ہے اور بیخوف آتش تفنگ اگر اسکا کوئی مددگار ہووے تو کشتی مسلمانی پار ہووے اس قسم
کی گفتگو مین سوا تعریف کے دوسرا احتمال نہین ہوسکتا اور بجز توصیف کے کوئی خیال نہین
قولہ و باعث فتنہ ہست فقط یہ فقرہ ترجمہ حدیث سے زیادہ ہے اور مصنف ہدیہ کا طبع زاد ہے
تخویف اسکا نام ہے یہ ویرہ صرف اتہام ہے **قولہ** ہمگنان با قصد بلاد کرے بگویند کہ رجوع بسوی
آنکہ فقط ترجمہ مین افراط و تفریط ہے اور زیادتی مرکب بسیط الفاظ (لو کان معہ احد) کا ہم

اور کی مدد کے لئے تکلیف دی ہے اگر تم امت کے رفیق ہوتے تو دنیا جہت میں غریق ہوگئے اب
ہم آپکی معتبرہ و مستندہ کتابوں کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں اور یہ واضح سارے اہل عدل
و عقل اوپر نقل عبارت روضۃ الصفا جسپر بالکل آپکا اتکا ہے (ویل امہ مسعر حرب لو کان معه
احد) حاصل این کلام آنکہ ابو بصیر عجب ابڈ و نائرہ جنگ است اگر یکے اورا امداد و معاونت
نماید و این سخن شعر بود بر فرار ابو بصیر و بشر یافتہ بیک جمعے از اہل اسلام کہ در مکہ محصور و ممنوع
اند باو لاحق شوند چون ابو بصیر باین رمز و ایما وقوف یافت بی توقف روی بگریز آوردہ
بآن منزل عیص کہ بکنارہ دریا بود و ہیچ جانہ نشستا و ہمرہ طایفہ از ارباب توحید کہ در مکہ
ممنوع بودند پیغام داد کہ حضرت پیغمبر در شان ابو بصیر چہ فرمودہ چون این خبر بگوش ابو جندل
پسر سہیل بن عمرو رسید فرار بر قرار اختیار کردہ بابو بصیر پیوست و مسلمانان مکہ یکان یکان
بخدمت او مبادرت نمودند تا بروایتی اقل ہفتاد کس نزد او جمع گشتند و چون آن مردم
ممر کاروان قریش بود انتہاز فرصت نمودہ دست بتاراج و غارت و قتل قافلہا آوردند
انتہی اب یہ نقل عبارت مدلنج ہے جو کہ برائت حضرت کی ناتج ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین
عمر رضی اللہ عنہ بابو جندل پسر سہیل بن عمرو کہ در حدیبیہ پیش آنحضرت مسلمان آمدہ حضرت اورا
بپدرش سپردہ پیغام فرستادہ و قصۂ ابو بصیر اعلام کرد ابو جندل نیز از پدر گریختہ پیش ابو بصیر آمد تا
جمعے کثیر ہم رسید انتہی اگر حضرت عمر نے حدیث مذکورہ سے مراد ابو بصیر نہیں سمجھی تھی تو کیونکر
برخلاف مدعا ابو جندل کو خبر دی تھی پس جو کوئی حدیث (ویل امہ) کو شعر بر تعریف ابو بصیر
قیاس نہ کریگا عقل و فہم حضرت عمر کا بھی یار نہ کریگا شاید کہ مولف ہدیہ کی رائے میں عمر خلیفہ بھی
اپنے دن لیاقت نہیں رکھتے تھے یہ فہم حدیث کی طاقت نہیں **قولہ** جمعی اہل اسلام را از مکہ طلب نمود
فقط ابو بصیر نے مکہ سے کسیکو طلب نہیں کیا اور کسیکو مرتکب جنگ نہیں بلکہ خود محمد صاحب نے لوگوں
کو بھی مدد پہ وعدہ کہا تہا جسے اگر حدیث (ویل امہ مسعر حرب لو کان معه احد) زیادہ کیا تہا علاوہ محمد صاحب
کے عمر بن خطاب نے مسلمانان مکہ کو ابو بصیر کی طرف رجوع کیا تہا اور انکو یہ پیغام بہیجا شروع کیا تہا تفصیل

موصوف در مدح ابوبصیر نبود بلکه در بیان سرزنش او بود که او عجب افروزنده جنگ است
فتنه است اگر باشد با او کسے بگوید که رجوع بسوے انکند و دلیل برین معنی آنکه این حدیث
آنحضرت با بوبصیر وقتے فرموده بودند که او از مشرکان مکه خلاص شده بحضور حضرت شکایت
عرض نمود که آنحضرت مرا حواله مشرکان فرمودند خدا تعالی مرا از ایشان نجات بخشید الخ
پس از حدیث موصوف مدح ابوبصیر و اشاره در باب نقض عهد و قتل و غارت کردن او
قریش را اصلاً مقصود نبود و ابوبصیر خود این معنی فهمید که همچنان قبل آورده حاصل آنکه چون مشیت
الهی مصروف تذلیل قریش بود و ابوبصیر بے آنکه تامل بکار برد در پے قتل و ذلت کفار گردید
پس این معنی را نقض عهد از طرف رسالت مآب فهمیدن و الزام آن اصل وارد کردن محض
خوش فهمی است در فتح الباری و مرقات و مدارج النبوت وغیره این معنی ملاحظه نماید که
در هیچ معنی شکے داشته باشد **جواب** اگر ابوبصیر حدیث مذکور سے صرف اپنی تعریف
گمان کرتا تو کس واسطے بھاگنے کا سامان کرتا کیونکہ کوئی اپنی مدح گوش کر کے مفرور نہیں
ہوتا اور اپنے مداح سے الگ ہونے پر مجبور نہیں شاید کہ ابوبصیر نے برعکس عادت سائر انسان کیا
اور اپنے مداح کو دشمن جان لیا یہ قیاس ابوبصیر خبط ٹھیرا اور کلام صاحب ہدیہ کی ربط اصل
یہ ہے کہ مدح ابوبصیر میں زبان حضرت گہر بار سے ہوئی اور جناب نبوت سے اوس کو تسلیم کی
تعلیم فرا بھی ہوئی پس محمد کی حضرت میں تامل نہیں ہے اور صاحب ہدیہ کو فہم و فراست بالکل
نہیں بتقدیر یکہ مجرد صاحب مخالفت عہد سے اندیشہ ڈرتے تو کیونکر ابوبصیر کو پا یا فرار کرتی
ملا یہ جو فوراً اسیر کراتی اور مکافات بلا تاخیر فرماتے کیونکہ وہ سزاے بادولال تھا مستحق شتاب
اب تعجیل اقوال ہوتیا الاصنام ہے جو کہ منافی رحمت رحیم صاحب ہے **قولہ** مدح خود فهمید الخ اگر
غلط فهمی ابوبصیر سے شکایت ہے تو خوش فهمی حضرت عمر کی بعینہ حکایت ہے چنانچہ کتاب
روضة الصفا و مدارج النبوت میں مرقوم ہے کہ جس وقت ابوبصیر نے مدینہ سے فرار کیا تو حضرت
عمر نے ابوجندل کے پاس یہ لکھ بھیجا کہ حضرت نے ابوبصیر کی تعریف کی ہے اور تم لوگ ان کو

معلوم ہوا کہ ابوبصیر نے فرار کیا اور کنارہ دریا پر قرار لیا تو ساتھ ابوجندل پسر سہیل کو پیغام
بھیجا کہ تو تنگ ہے گریزندہ مانند تیر ہوا اور معاون و مددگار ابوبصیر ہو کہ حضرت نے خود دیکھے
حق مین حدیث عجیب و غریب فرمائی ہے اور قتل و غارت قریش کی ترکیب گرما رہی ہے پس
جسقدر مسلمان کہ قریش کے یہان محبوس تھے اپنے خویشون کو فریب دیکر ایک ایک ابوبصیر
سے ملگئے اور قتل و غارت قریش پر پل گئے یہان تک کہ ستر اشخاص جمع ہوگئیں جو کوئی
قریش مین سے اودہر جاتا تہا اوسکو مار ڈالتے تھے اور اوسکا مال و اسباب غارت کرتے
تہے تب قریش نے خدمت محمد صاحب مین عرضداشت کی کہ اب تک ہم نے اونکی برداشت
کی آپ ونکو مدینہ مین طلب کیجیے اور قدرے ادب دیجئے ہم اپنے آدمی کو واپس کرنے
کی شرط سے درگذرے آیندہ جو کوئی قریش مین سے مسلمان ہوگا در امن و امان ہوگا
ہم اوسکو مکہ مین نہین گھیرینگے اور مدینہ سے نہین پہیرینگے اوسوقت محمد صاحب نے ابوبصیر کو
اپنے پاس طلب کیا اور منع از قتل و غضب کیا فقط یہہ مضمون صحیح بخاری ہے جس پر ایک
سُنّی مستعد بیان سپاری ہے اگر اہل اسلام ذرا بھی انصاف کرین گے بدعہدی محمد پر فوراً
اعتراف کرینگے بر تقدیریکہ محمد صاحب بلحاظ عہد و پیمان کرتے تو دوبارہ ابوبصیر کو حوالہ قریش
بدل و جان کرتے بلکہ اونکے مقتول کا اوس سے قصاص لیتے اور بسنا قاتل بدست
خاص دیتے یہا انشاء ہرگز نفرماتے کہ تو ہمارے سامنے سے کافور ہو اور مشغول قتل و غارت
حتی المقدور ہو فی الجملہ چونکہ محمد صاحب نے وفائے عہد و پیمان کو کارہ نہین کیا ابوبصیر کو سپرد قریش
دوبارہ نہین کیا پس بدعہدی و پیمان شکنی حضرت مین شک نہین ہے اور مصنف ہدیۃ الاصنام
وسوط السجار کو عقل و درایت اندک نہین **ہدیۃ الاصنام** ابوبصیر از حدیث
دلیل از قتل حبیب کان سعد احد مع خود فہمیدہ از مدینہ رو بگریز نہادہ بلا توقف بمنزل
عیص رسیدہ جمیع اہل اسلام را از مکہ طلب داشتہ از قریش نقض عہد نمودہ دست بقتل و غارت
آنہا کشادہ تا آنکہ فی الواقع ازین حدیث مقصود حضرت ہمین امر بودہ حالانکہ حدیث

مرجع ضمیر وہی عمر بن الخطاب ہین جو کہ ابوبکر کے بعد خلافت مآب ہین اگر محمد صاحب رسول اللہ ہوتی
اور رسالت پناہ تو اپنے نام کے اوپر سے وصف رسالت محو نکرتی اور اپنی ہاتھ سے اپنی تحقیر
کسی نحو نکرتی جو کوئی برحق پیغمبر ہوگا اوسکو کسی سے کیونکر ڈر ہوگا ہرگز رسالت سے انکار نکریگا
دشمنان دین سے زنہار نہ ڈریگا اصل آنکہ صلحنامہ مین جو رسول اللہ اور ابن عبداللہ کی
تبدیل ہوئی ہمارے لئے بطلان نبوت محمد کی عمدہ دلیل ہوئی اب ہم یہہ مضمون صحیح بخاری لیتے
ہین اور مخالفون کو مذلت وخواری دیتے ہین جبکہ محمد صاحب حدیبیہ سے مراجعت کرکی مدینہ مین
داخل ہوئے اور اپنے کاروبار مین شاغل ابوبصیر نامی ایک شخص دین محمدی اختیار کرکے اور مکہ
سے فرار کرکے محمد صاحب کے پاس آیا اور اوسکے بعد قریش نے ابوبصیر کو پھیر لانے کے لئے دو
شخص خدمت محمد مین روانہ کئے محمد صاحب نے موافق عہد کے ابوبصیر اونکے حوالہ کیا وی ابوبصیر کو
ہمراہ لیکر راہی مکہ ہوئے اور مقام ذوالحلیفہ مین واسطے تناول طعام کے قیام کیا اور
وقت ابوبصیر نے اون دونون مین سے ایک شخص سے کہا کہ تیری تلوار بہت معلوم ہوتی ہے
ذرا مجکو دکھلا اوس شخص نے اپنی شمشیر غلاف سے باہر نکال کر ابوبصیر کے ہاتھ مین دی ابوبصیر
نے فی الحال اوسکی گردن مین ماری اور اوسکو ہلاک کیا دوسرا شخص یہہ حال دیکھکر بھاگتا
ہوا مدینہ مین محمد صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ ابوبصیر نے میرے ہمراہی کو مار ڈالا اتنے ہی اوسکے
عقب ابوبصیر بھی حاضر ہوکر کہنے لگا کہ اے محمد تو نے مجکو انکی سپرد کیا مگر حق تعالی نے مجکو
انکے اوپر دست برد دیا محمد صاحب نے فرمایا (ویل امہ مسعر حرب لو کان معہ احد) یعنی ابوبصیر
عجب جنگ کرنیوالا لڑائی کا ہے اگر ہوتا ساتھ اوسکے کوئی مددگار تو مدد کرتا فقط اس حدیث
سے محمد صاحب کی یہی مراد تھی کہ ابوبصیر یہان سے راہ لے اور کہین صحرا مین پناہ لے اور
جسقدر قوم کہ مکہ مین نظربند تھی اوسکو یہی پند تھی کہ اپنے گھرون سے جلد تر فرار کرین اور
خدمت ابوبصیر مین بسر روزگار کرین القصہ جبکہ ابوبصیر نے پیغمبر کے منہ سے یہہ حدیث سنی تھا
فی الحال بھاگ گیا ساحل دریا کی راہ لی جہان قافلہ قریش کی گذرگاہ تھی جسوقت عمر کو

کہا کہ تو نہین کہتا تھا کہ ہم جلد آئینگے اور طواف کرینگے خانۂ کعبہ کا فرمایا کہ ہان مین نے یہ
خبر دی تھی کہ تو آئیگا اس سال مین مدینہ نے کہا کہ نہین فرمایا کہ تحقیق تو آنیوالا ہے اور طواف
کرنے والا اوسکا پھر کہتے ہین خلافت پناہ کہ مین ابوبکر کے پاس آیا اور کہا مین نے کہ اے
ابوبکر آیا یہ شخص نبی خدا کا نہین ہے برحق کہا اوس نے کہ ہان یعنی ہے مضمون مقولۂ ابوبکر بیان کر کے
راوی کہتا ہے [قال عمر فعلت لذلک اعمالا] یعنی عمر نے کہا کہ مین اس گناہ کے دور کرنے کے
لئے مدت تک صوم و صلواة وغیرہ اعمال کرتا رہا فقط یاد رہے کہ یہ مقولا ایک مدت کو
بعد کا ہے روضة الاحباب مین عمر سے مروی ہے کہ روز حدیبیہ میرے دل مین امر عظیم نے خطور
کیا پس خدمت حضرت مین مین نے عرض کی کہ آیا تو پیغمبر برحق نہین ہے جواب دیا کہ ہان مین
پیغمبر برحق ہون پھر مین نے التماس کیا کہ آیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین فرمایا
کہ تم حق پر ہو اور تمہارے دشمن باطل پر ہین پھر مین نے عرضداشت کی کہ ہمارے مردے
بہشت مین اور دشمنون کے مردے دوزخ مین نہین ہین جواب دیا کہ تمہارے مردے جنت
مین ہین اور دشمنون کے مردے فی النار ہین تب مین نے کہا کہ پس ہم ایسی مذلت و خواری
کیونکر پسند کرین اور کسوا سطے صلح پر پسند کرین محمد صاحب نے جواب دیا کہ مین رسول خداوند کا
ہون اور اوسکے حکم محکم سے ناچار ہون فقط امر عظیم سے شک مقصود ہے سورۂ فتح کی تفسیر
ثعلبی موجود ہے مثلا (قال عمر ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ) **ابیات** تفسیر
مین ہے ثعلبی کی ‹ کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تھی ‹ عمر ہر ایک سے کہتا تھا بتکرار ‹ شکوک
باطنی کرتا تھا اظہار ‹ پیمبر کی نبوت مین کبھی شک ‹ نہین ایسا ہوا تھا مجکو اب تک ‹
جو کچھ روز حدیبیہ ہوا شک ‹ پڑا اوس دن میرے دل مین بڑا شک ‹ یہ تھا حال صحابہ کا
حال ہے عمر بن خطاب کا قال ہے پھر دوسرے مقام پر مؤلف روضة الاحباب کہتا ہے کہ میگفت
بود کہ از وسوسۂ شیطان و کید نفس کہ دران روز بخاطر من گذشتہ بود استغفار میکنم و
باعمال صوم و صلوة و اعتاق و تصدقات توسل میجویم تا کہ کفارۂ آن جرأت من گردد فقط

آنکہ بنہ حدیبیہ جو کچھ قریش اصرار کرتے تھے محمد صاحب اختیار کرلیتے تھے علی تحریر کرتا تھا اور اطاعت
حکم پیغمبر و تدبیر امیں اثنا میں سہیل کا بیٹا ابو جندل مسلمان ہو کر محمدیون کی پناہ میں آیا سہیل
بولا شرط کی موافق ہمارا آدمی واپس بھیجو محمد صاحب نے کہا کہ ابھی ہم تحریر صلح نامہ سے فارغ نہیں ہوئے
ہیں اسواسطے ابو جندل کو نہیں دینگے سہیل بولا کہ ہم صلح ہی نہیں کرتے محمد صاحب نے کہا کہ ہم ابو جندل
کو حوالے تمہارے کرتے ہیں مگر تم اوسکو سزا نہ دینا پس محمد صاحب نے ابو جندل کو سہیل کو سپرد کیا سہیل
نے لکڑی لیکر اوسکو استقدر مار لگائی کہ مسلمانون کو بڑی عار آئی بعد محمد صاحب نے صلحنامہ
قریش کے ہاتھ دیا اور آپ مدینہ کا رستہ یارون کے ساتھ لیا یہ مضمون سورہ فتح و صحیح بخاری
ہے و مسلمانون کے یہان جنکی تعظیم بھاری ہے اب ہم خدمت مخاطبین میں التماس کرتے ہین کہ جو
حق بات کا پاس کرتے ہین کہ اگر محمد صاحب پیغمبر باری ہوتے اور مستحق رستگاری تو دشمنون کے سامنے
اظہار عجز اس طرح نکرتے اور ذلت و خواری کے ساتھ صلح نکرتے اصحاب محمد بھی اونکی ذلت و خواری کی
مقر تھے جو کہ تائید اسلام پر مصر تھے چنانچہ عمر فاروق نے روز حدیبیہ نبوت حضرت سے انکار
کیا بعد ازان اوسکی ندامت میں مدت تک استغفار کیا مثلا صحیح بخاری میں روایت ہے قال عمر
ابن الخطاب فاتیت نبی اللہ فقلت الست نبی اللہ قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا
علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیة فی دیننا اذن قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ
وہو ناصری قلت اولیس تحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی فاخبرتک انا نأتیہ العام
قلت لا قال فانک اٰتیہ ومطوف بہ قال فاتیت ابا بکر فقلت الیس ہذا نبی اللہ حقا قال
بلی حاصل آنکہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ جسوقت صلحنامہ مرتب ہوا مین آیا پیغمبر خدا کے پاس
اور کہا مین نے کہ یا رسول اللہ کیا تو نہین ہے نبی خدا کا سچا کہا پیغمبر خدا نے کہ ہون مین نے کہا
کیا ہم حق پر نہین ہین اور دشمن ہمارے باطل پر کہا کہ ہان ہم حق پر ہین اور دشمن باطل پر
مین نے کہا کہ پھر تو کیون زبونی کو ہمارے دین مین راہ دیتا ہے تب کہا پیغمبر خدا نے کہ مین رسول
ہون اوسکا اور نہین ہون مین کہ نافرمانی کرون مین اوسکی اور وہ مددگار ہے میرا اپنے

اور قافیہ بندی مین غرق اور نثر مسجع ہے اگر قافیہ ردیف کی رعایت ہو گی مسلمانون کو
افراط و تفریط کی شکایت ہوگی لہذا عبارت رعایت گفتگو کرتے ہین اور آیات و روایات
کی آرد و سال ششم ہجری مین محمد صاحب کئی سو مسلمان ساتھ لیکر حج کرنے کے ارادہ پر
بطرف مکہ راہی ہوئے قریش اطراف و جوانب سے لشکر جمع کرکے مکہ سے باہر آئے تاکہ
محمد صاحب کو حج کرنے سے منع کرین لہذا محمد صاحب نے حدیبیہ مین نزول کیا کچھ مدت تک قاصدون
کی معرفت فیما بین گفتگو رہی آخر الامر اس بات پر صلح قرار پائی کہ اس برس محمد صاحب زیارت
نہ کرین اور جو کوئی قریش مین سے مسلمان ہو کر محمد کے پاس جاوے محمد اوسکو واپس کرے اور اگر
کوئی مسلمان منحرف ہو کر قریش مین حاضر ہو کر اونکا دین قبول کرے تو قریش اوسکو مسلمانون کے
حوالہ نکرین پس محمد صاحب نے اوس بن خولی انصاری کو منتخب کیا اور واسطے تحریر صلحنامہ کے
طلب سہیل بن عمرو قریشی بولا کہ اے محمد کتابت صلحنامہ بدست علی یا عثمان چاہیے بنا برین
محمد صاحب نے علی سے کہا کہ لکھہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے
کہ کون ہے لکھہ (بسمک اللہم) جیسے کہ پہلے اس سے لکھتا تھا مسلمانون نے غوغا کیا کہ ہم سوائے
(بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے کچھ نہین لکھینگے تب محمد صاحب نے فرمایا کہ اے علی لکھہ (بسمک
اللہم) علی نے موافق حکم محمد صاحب کے (بسمک اللہم) حوالہ قلم کیا بعد ازین محمد صاحب نے فرمایا
کہ اے علی لکھہ ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ اور علی نے یہ فقرہ ثبت کیا سہیل بولا کہ ہم تیری
رسالت کا اعتراف نہین کرتے اگر ہم جانتے کہ تو رسول خدا ہے تو ہرگز تجھکو زیارت کعبہ سے
باز نہین رکھتے لہذا اے علی محمد بن عبد اللہ لکھہ تب محمد صاحب نے فرمایا کہ مین تو رسول اللہ ہون
اگر تم مجھکو رسول نہین مانتے ہو پس اے علی لفظ رسول اللہ محو کر اور بجائے اوسکے ابن عبد اللہ لکھہ
اوسوقت علی نے کہا واللہ مین وصف رسالت حک نکرونگا محمد صاحب نے علی کے ہاتھ سے
کاغذ چھین لیا اور لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے بدست مبارک کالعدم کیا اور
اوسکی جگہہ بن عبد اللہ رقم کیا پھر علی سے کہا کہ تجکو بھی ایسے کام کی احتیاج پڑیگی غرض

اعتراض یہ ہی تہا کہ محمد صاحب نے نعیم بن مسعود کو اجازت فریب دہی و دروغگوئی فرمائی اور
اوس تو تعلیم سے مکاری و حیلہ جوئی کرائی جس مذہب کی تعلیمات کا اوّل درجہ دروغگوئی ہے اوس
مین کون سی نکوئی ہے غرضکہ کسیطرح کی بہلائی نہین ہے اور کوئی تابع رضائے الٰہی نہین ہرچند
مؤلف ہدیہ نے گفتگو بہت دراز کی اور وسطی دامن عصمت محمد کو شست و شوی آغاز مگر ہماری اعتراض
کا جواب نہین دیا ابروے مسلمانی پر خضاب نہین کیا اگر دعا حضرت مستجاب ہوتی تو کسوطرح
مسلمانی اسقدر خراب ہوتی محمد صاحب صحابہ کو رخصت خدع و دروغ دیتے اپنی شریعت
مین مکر و فریب کو فروغ دیتے جبکہ محمد صاحب نے نعیم بن مسعود کو دروغ گوئی و حیلہ جوئی کی تعلیم
دی اور صاحب ہدیہ نے ہماری گفتگو تسلیم کی تو سارا قضیہ ماضی ہوا مدعی سے مدعا علیہ راضی ہوا
مولوی محمد علی نے مکر و فریب کو مردان نبرد آزما کی کمالات مین شمار کیا یہ ہی جواب داخل
سوط الجبار کیا جبکہ صفت شیطانی کمال مسلمانی ہے تو لاریب عیب نہانی جمال مسلمانی
ہے کیونکہ جسقدر بے ایمانی ہے سب کی بنیاد فریب دہی و دروغ بیانی ہے اگر خدع و دروغ
کمال اہل دین ہے تو کسکے حق مین آیت (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) ہے بالیقین مولوی صاحب کو
دل مین خیال خام سمایا اور آفتاب اسلام سر لب بام آیا جسوقت مسلمان اس تحقیقات پر نظر
التفات ڈالینگے بے ساختہ منہہ سے یہ کلمات نکالینگے کہ مولوی جی ویسا کام مکاری
مین رہتے ہین اور شب و روز فکر دنیاداری مین لیل و نہار کامرانی کرتے ہین اور تلاش حظوظ
نفسانی قرآن و حدیث پر نظر نہین ہے اور امور دینی سے خبر نہین ہے عالم کہ کامرانی
و تن پروری کند او خویشتن گم ست کرا رہبری کند و علاوہ ازین مولوی جی نے قتل اشوتہامان
کو مکر بیان کیا ہے اور تیسری کرشن پر بہتان کیا ہے چونکہ اوسکو مکر و تدبیر محمد سے مشابہت نہین
ہے اور نیک کو بد سے مناسبت نہین لہذا ہم اوسکی نسبت یہان گفتگو نہین کرتے اور بطرف
فکر مولوی جی رجوع نہین مقصود جواب بس اسیقدر ہی ہے کہ میان محمد علی کی بلند ہمتی اور دور اندیشی
احمق وجہ مرد اب ذکر مناسب کیا جاتا ہے اور میان نے بزدلی و بدباطنی محمد صاحب عبارت سلیس سے

مواقع پر صلہ و انعام دیا اس سے معلوم ہوا کہ تائیدات الٰہی شامل حال نہین تھی اور مدد
بخت و اقبال نہین جس شخص کے عنایت ایزدی شامل حال ہوگی اوسکو مکر و خدع سے نصرت
کامل ہوگی **قولہ** کفار بیشمار ناہنجار را مرۂ بعد اولی ہزیمت تمام شد و اد فقط دو ہرگز
بیشمار نہین تھے اور زیادہ از دہ ہزار نہین مؤلف ہدیہ کہ دس ہزار کو بیشمار جانتا ہے قطرات چند کو
بحر زخار مانتا ہے خدا اوسکو تمیز کم و زیادہ عنایت کرے اعداد سکی راہ مین چراغ ہدایت
دہرے ہزیمت ہر جگہہ معیوب نہین ہے اور ہمیشہ نامردی مین محسوب نہین مرد نبرد دیدہ و گرم
و سرد چشیدہ گاہے قدم بمیدان کارزار دہرتا ہے اور گاہے فرار اختیار کرتا ہے ہر چیز اپنی اپنی
جگہہ خوشنما ہے کہین آشتی کہین دغا ہے آپکو بہی یاد ہوگا کہ روز احد جملہ صحابہ قریش کو ساتھ
سے کافور ہوئے اور بھگوڑے مشہور ہوئے **قولہ** اولاً بعد قتل عمرو بن عبدود الخ روضۃ الصفا
مین علانیہ مرقوم ہے کہ علی نے مکر و دغا سے قتل عمرو بن عبدود کیا اور برعکس عادت قریش و
عرب و کیا اول علی و عمرو کے درمیان یہہ ہی قول و قرار ہوا کہ تن تنہا صف آرائی کریں
اور بے استعانت دوسرے کی لڑائی دونون طرف سے کوئی مددگار نہ آئے ہتیار بند اور بے ہتیار نہ آئی جبکہ دیر تک
کسیکو فتح نصیب نہ ہوئی تو علی نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان مقرر نہین ہوا کہ کوئی طرفین
سے مدد نہ کرے عمرو نے کہا کہا ہوا علی نے براہ مکر و خدع جواب دیا کہ دیکھہ تیرا بہائی عقب
سے مدد کے لئے آتا ہے عمرو نے علی کے قریب مین آکر بازپس نگاہ کی علی نے قابو پاکر قطع
ران عمرو ناگاہ کی اوسوقت عمرو نے کہا کہ اے علی تو نے میرے ساتھہ دغا کی علی نے جواب دیا
الحرب خدعۃ عقیدہ پیغمبر ہے اور ہمکو مدت سے اثر ہے یہہ مضمون روضۃ الصفا ہے جسپر
مؤلف ہدیہ ہر جگہہ کنایت کرتا ہے کسیکو مکر و خدع سے قتل کرنا مردانگی نہین ہے بجز حرکت
کسبی و زنانگی نہین یہہ شیوۂ نامردی ہے اور منافی قواعد نبرد ہے **قولہ** بتوجہہ حضرت رسالت
پناہی و برکت دعاء او الخ اگر دعا بغیر بکار گر ہوتی تو بغیر مکر و دغا کے صورت فتح و ظفر ہو جاتی
چونکہ دعا حضرت مستجاب نہین ہوئی باوجود اسکے نعیم بن مسعود کے مسلمانی فتحیاب نہین ہوئی تہا

ازبیان رفتگان شو سو حدیث زنده گو یم مرده در گور شاید مؤلف ہدیہ کو فرق معدود
وغیر معدود معلوم نہین ہے استفادت محدود وغیر محدود مفہوم نہین مدارج النبوت وغیرہ کل کتب
سیر مین مرقوم ہے کہ روز خندق تین ہزار گروہ مسلمان تھا اور دس ہزار انبوہ قریش و بنی قریظہ
وغطفان تھا جو کوئی دس ہزار کو بیحد و بیشمار کہتا ہے اور مانند کو بسیار وہ دیوانہ ہے او بیخبر
از خویش و بیگانہ ہے ایسے ہم بیکار افکار ملا قطب الدین پر نگاہ رکھتی ہین اور اوسکی بلند ہمتی ہمت پیر
ماہ و ماہی کہ ہیچ طبع زادہ حوالہ کیکن کنو اور راحت افزائے علم اندرین **قولہ** متوجہ
مدینہ شدند الخ یہان سے ظاہر ہے کہ قریش و یہود وغیرہ مسلمانون سے علانیہ لڑائی تھی
اور مسلمانون نے شجاعت پر نگینہ ناموری جڑتے تھے محمدی لوگ انکے مقابلہ مین مکر و فریب کی
تھے اور بلا اس رسوائی سے معجزہ بزدلی کی زینت و زیب **قولہ** ہمین عزم بستہ بودند
الخ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش و یہود یہی عزم جزم رکھتے تھے کہ میدان مین مجاہد
تلوار سے وار کرین اور فرار سے عار جب تک دم مین دم رہے میدان مین قدم رہے خویش و
اقربا کا کچھ خیال نہین تھا زندگی کی خواہش مرنے کا ملال نہین تھا **قولہ** وضعفائے لشکر
اسلام را مہابت الخ اس قول سے ہویدا ہے کہ بسبب نامردی و بزدلی کے مسلمانون پر خوف
قریش غالب تھا اور دہشت کے مارے ہر ایک کا یہی حال تہا جسقدر سوار و پیادہ تھے بھاگنے پر آمادہ
تھے مولوی محمد علی نے ثبوت مردانگی و شجاعت صحابہ مین جو کچھ لنترانی کی تھی اور جسقدر داد
دروغ بیانی دی تھی اونکے امام صاحب ہدیۃ الاصنام نے بالکل باطل کی اور قدر مسلمانی بلا
تامل نازل کی **قولہ** لیکن عنایات الہی و تائیدات نامتناہی شامل حال اہل اسلام بود
فقط اگر عنایت الہی شامل حال اہل اسلام ہوتی اور شراب کامرانی وہ جام ہوتی تو ضرورت
مکر و فریب نہوتی کوئی تدبیر سوا صورت صبر و شکیب نہوتی کسی سے احتمال خوف و بیم
نہوتا کوئی کام غیر رضا و تسلیم نہوتا تمام قریش و یہود اطاعت اسلام کرتے بلکہ قیصر و کسریٰ
حاضر ہوکر اسلام کرتے چونکہ محمد صاحب نے ترویج اسلام مین مکر و فریب سے کام لیا اور بعضے

آمادہ کیا ہے کہ ہم قریش وغطفان کے چند شخصون کو پکڑ کر تیرے پاس لاوین تاکہ تو ان کو
ہلاک کرے اور ہم سے راضی ہووے پس فیمابین وہی عہد ہیگا کہ سابق تہا محمدؐ نے اس پیغام
کے جواب مین کہا ہے کہ جسوقت تم یہ کام کروگے مین بہی عہد قدیم سے نہین پہرونگا بالفعل
بنی قریظہ اس فکر مین ہین کہ قریش وغطفان سے چند شخص گرفتار کر کے محمد کے حوالہ
کرین ورین صورت اگر بنی قریظہ تم مین سے کسیکو بلاوین تو ہرگز نجانا میری صدق مقالی پر
دلیل یہ ہے کہ جسوقت تم بنی قریظہ سے استعانت طلب کروگے وے تمہارے سردارون کو
بلاوینگے نعیم قریش پر یہ افسون پہونک کر غطفان کے لشکر مین گیا اور جو کچہہ کہ قریش
سے کہا تہا ان سے بہی وہی کہا غرض نعیم نے بظاہر نرم نرم باتین بنائین اور در باطن
دشمنی کی گہاتین لگائین ~ سنگین دل ست آنکہ بظاہر ملایم ست و پنہان درون
پنبہ نگر پنبہ دانہ را ~ اب نقل عبارت مدیۃ الاصنام ہے جسکا مطلب پر آغاز و انجام ہے
مدیۃ الاصنام قبایل بنی قریظہ وغطفان وقریش بکثرت وانبوہ زاید از حد شمار
باتفاق عہد و پیمان وقسم کردہ برای قتل واستیصال حضرت متوجہ مدینہ شدند و ہمین عزم
بستہ بودند کہ تا حیات شان قوت دست از مقاتلہ اہل اسلام باز ندارند و در راہ
فرار و گریز قدم نسپارند و ضعفاے لشکر اسلام با مہابت شان خارج از حد بیان غالب
شد لیکن عنایات نامتناہی و تائیدات الہی شامل حال اہل اسلام بود کفار بیشمار با ہنجار
یا مرتہ بدادی ہزیمت تمام تر دادند چہ اولا بعد قتل شدن عمرو بن عبدود کافر کہ رستم وقت
بود از دست حضرت علی ہمہ روبگریز نہادند ثانیا بعد ازانکہ اتفاق کردہ مراجعت نمودہ بجانب
خندق رسیدہ داد قتال وجدال دادند بتوجہ حضرت رسالت پناہی وبرکت دعاے او
بجناب الہی از زمرہ ہمان کفار نعیم بن مسعود خارج شدہ انقیاد نمودہ برای تفرقہ آنہا کاری
کرد ~ جواب ~ ومنع ہر اکا کیا ٹہکانا ہے اسکے بہانے شہرت مسیلمہ افسانہ ہے
بیہان کے مشکلوان [illegible] کہ مسیلمہ [illegible] مشابہ ہے [illegible] دین ہی ~ کہ تا چند

ہے کہ روز خندق نعیم بن مسعود نے محمد صاحب سے کہا کہ ابھی تک قوم میرے اسلام سے بیخبر
ہے مین ہر قسم کا فریب اونکے ساتھ کر سکتا ہون اب جو کچھ ارشاد ہو وہی بجا لاؤن محمد صاحب
نے فرمایا الحرب خدعۃ یعنی لڑائی دہوکہ دینا ہے لہذا جسطرح ہو سکے مخالفین مین تفرقہ
ڈال اور اونکی جمعیت برہم مار یہ سنکر نعیم نے کہا علی الراس والعین یعنی تیرا حکم بسر و چشم بجا
لاتا ہون پہر نعیم اول یہود بنی قریظہ کے پاس گیا اور اون سے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ مین
ہمیشہ تمہارا یار و مددگار ہون اونہون نے جوابدیا کہ ہم خوب واقف ہین کہ تو ہمارا دوستدار و
غمگسار ہے جو کچھ کہے وہ کرین تب نعیم فریب ہی دہیلہ گری شروع کرکے بولا کہ قریش و غطفان
محمد سے اسواسطے مجادلہ کرتے ہین کہ بر تقدیر فتح ناموری حاصل کرین کہ ہم نے مدینہ کی عزیمت کی
اور محمد کو ہزیمت دی لیکن تمہارے لئے نہ ناموری ہوگی نہ صورت بہتری دصورت شکست اپنے
اپنے ملک کی راہ لینگے اور تمکو یہان ہی چھوڑ دینگے پہر تم سے محمد کا مقابلہ نہو سکیگا اور
محمد بلاشک تمہاری دشمنی پر کمر باندہیگا بنی قریظہ نعیم کے فریب مین آکر کہنے لگے کہ اب کیا
کرنا چاہئے اوس نے جواب دیا کہ اب یہی لائق ہے کہ قریش و غطفان کے پاس پیغام بہیجو کہ اگر
ہم سے مدد چاہتے ہو تو اپنے سردارون مین سے چند آدمی ہمارے نزدیک روانہ کرو تاکہ ہمکو یقین
ہووے کہ تم محمد کی مہم تمام کئے بغیر نہ پہروگے اگر تمکو اس بات سے انکار ہے تو ہم بہی تمہارے
شریک نہین ہین کہ کل کو تم اپنے گہر جا بیٹہو اور محنت مشقت ہم پر چہوڑو اوسوقت ہمکو مقابلہ محمد کی
لیاقت نہوگی جنگ و جدل کی طاقت نہوگی القصہ بنی قریظہ نعیم کے فریب مین آکر بولے کہ جو کچہہ
نعیم کہتا ہے حق ہے جبکہ نعیم نے جانا کہ اوسکا فریب کارگر آیا تو وہان سے لشکر قریش
مین گیا اور ابوسفیان وغیرہ سے خلوت مین کہنے لگا کہ تمکو معلوم ہے کہ مین دلی تمہارا خیرخواہ
ہون دشمنی محمد ہمیشہ پیش نہاد ہے قریش نے جوابدیا کہ تیری بات مین کلام نہین ہے پس نعیم نے کہا
کہ مین اسواسطے آیا ہون کہ تمکو کچھ نصیحت کرون مگر بشرطیکہ کسی سے نکہو اونہون نے کہا ایسا ہی
ہوگا پہر نعیم قصہ دغابازی کہہ کر بولا کہ بنی قریظہ نے محمد سے ساز کیا ہے اور اسکے پاس پیغام بہیجا

سکے قتل کے لیے عمیر بن عدی صرف کو معین کیا وہ موافق ارشاد حضرت کے ہنگام شب
عصما کے گھر گیا دیکھا کہ اوسکے گرد اگرد کودکان خرد سال تھے اور اون میں سے ایک دودھ پیتا
تھا عمیر بن عدی نے اوس شیرخوار لڑکے کو الگ کر کے عصما کے سینہ پر شمشیر تیز کچھ اسطرح پار کہ
اوسکی پشت سے باہر نکلی عصما کا کام تمام ہوا اور پیک محمد صاحب کا مال حرام ہوا یعنی اوسی
رات وہان سے چلا جبکہ مدینہ میں آیا محمد صاحب نے دریافت کیا کہ دختر مروان کو تو نے قتل کیا
جواب دیا کہ ہان پس فرمایا کہ خوب کیا تو نے **قطعہ** بہین آن بد خصلت را کہ ہرگز ❊
نخواہد دید سوے نیکبختی ❊ گذارد کودکان را در تب و تاب ❊ کناد قتل مادر سنگدلی و بیجہ
محمد صاحب نے زید بن حارثہ کو بنامیہ ام القری کیطرف واسطے قتل کرنے وہان کی ملکہ کے بھیجا
جسکا لقب ام قرفہ اور نام فاطمہ تہا اور ربیعہ بن زید فرازیہ کی دختر تھی روانہ کیا وہ عورت
بہت بڑھیا تھی زید بن حارثہ نے کمال بیرحمی کے ساتھ اوسکو گرفتار کیا اوسکے دونون
پانون میں رسی باندہکر اوس رسی کو دو شترکے درمیان باندہا پس شترون کو تیز رفتار
کیا یہان تک کہ وہ بیچاری پارہ پارہ ہوگئی جبکہ زید بن حارثہ نے وارد مدینہ ہوکر محمد صاحب
کے دروازہ پر آواز دی وہ گھر سے باہر نکلے درحالیکہ برہنہ تھے پس زید بن حارثہ سے
بغلگیر ہوئے اور بوسہ لیا دیکھو سیرۃ ابن ہشام صحیح بخاری و روضۃ الاحباب و معارج النبوت
ذمہ سے نکال گئی ہین یہ دو اعلیٰ اعلان جفاکاری و سفاکی محمد صاحب کے بتلائے گئے ہین
آنحضرت نے اکثر لوگون کا مکر و فریب سے خون کیا اور کتنے شاہد عادل اسیلی ستم کے ملکر ہین کیا
معلوم نہین کہ مسلمان اونکو کیونکر قبول اور عدل ان میں ممتاز جانتے ہین اور مسیح صاحب
اعجاز ماننے ہین جیسے کہ محمد صاحب یا اون کا جانشین مکر و دغا دیتے تھے ویسے ہی وہ دروغگوئی
وحیلہ جوئی کے معتاد تھے مثلاً جب قوم بنی قریظہ و غطفان و قریش وغیرہ نے مدینہ گھیر لیا
اور مسلمانون کا ستم لائی سے پیچھے دیا محمد صاحب نے ایک مسلمان کو دروغگوئی وحیلہ جوئی کی تعلیم
دی اور رخصت دی اگرچہ مخالفین کی چنانچہ روضۃ الاحباب معارج النبوت وغیرہ میں لکھا

حالت بد ہو گی کیونکہ دنیا مین مسکان آرام نہین ہے جہ جیت کے ساتھ انجام نہین مصنف انجام ہوئی
وخلعت العنود بھی جناب مصطفی مین اثبات دغا و مکر کیا ہے اور جواب آیۂ الاصنام پیش
کیا ہے اب مولوی محمد علی مکر و دغا کا نام ہمت رکھتے ہین افسوس محمد کا نام عصمت سیوط الحجاب
آفرین ببین ہمت مردانہ عبد اللہ کہ اول دست از جان خود بداشتہ در زمرۂ اعدا جا گرفت یعنی
نیندیشید کہ اگر اعدا بر رازوے مطلع شوند او را بکشند چون در ابتدا خود را مردانہ وار بمعرض ہلاک
بینداخت لاجرم مراد تہا بتائید حق تعالی بر مراد خود دست یافت **جواب** اگر اسی پر ہمت
مردانہ و تلاش دلیرانہ موقوف ہے تو ہر ایک دزد و نقب زن بصفت ہمت و جوانمردی موصوف
ہے کہ بخانۂ بیگانہ بوقت نیم شب جاتا ہے اور بخوف و خطر نقب لگاتا ہے ہاتھ جان سے دھوتا ہے
ساری عزت و آبرو واسطے نان کے کھوتا ہے کہ اگر اہل خانہ بیدار ہو وین اور اوسکی راز سے
خبردار تو اسقدر پاپوش مارین کہ زمین پر بیہوش مارین اگر گرفتار کرین اور حوالہ تھانہ دار کرین تو مجبور
رہے اور آسایش زندگی سے مایوس دست از جان برداشتن قابل دید ہے معاوضہ دانی
سے بعید ہے مولوی جی سے دور نہین ہے کہ اونکو عقل و شعور نہین جسوقت کہ وے اپنی قابلیت
کی ادعا کرتے ہین لاجرم محمد و علی کی طرح مکر و دغا کرتے ہین دست از جان برداشتن سزاے
ردی ہے اور دست از جان شستن زبان زد ہے مولوی صاحب کی بات کا اعتبار نہین ہے کہ نوکو
واقف اسرار نہین **س** نغوگوئی سے نہ انسان واقف اسرار ہو نہ بلبل تصویر کب باغ گل
گل گلزار ہو **قولہ** چون در ابتدا مردانہ وار بمعرض ہلاک بینداخت الخ دزد و نقب زن
بھی اول اپنے لئے معرض ہلاک مین ڈالتا ہے اور اپنی بیباکی و مردانگی کا غلغلہ کس ملک الافلاک
مین ڈالتا ہے اور اکثر اوقات اپنی مراد پاتا ہے اور مدینہ مفلسی سے دولت آباد جاتا ہے پس وہ
بھی کہتا ہے کہ تائید حق تعالی شامل حال ہوئی اور راہی مراد و اصل حاصل ہوئی اگر فعل عبداللہ
راستی و درستی سے دور نہین ہے تو چور کا بھی قصور نہین ہے کہ معاملہ دونون کا واحد ہے مانند اتحاد
گواہ و شاہد ہے ہجرت کی دوسری سال محمد صاحب نے یزید بن خطمی یہودی کی زوجہ عصما بنت مروان

النج جبکہ تم کہتے ہو کہ قول رسول محمد وحی ہے اور موافق منشاء الہی تو ثابت ہوا کہ صحابہ بوحی تمنائی
فوت ہوئے اور انکو قاتل بمنزلہ ملک الموت ہوئے تھا کو انکا زندہ رہنا منظور نہین تھا اور
سفیان بن خالد کا قصور نہین شاید کہ جبرئیل نے امانت مین خیانت کی ہووے اور محمد صاحب
کو غلط خبر از روے سوء دیانت دی ہووے پس لاجرم جبرئیل کو مسلمانون کا کاٹنا منظور تھا اور
وہ پادریون کا لاٹ ضرور تھا ؎ ہر آنکہ گردش گیتی بکین او برخاست * بغیر مصلحتش رہبری
کند ایام * **قولہ** اوہنون نے کل کو ہلاک کیا النج ہدیۃ الاسلام مین روضۃ الصفا سے منقول ہے کہ
سفیان نے صحابہ محمد سے میدان مین جنگ کی اور ایک ایک کی عقل دنگ کی صحابہ محمد نے بھی
داد دلیری دی اور قرار واقعی دشمنون کی سیری کی مگر چونکہ لشکر سفیان افزون تھا اور بخت
سعید طالع ہمایون قدرت خدا سے ایسی تقریب ہوئی کہ فتح نصیب ہوئی یہ مضمون روضۃ الصفا
سے جسپر صاحب ہدیہ کا مبہم ہے پس فعل سفیان و عبد اللہ بن انیس مین فرق آسمان و زمین
ہے اور تعجب ہے کہ سفیان نے میدان جنگ مین قتل مسلمان کیا اور عبد اللہ بن انیس
نے مکر و فریب سے خون سفیان در حالیکہ وہ محو خواب تھا اور مانند مست شراب تھا **قولہ** سفیان
نے اس پر بھی صبر نکرکے النج تیاری سپاہ مضر نہین ہے کیونکہ اپنی فتح و نصرت پر مضر نہین ہوا کر
محمد صاحب بھی تیاری لشکر کرتے اور درستی شمشیر و سپر تو معیوب نہین تھا اور ہر گز بدی کے ساتھ
منسوب نہین البتہ کسیکو مکر و فریب سے مارنا گناہ ہے خلاف طریقت سالکان راہ ہے جیسا کہ
محمد صاحب نے عبد اللہ بن انیس کو مکر و خدع کے ساتھ مطعون کرایا اور سوتے ہوئے سفیان
کا اوسکے ہاتھ خون کرایا اگر سفیان میدان جنگ مین عبد اللہ بن انیس کے ہاتھ سے مارا
جاتا تو ذمہ محمد سے مکر و خدع سے مارا جاتا کوئی اعتراض حضرت پر عاید نہوتا اور بطلان نبوت
محمد شایستہ ہوتا **قولہ** پس محمد صاحب نے موافق قاعدہ الحرب خدعۃ النج لاجرم حرب جہاد
ہے جسپر اسلام کی بنا ہے جبکہ جہاد مین مکر و خدع ہے تو کیونکر مطبوع طبع ہے لابد ایسا فعل
عبادت نہین ہے کوئی امر سوا بلادت نہین جس مذہب مین کہ عبادت مکر و خدع ہے ہم معم

کی استعانت بجالاؤن اور استیصال محمد مین جو ہر جرأت دکہلاؤن اختصار آنکہ عبد اللہ
حسب ہدایت محمد صاحب بمکر و تزویر کرکے خاصان سفیان مین داخل ہوا اور خوف خدا سے
غافل جبکہ بوقت نیم شب اصحاب سفیان متفرق ہوئے عبد اللہ شمشیر برہنہ کرکے اوسکے سر پر
آیا اور بغتۃً اوسکا سر کاٹ کر مدینہ مین روبروے محمد رکھدیا محمد صاحب اوس سر کو دیکھکر بدرجۂ
غایت مسرور ہوئے فقط گرداب ستم مین مخمور ہوئے فقط جو کچھ کہ مؤلف ہدیۃ الاصنام
نے اس روایت کی نسبت گفتگو کی ہی خلاصہ اوسکا بزبان آردو یہہ ہی ہی کہ اول سفیان نے
کئی شخص کو مکر و فریب تعلیم کرکے بطرف مدینہ بھیجا اونہون نے حضور محمد مین حاضر ہوکر
اقرار اسلام کیا اور گفتار دروغ انجام کہ ہم خدمت جناب مین مسلمان آئے ہین اور ہمارے
ہمارے بہت لوگ قوم کے ایمان لائے ہین چند اصحاب ہمارے ہمراہ کیجئے تاکہ مردمان قوم
تعلیم قرآن و احکام شریع فایز ہووین پس محمد صاحب نے صحابہ مین سے دس شخص اونکی ساتھ
کئے اونہون نے کل کو ہلاک کیا سفیان نے اس پر بھی صبر نکرکے تیاری سپاہ کی اوس
واسطے مقاتلہ مسلمانون کے رخصت جنگ دی پس محمد صاحب نے موافق قاعدہ الحرب خدعۃ
کے عبد اللہ بن انیس کو بنابر دفع فساد کے ماذون فرمایا اور بکر و دغا سے سفیان بن
خالد کا خون کرایا فقط اس تقریر کا یہہ ہی حاصل ہی کہ شرافت محمد باطل ہی کہ جبتک اونہون نے
مکر کی ہوس نکر نہ کرایا ہرگز صبر نفرمایا پس مسے پیرایۂ رضا و توکل سی عاری تھے اور مشغول
مکاری و ریاکاری جیسے کہ سفیان وغیرہ کفار مکار تھے ویسے ہی مسلمانون کے شہید
ابرار شقیا ستھے دونون مین فرق نہین ہی اور کسیکے لئے زرق و برق نہین یہان ایک
رباعی حسب حال کتاب کرتا ہون اور بنبان سفیان کی جناب محمد مین خطاب کرتا ہون —

رباعی نا کردہ گناہ در جہان کیست بگو آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ہمن
بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو اب فقرات ہدیۃ الاصنام
لیتا ہون اور حافظ خود الزام دیتا ہون **قولہ** پس محمد صاحب نے صحابہ مین سے دس آدمی کو

شخص جسکا نام اشیر بن رزام تہا حکم محمد صاحب سے مارا گیا تفصیل اس سرگذشت کی یہہ ہے
کہ محمد صاحب نے عبد اللہ بن رواحہ کو تیس مسلمانون کے ہمراہ بطرف خیبر بہیجا اس لئے کہ اشیر
کے پاس جا کے کہے کہ تو مدینہ مین حضرت کے سامنے چل تا کہ تجہکو حاکم خیبر کرے اور دستار
فضیلت تیرے سر پر دہرے مگر محمد صاحب نے ایک حکم خاص عبد اللہ کو اطلاع دیا کہ راہ مین
اشیر کو مار ڈالو اور اوسکے سینہ سے نیزۂ اجل پار نکالو پس عبد اللہ بن رواحہ اوسکے پاس گیا
اور پیام محمد صاحب بے ہراس کہا بقول سعدی ؎ بموزد طمع دیدۂ ہوشمند بدر آرد
طمع مرغ و ماہی بہ بند چنانچہ اشیر نے طمع کی اور اپنی جماعت جمع کی تیس یہود اوسکے ساتہ مدینہ
کی راہ لی اور دریا دلی محمد کی تمنا لی جبکہ قرقرہ مین پہنچا عبد اللہ بن رواحہ کے ساتہیون
مین سے عبد اللہ بن انیس حکم خاص محمد صاحب بجا لایا راہ مدینہ انصاف چہوڑ کر رخ بد یار خطا
یعنی ناگہان تلوار سے قتل اشیر کیا اور خون ناحق سے قدح اشیر پایا جس مسلمانون نے اوسکے
ہمراہیون پر حملہ کیا اور مکر و فریب سے خون جملہ مگر ایک نفر نے راہ فرار لی اور شکایت بد عہدی
محمد بسیار کی جس وقت کہ اصحاب محمد نے اس کام کو انجام دیا اور حضور حضرت مین سلام کیا آپ
نے فرمایا کہ خدا تعالی نے تمکو قوم ظالم سے نجات دی اور تدبیر آفات کی حفظ بعد غزوۂ بدر
کے محمد صاحب نے سالم بن عمیر کو واسطے قتل ابی عفک یہود کے جو پیر کہن سال تہا اور کوز پشت
مانند ہلال تہا روانہ کیا جبکہ وہان سالم وارد ہوا اہل ظلم کا سر آمد ہوا ابی عفک کے جگر پر
شمشیر ٹیککر استقصد کیا کہ ابی عفک نے بزبحالت شور کیا راہ آہ و فغان لی اور جان
شیرین ناگہان دی حفظ ہجرت کے چوتہی برس محمد صاحب نے عبد اللہ بن انیس کو واسطے
قتل سفیان بن خالد کے نامزد فرمایا عبد اللہ نے وقت رخصت محمد صاحب سے اجازت
دروغگوئی چاہی محمد صاحب نے اوسکو کذب صریح پر مامور کیا جبکہ عبد اللہ خدمت سفیان میز
حاضر ہوا سفیان نے کہا کہ تو کون ہے عبد اللہ بولا کہ مین ایک شخص ہون بنی خزاعہ سے
ہمنے سنا ہے کہ تمہارا محمد کے ساتہ مقابلہ کا ارادہ ہے اسواسطے حاضر ہوا ہون کہ آپ

اپنا سر ڈہانپا جیسے کہ قضاے حاجت کے لیے کرتے ہین اور اپنے تئین ایسا ظاہر کیا کہ گویا
اہل حصار مین سے ہے اس اثنا مین دربان نے آواز دی کہ اے بندۂ خدا اندر آنا چاہتا ہو تو
آجا ورنہ دروازہ بند کرتا ہون پس یہ بیک محمد اندرون گیا وہان ایک گوشہ مین چہپکر چپکا
دبک گیا اور عیال نشیب و فراز جنگ جیکا ابورافع طعام کہا چکا لوگ اوسکے پاس سے جدا
ہوئے اور متوجہ خانہ دربان قلعہ طاقچہ مین کنجی رکہکر سو گیا عبداللہ نے اپنی جگہ سے اوٹھکر
طاقچہ ٹٹولا اور وہان سے کنجی لیکر دروازہ کہولا کہ اگر فرضًا اہل حصار مین سے کوئی خبردار ہووے
تو بآسانی فرار ہووے بعد عبداللہ آگاہ ہوا کہ ابورافع بالاخانہ مین آسانی کر رہا ہے
اور افسانہ خوان اوسکے سامنے قصہ خوانی پس جسوقت کہ ابورافع پر خواب نے غلبہ کیا اور
سو گیا عبداللہ نے بالاخانے کے دروازے کہولے اور پیشتر قدم رکہا جس دروازہ کو کہولتا
تہا اندر سے بند کر لیتا تہا کہ مبادا اہل قلعہ مطلع ہووین اور اوسکو عذاب پہونچاوین الغرض
عبداللہ اوس جگہ پہونچا کہ ابورافع اپنے اہل و عیال کے درمیان خانۂ تاریک مین سویا
تہا پس ابورافع کو آواز دی ابورافع نے بیدار ہو کر کہا کون ہے کہ مجہکو آواز دیتا ہے اوسوقت
عبداللہ نے اوسکی آواز کی طرف تلوار ماری مگر کارگر نہ آئی ابورافع نے فریاد کی عبداللہ
باہر آیا اور بعد لحظہ کے اپنی آواز بدل کر پہر اندر گیا اور اسطرح پر آواز دی کہ گویا فریادرسی کرتا ہے
اور کہا اے ابورافع یہ کیا آواز تہی جواب دیا کہ اے بد مادر تو یہان کوئی شخص ہے کہ مجہپر تلوار
ماری ہے اس بار بہی عبداللہ نے اوسکی آواز کی جانب شمشیر ماری اور تلوار کا سرا اوسکے شکم مین پہونچکر
اسقدر زور کیا کہ پشت سے باہر نکل گیا یہان تک کہ استخوان کی آواز مسموع ہوئی پس
عبداللہ دروازہ کہول کر اپنے ہمراہیون کے پاس گیا وہان نوحہ کرنیوالون کی آواز مسموع
ہوئی کہ کہتے تہے کہ ابورافع تاجر حجاز مارا گیا پس مع یارون کے مدینہ کو آیا محمد صاحب اوسکو
دیکہکر مستبشر ہوئے اور کہا کہ اے عبداللہ تمکو بشارت ہو فقط یہ روایت تفصیل وار صحیح بخاری
مین ہے چنانچہ ما علم من تقدم جسکے [illegible] کی ملکیا سکی ہین ہر بعد قتل ابورافع کے یہودان خیبر سے ایک۔

پہلا سو دیا کہ قتل انسان مین اصلاح عالم نہین ہی اور فلاح آدم نہین اصلاح عالم تہذیب
انسان مین ہی اور فلاح آدم تادیب شیطان مین اگر فرض کیا جاوے کہ خون کعب مین فایدہ
عموم شبیہ تہا اور بنا بر آل و اصحاب یا بدہ شکر تیہ تہا تو لازم آتا ہی کہ محمد صاحب نے اپنے فایدہ کے
لئے لوگون کا مال و منال انتہاب کرایا اور مکر و فریب سے قتل اہل کتاب پس ہمارا اعتراض
بدستور رہا اور پیغمبر اسلام ہر تنگ مکر و منور رہا اگرچہ باغبان اپنے نفع کے لئے زاید شاخ
کو دور کرتا ہے اور فکر ترقی میوہ و انگور لیکن فعل باغبان مین دخل فریب و دغا نہین ہی اور
گمان مکر و خدع روا نہین لہذا تشبیہ درخت و انسان زشت ہی اور مانند مشابہت فرخ
و بہشت ہی کسیکو مکر و تزویر سے قتل کرنا کار ہر بے تمیز ہے یا شعار کمینہ ناچیز علی الخصوص
عورتون کو مکر و دغا سے قتل کرنا نامردی کی نشانی ہی اور مخنثون کی دست افشانی
چنانچہ محمد صاحب نے مکر و دغا سے قتل ام قرفہ بنت ربیعہ و عصما بنت مروان کرایا اور جو کچہ
ستم مین آپ نامردی بہا یا شکر خدا کہ اب فقیر احمد حسن نے ابطال شیخ عبد الحق
سے فراغت حاصل کی اور مسلمانون کی بلاغت باطل اگرچہ شیخ مذکور نے برات محمد صاحب
مین بدرجۂ غایت گرمجوشی کی مگر آخر الامر مے خاموشی پی ع مغز ما خوردہ و ملق خود بدرید
بجبکہ قاتلان کعب بن اشرف سے جو کہ قبیلۂ اوس سے تہی بحکم حضرت کا خطیر ہوا تو قبیلہ
خزرج کو بہی داعیہ دامنگیر ہوا کہ وے بہی جناب نبوت مین امتیاز حاصل کرین بلکہ اپنے
حق مین آیت اعجاز نازل کرین لہذا واسطے قتل کرنے ابو رافع تاجر کے کہ عدو دین
تہا اور نظیر کعب بالیقین تہا درخواست کی محمد نے اذن دیا اور عبد اللہ بن عتیک کو اوس
جماعت پر امیر کیا یہ لوگ بعد از رخصت بجانب خیبر روانہ ہوئے کہ اوس جگہہ ابو رافع کا مسکن
تہا اور قیام اصل دنہار تہا بوقت شام قلعہ کے قریب پہنچے عبد اللہ بن عتیک نے اپنے
یارون سے کہا کہ تم یہان ہی بیٹہو تا کہ مین دربان سے تلطف و اختلاط پیدا کر کے اندرون
حصار در آؤن اور پہر تمکو بہی اندرون بلاؤن پس عبد اللہ حصار کے نزدیک جا کر

زخم تلوار ہے جوانمرد میدان ہی مین قدم دہرتے ہین ہر قدم پر شگفتگی باغ ارم کرتی ہین مگر
مکر و دغا پر مرتے ہین کعب سا جنگ و دغا سر کرتے ہین **قولہ** الحرب خدعة فقط یہہ تو صرف
محمد صاحب کا مقولہ ہے جو مسلمانون کا معمول بہا ہے ۔ آئین ستودہ نہین ہے اور آہنگ مخالف کا اچہا
نہین ہے **ع** غلط است آنچہ مدعی گوید بہ تقدیر حامل ہے شبہہ یہہ ہے کہ جو مسلمانون کی عبادت بدنی
ہے اور منسوخہ آیات مکی و مدنی ہے وہ مکروہ ہے اور مردودہ رعیت و مذموم ہے تمام
اوسکا جہاد ہے اور انجام اوسکا فساد ہے اہل حق کی لڑائی مکر و دغا سے خالی ہے ستودہ پنجابی
و بنگالی ہے کسیکو فریع و تزویر سے قتل کرنا اشد گناہ ہے جنت کی سد راہ ہے **قولہ** قتل اہل
شرک و دفع فساد ایشان بقصد اصلاح عالم الخ یہہ تشبیہہ ضایع ہے اور برعکس قرار داد اہل
صنایع کیونکہ درخت و انسان مین مناسبت نہین ہے جیسے کہ زمین و آسمان مین مشابہت
نہین ہے شاید کہ محمد صاحب نے کعب بن اشرف کو مانند خس و خاشاک جانا اور شل و خشک نخل
و ادراک مانا مگر یہہ اونکی دانائی کا قصور ہے اور رسائی کا فتور اگر کعب ترقی اسلام کا مانع
تہا تو یہہ ہی مناسب پیغمبر خادع تہا کہ کوئی ایسی تدبیر کرتا کہ کعب قایل نہ پاتا یا مسلمانون پہ
غالب آتا شاید کہ خدا نے مسلمان نے اسلام کو شجا نہ جانا اور اوسکی ترقی کو اچہا نہ مانا مگر
کعب پہ جو بہی مسلمانی کا انکار کرتا اور یہودیت سے اوسکو بیزار کرتا تا کہ لوگ اوسکے وسیلہ سے
ہدایت پاتے اور براہ عقل جو درایت آتے چنانچہ عمر بن خطاب جو ابن کعب کا ثانی تہا اور
محمد صاحب کا دشمن جانی مسلمان ہوتے ہی ترویج دین محمدی مین ساعی ہوا حتی کہ کلا ابوبکر سعی
کا راعی ہوا باغبان میوہ دار شاخ کی اصلاح کے لئے زاید شاخون کو اوجاڑتا ہے درخت
کو جڑ سے ہرگز نہین اوکہاڑتا ہے محمد صاحب نے خوب چمن آرائی کی اور بطرز خوش اسلوب
گلشن پیرائی کی کہ نہال زندگی کا از بیخ برکندہ کیا قطع نظر از فواید حال و آیندہ کیا
بیچارہ کو جان سے مار ڈالا جہان گذران سے چار نا چار نکالا ایسا کوئی باغبان نہ کریگا
دیدہ و دانستہ اپنا زیان نہ کریگا اسواسطے تشبیہہ درخت و انسان نا زیبا ہے مانند نفاق بہشت

قریش ہر سو غارت کرائی ہم غریب اسکی تفصیل کیا کرین اور دنگ ہوے متعصب بدیل یہود
شیخ عبدالحق رقمزن ہین کہ محمد صاحب نے اشیر بن رزام یہود کو بعذر سیاست اپنے گھر بلوایا
اور راہ مین بدعہدی کے ساتھ بیچارہ کا سر کٹوایا بیان اسکا خود عبدالحق کی مدارج النبوت
مین تفصیلوار ہے یہ کہو اعلے نبوت بدعہدی محمد صاحب کے کتب معتبر سے دلیل مدعا ہے **قولہ** اگر
دہ جنگ کشتہ شمشیر ازین باب بود فقط مضر غلط ہے کیونکہ جو کوئی میدان مین جنگ کرتا ہے
اور خویش و بیگانہ کے ساتھ سنگ تنگ بہر جاتا اوسکے دل مین ارمان نہین رہتا اہد کہ فلان
و فلان نہین سارا حوصلہ جرأت خرچ کرتا ہے اور دفتر بیتی و جیالاکی مین اپنا نام درج
برخلاف حالت دغابازی و حیلہ سازی کے کہ بے قابو مارا جاتا ہے ناحق جان سے بیجایا
جاتا ہے دل کی آرزو دل مین لیجاتا ہے جو ہر مردانگی آتے گل مین لیجاتا ہے اسکو مکر و فریب سے
مارنا مردانگی نہین ہے شاعر زور آوری و دلیری کی بیجانگی نہین مکر و دغا سے تو زال خورد
سال بھی مرد میدان کا دم بند کرسکتی ہے بلکہ رستم ثانی پہلوان کو زمین کا پیوند کرسکتی ہے
چنانچہ عورت یہودیہ نے محمد صاحب کے مار ڈالنے کا التزام کیا اور زہر آلود طعام دیا جبکہ ایسکا
وہ دغاباز بھی مستحق اجر ہے تو عورت یہودیہ کے لئے بہی فخر ہے گو نہ عدالت احمدی اوسکی فریاد کو
پہنچی مگر تین برس بعد وہ خود اپنی مراد کو پہنچی جو کچھ ہو سکا کرگذری اگرچہ اپنی جان سے گذری مگر
نام رہ گیا کتاب مین لکھا کلام رہ گیا ؏ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج
انگشت یکسان نکرد ۔ مکر و دغا سے بہت گہر گئے ہین بہان و فلان کے ہاتھ سے ناموران
کے سر گئے ہین ابو لولو غلام نے خون عمر بن خطاب کیا اور ابن ملجم نے خانۂ عمر علی خراب کیا
قصہ کوتاہ میدان جنگ مین زخم آشکارا کہانا اور مکر و دغا سے مارا جانا یکسان نہین ہے گلستان
برابر خارستان نہین کیونکہ جسوقت لڑائی مین خنجر آبدار چلتا ہے مردون کے دل کا غبار
نکلتا ہے کوئی بندوق سر کرتا ہے کوئی سینہ سپر کرتا ہے کوئی دینے فدا ے جان ہوتا ہے
کسیکا قدم بہادر جان ہوتا ہے جسکو لوگ کارزار کہتے ہین وہ ایک گلزار ہے گل تیغ اوسکا

میلن بقول **مصرع** دشمن اگر قوی ست نگهبان قوی تراست ہ بعنایت ایزدی ابو
سفیان کو وہ حال معلوم ہوا لہذا قاصد محمد مایوس و محروم ہوا ابوسفیان کو اوس سے کسیطرح
کا ضرر نہ پہنچا اور برق مکر محمد سے اوسکو خرمن پر اصلا شرر نہ پہنچا بلکہ ابوسفیان نے اسقدر حیات
پائی کہ اوسکے سامنے محمد صاحب نے وفات پائی قصۂ عمرو بن امیہ روضۃ الاحباب مین ہے بلکہ خود
مدارج النبوت نامی شیخ عبد الحق کی کتاب مین ہے در صورتیکہ پیغمبر اسلام بحکم الہی و وحی سماوی
خواہان ہلاک ابوسفیان ہوتا تو ابوسفیان اوسکے مکر و فریب سے کیونکر در امان ہوتا اگر عمرو
بن امیہ جانب خدا سے ذرا بھی سہارا پاتا تو بلاشبہہ ابوسفیان مارا جاتا چونکہ ابوسفیان
سلامت رہا اور پیک محمد زیر بار ندامت رہا اس سے معلوم ہوا کہ جناب ایزدی مین دغا کرانا
مقبول نہیں ہے اور مکر و فریب سے کسی کا مروانا منظور نہین پس محمد صاحب نے راہ دغابازی و کینہ وری
لی تھی اور روا حیلہ سازی و ستمگری دی تھی ورنہ ممکن نہین ہے کہ او تعالی کسی سے انتقام لے
او اپنے پیغمبر کو اوسکا انتقام دے وہ شخص مورد بلا آسمانی نہووے اور بشمشیر اجل ناگہانی
نہووے قطع نظر ازین ابو رافع تاجر کے قتل کا اول محمد صاحب نے التزام نہین کیا اور کسیکو
پیغام نہین دیا بلکہ قبیلہ خزرج کے مسلمانون نے خود ہی تحریص کی تھی اور محمد صاحب نے اوسکی
مطابق اونکو ترخیص دی تھی اب لازم آتا ہے کہ شاید ابو رافع کی قتل کی نسبت قبیلہ خزرج پر
وحی نازل ہوئی ہو فضیلت حضرت نائل اسیطرح ابوبکر نے اسود عنسی کو مکر و فریب سے
ہلاک کرایا مدوقت مسلمان اوسکا اموال و املاک فرمایا پس اس سے یہی بات متبادر
ہوئی کہ ابوبکر پر بھی وحی صادر ہوئی اگر حتم ثبوت فریب مکر پر محصور ہے تو عائد ابوبکر پر ضرور ہے
کرادیں نے خدع و مکر سے ایسے شخص کا خون کرایا کہ جو نام مین شریک حجر اسود ہے اور کام مین ہمسر
محمد صاحب **قولہ** دعہد یا مے بنود فقط صاحب مدارج کی عقل ماری گئی اور حیا و شرم ساری گئی اتنا
نہین جانتا کہ خود محمد صاحب عہد شکنی گوارا کرتے تھے اور مسلمانون کو اوسطرف اشارہ حیانچہ حدیبیہ
مین جو کچھ کہ قریش سے عہد کیا اوسکے برخلاف جہد کیا مسلمانون کو اشارت فرمائی اور صاف

ہین **مدارج النبوت** بفہم بعض عوام طبعان میرسد کہ این حیلہ کردن در
قتل کعب بن الاشرف و بدنامی گشتن چہ لائق درگاہ نبوت بود و این ناشی از عدم فہم
است چہ وے واجب القتل بود حق تعالی بقتل وے امر کردہ و عہد بستہ باو نبود و بہر وجہ
ورا باید کشت و اگر در جنگ کشتہ میشد نیز ازین باب بود و الحرب خدعۃ و قتل اہل
شرک دفع فساد ایشان بقصد اصلاح عالم ہست بمثل قطع شاخہاے زاید و مضر آن ہست
براے اصلاح شاخہاے کہ میوہ دار اند کہ تا آنہا را نبرند درخت میوہ ندہد **جواب** اگرچہ
بفہم صاحب مدارج ہدیۃ الاصنام وغیرہ مین سوجہ ہی لیکن بعرق ریزی قلم حق رقم مردود ہی
اگر ہم پھر بھی بپاس خاطر میان محمد علی رد کرتے ہین اور خامۂ معرفت شمامہ کو اوسکی تکذیب کے
لئے نامزد تاکہ ظاہر ہووے کہ تقریر صاحب مدارج سے ناشی ہی کہ محمد صاحب نے دغا کی ہی جبکہ دیکھ
مکار دغا باز ہین تو کیونکر پیغمبر ہون صاحب اعجاز ہین مسلمانون کا دیدۂ باطن کور ہی اور بازوے
عقل بزور کراہل مکر و دغا کو رسول جانتے ہین اور سنگ خارا کو پھول مانتے ہین انکی تحقیقات
و دلائل صاحب مدارج ہوتی ہی اور ایک ایک دفتر صحت سے خارج **قولہ** چہ وے واجب القتل بود
حق تعالی بقتل وے امر کردہ فقط بیان سے ظاہر ہی کہ خداے مسلمان آمر ہی قادر نہین ہی کہ ہلاک
کعب دین سے صادر ہین اگر مسلمانون کا قول باطل نہوتا اور اونکا خدا بیرایہ قدرت سے حامل
ہوتا تو بگرز غضب سر کعب چور چور کرتا اسکے واسطے اوسکے قتل پر محمد کو مامور کرتا قطع نظر ازین خداے
تعالی پیغمبر کو کسی شخص کے قتل پر اوسی صورت مین مامور کریگا کہ اوسکا قتل پسند منظور کریگا
بہرین تقدیر اوس شخص کا قتل بالضرور ہوگا اور رسول پیغمبر بلا شبہ بیشک ہوگا ورنہ خدا تعالی مجبور قرار پائیگا
اور اوسکی قدرت کاملہ مین قصور آشکار آئیگا حالانکہ محمد صاحب نے ہرچند بعض اشخاص کو ساتھ
مکر و دغا کرنے کے لئے صحابہ کو تاکید کی اور صحابہ نے حتی المقدور کوشش مزید کی مگر اون اشخاص
کا حافظ حقیقی نگہبان ہوا اور مکر و دغا کرنیوالا سر در گریبان مثلاً محمد صاحب نے عمرو بن امیہ کو
مکر و دغا یاد کرا کر واسطے قتل ابو سفیان ابن حرب کے ارشاد فرما کر بطرف مکہ راہی کیا

نہین لہذا اسے محمد علی بر صواب نہیں ہی اور سعایت مذکور محمد صاحب کی بد عہدیون کا کسی
طرح بھی جواب نہین **قولہ** جہان وقت موجود ہین بہیشم پتامہ مشہد الخ یہ آپکا بہیشم پتامہ
پر تہمت ہی افترا پردازی مین معروف ہیں والا نہیت ہی کسی پر تہمت طرازی اچھی نہین ہی
اور افترا پردازی بہی اچھی نہین **ص** کر جہوٹ پر بانعوت نہیار ، دروغ آدمی را کنند رسوا
، جو کچھ کہ بہیشم پتامہ نے چلپا اشہانے کے باب مین گفتگو کی ہی وہ بہیشم پرب کے ادہیاے پچپن
مین ہی جو ہم یہان لکہتے ہین ۔

एह्येहि देवेश जगन्निवास नमोस्तुते शार्ङ्गगदासिपा
णे प्रसह्य मां पातय लोकनाथ रथोत्तमात्सर्वशरण्यसं
ख्ये ॥१॥ त्वया हतस्येह ममाद्य कृष्ण श्रेयः परस्मिन्नि
ह चैव लोके संभावितोस्म्यंधकवृष्णिनाथलोकै
स्त्रिभिस्त्र प्रयित प्रभाव ॥२॥

یعنی مقابل آتے ہوئے کرشن کو دیکھکر بہیشم پتامہ نے کہا کہ اے دیوتون کے ایشور ای
جگنواس آؤ اور شارنگ دہنش و گدا و تلوار ہاتہو مین رکہنے والے تمکو نمسکار ہوا
شفاعت جہان اے جانداروں کے جاے پناہ تم لڑائی مین زور سے مجکو بہی رتہہ سے
گراؤ اے کرشن اب تمہارے ہاتہہ سے مجہ قتل ہونے کی دنیا و آخرت مین بہلائی ہی فقط
یہان پیدا ہی گفتگوے بہیشم طعن و طنز سے مبرا ہی بلکہ عین تسلیم و رضا ہی پس تقریر محمد علی
عین شرارت ہی اور برخلاف منشاے عبارت یہان تک خاطر خواہ جواب الزام دیا گیا
اور مخالف افترا پرداز سے انتقام لیا گیا اب پہر وہی قضیہ شروع کرتے ہین یعنی بطرف
قتل کعب بن اشرف رجوع کرتے ہین شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ مین نسبت قتل
کعب کو نہایت پیچ دار کیا ہی اور ایک جواب بیہودہ تر از جواب آپکا ہی ہم اصل عبارت
مدارج النبوت داخل کتاب کرتے ہین اور بعد فقرہ فقرہ کا دہوکہ رفع اور رسوا کرتے

دشمن تنگ کی بالتقدیر یکہ و تنہا ہے کسی دشمن یا شخص کو قتل کرانے یا اس قسم کے
کشت و خون کے جواز میں کوئی گفتگو نقل فرماتے تو البتہ مولوی جی کا الزام سچا لگ جاتا اور
اونکو سناک اعتراض پردازی سے بچانا چاہیئے تھا چونکہ ایسا معاملہ نہیں ہے مولوی جی کی بکر فکر کو
راستی سے علاقہ نہیں حاصل آنکہ اونہون نے دشمنون کے ساتھ جو جنگ و کشت و خون
کیا ہے اور مہابھارت جنگ و سخت بالکل میدان جنگ کیا ہے اور نام شجاعت جو انہون نے جہان میں
اگر محمد صاحب بھی کعب بن اشرف سے میدان میں مقابلہ کرتے اور مکر و فریب سے مار کرتے تو متعلق اعتراض
نہیں تھا اور حق سوا اعتراض نہیں **سوط النجار** شری کرشن با بیکھم پتامہ عہد بستند کہ
بر تو مکر خود و جنگ نخواہم برداشت چون بیکھم پتامہ از من با و جنگ عاجز گردیدہ و خاد دیدہ
برسرے مکر تشبید بہان وقت موسوم بیکھم پتامہ شد بیکھم پر مہابھارت ملاحظہ نمایند

جواب مکر فریب از سنسکرت والون سے سہو ہے نہ فارسی خوانون کا موضوع
سنسکرت میں مکر گرفتن و بدا شتن استعمال کیا جاتا ہے جس سے سر مخالفین پامال کیا جاتا ہے
شری کرشن نے ہمیشہ سے کسی صلح کا عہد کیا اور نہ اوسکے برعکس اسلحہ جدا کیا یہ کرشن پر
آپ کی تہمت بندی ہے علت موروثی سے عادت مسلمانی گندی ہے مسلمانون کی سرشت
مین نا کردنی سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین شرم و حیا مارست بنگر آن چون میکے شرم و
حیا برہم زنند و تہمت آلودگی بر دامن پاکان نہند و اول سے آخر تک مہابھارت
دیکھ لیجئے کہین نہین ہے کہ کرشن نے ہمیشہ سے عہد و پیمان کیا اور بخلاف اوسکے سامان کیا
البتہ اور لوگ بہت کہتے ہین مہابھارت مین ہے کہ جسوقت دوارکا مین کرشن سے دریودہن نے کہا
کہ آپ اس لڑائی مین ہمکو مددگار ہوجئے اور ارجن نے کہا کہ ہمارے طرفدار ہوجئے تو کرشن
نے یہی جواب دیا کہ مین جنگ نہ کرونگا مین بے ہتیار رہونگا کسی فریق کا ساتھی نہونگا جو ہتیار سے
سے غرض یہ ہے کہ مین بذات خود تنہا جنگ کرونگا اور کسیکو اون سے خنجر و تلوار کا زخم نہ
پس ویسا ہی ہوا کہ شری کرشن نے کسی سے لڑائی نہین کی اور عہد و پیمان سے پہر وائی

سے خاندان امور تنگ نسب سلطنت سے ملکندا ہی اسیطرح حال فریدون ہوا جسکے ساتھ
ضحاک نے یون ہوا علی ہذا القیاس اکثر لوگ بیسامان ہوئے ہین اور بقوت عقل سلطان ہوگئے
ہین لیکن اونکو کوئی مقبول درگاہ نہین مانتا اور رسول اللہ نہین جانتا پھر تو مسلمانون ہی کی خوش
فہمی ہی کہ بروہ قزاقی سلطنت پانے کی جہت سے محمد صاحب کو پیغمبر جانتے ہین بلکہ انبیاے بنی اسرائیل
سے برتر مانتے ہین اگر یہی بات پر رسالت محصور ہی تو رنجیت سنگہ وغیرہ کا کیا قصور ہی کہ
پیرایہ رسالت سے عاری ہووین اور صرف نونہال باغ شہریاری ہووین اگر مولوی محمد علی
سیواجی وغیرہ کو بھی رسول قبول کرین اور اونکی خاک پہی پہول دہرین تو دور از انصاف
نہین ہی اور مسلمانون کی عادت کے خلاف نہین **قولہ** داخل مدین باب این ست کہ ہنگام
مصالحت انبیاء برخاست الخ یہ فقرہ محض بے اصل ہی اور برعکس نقل کیونکہ محمد صاحب نے کعب
وغیرہ کو ہرگز لڑائی کا پیغام نہین دیا اور اپنی نیت سے اعلام نہین کیا اگر کیا ہوتا تو حوالہ
کسی جگہہ پر دیا ہوتا مطالعہ تواریخ و تفاسیر کیجئے اور کسی مقام کی نظیر دیجئے ہم مولوی
جی سے نصیحتہ کہتے ہین کہ تا زیست ترک لغو گوئی کرین اور پیرانہ سری مین عقلمندی کا
کام کوئی کرین **س** لغو گوئی سے نہین پاکوئی اوج وقار یہ کا عذبادی ہو تخت سلیمان
زینہار ؛ **قولہ** پس ہمین رفع مصالحت و اعلان معادات تنبیہت الخ اوس رفع
مصالحت کا اعلان کیجئے اور نشان دیجئے کہ قرآن و حدیث مین مرقوم ہی یا تواریخ و تفاسیر
سے مجزوم ہی اگر محمد صاحب کعب وغیرہ کو رفع مصالحت و اعلان معادات سے خبردار کرتے تو البتہ
محدثین و مفسرین کچھ تذکار کرتے حالانکہ کہین اس بات کا ذکر نہین ہی لہذا قابل نظر مولوی
جی کی بکواس نہین ہم نے اونکو ہر چند سمجھایا کہ لغو گوئی سے کنارہ کرو اور خرقہ سالوس پارہ
پارہ ایک نہین مانتے اور حقیقت بد و نیک نہین پہچانتے اب ہم اونکو ایک پند کہتے ہین آئندہ
کلو زبان نصیحت پند **س** تا ندانی کہ سخن عین صوابست مگو وانچہ دانی کہ نہ نیکوست جواب
است مگوے **قولہ** بمقابلہ و مقاتلہ الخ اگر محمد صاحب مقابلہ وغیرہ مین سعی کرتے تو ہم

مناسب نام کارزار بر زبان آوردن عین البلہی ست صاحبان تدبیر با بینیکہ باوجود
اینقدر بے سامانی و نبودن اسلحہ کارزار محض بقوت عقل رسا و توفیق خداداد اندک زمان
در ہمہ اطراف کوس سلطنت نوازند و اصل و دلیل باین ست کہ ہنگامیکہ مصالحت از میان
برخاست و اعلام و اعلان حرب از ہر دو سو دادند پس ہمین رفع مصالحت و اعلان
معادات تنبیہ ست بر اینکہ از جانبین بطرزیکہ دست خواہد داد در مقابلہ و مقاتلہ و تفریق
جمعیت و تاخت و شبخون و کمین قصوری نخواہد داد ہر یکے بحال خود ہوشیار باشد پس بعد
ازین اعلان و ظہور معادات اگر کسے غفلت ورزد قصور اوست و درین تقدیر اطلاق دغا
بازی عین حماقت و جہالت ست **جواب** بلاشبہہ جہالت کا نام شجاعت نہین ہے
اور جاہل و شجاع مین مناسبت نہین مگر اس سے آپکا مطلب حاصل نہین ہو سکتا اور مکر و
خدع مجوز شجاعت و بہادری مین داخل نہیں محمد صاحب نے تو کبھی شجاعت کا کام نہین کیا
کسیوقت مسلمانون پر مکر و خدع حرام نہین بلکہ یہہ ہی فرمایا کہ جہاد عین خدع ہے اور مختار
و معمول اہل شرع لہذا عبادت اسلام سراسر مکر ہے مسلمانون کو آج تک جسپر فخر ہے اگر محمد صاحب
تدبیر صائب رکھتے یا کوئی روشن ضمیر مصاحب کہتے تو میدان مین کارزار کرتے اور مکر و فریب
سے عار کرتے جو کوئی اہل عقل ہوتے ہین وہ خدع و تزویر سے نفور ہین علانیہ میدان مین شمشیر
سے جنگ کرتے ہین خون خویش و بیگانہ سے جامہ شجاعت گلرنگ کرتے ہین کسیکو مکر و فریب
سے قتل کرنا خلاف آئین سلطانی ہے اور برعکس دین حقانی کسیکو دغا سے مارنا دغا نہین
ہے اور قتل بیجا بیجا نہین اب میان محمد علی کی ابکار افکار جلوہ گر ہوتی ہین اور درد نابھولی
سے سہلکر روتی ہین **قولہ** صاحبان تدبیر را ببینید الخ اس قسم کے صاحب تدبیر باوجود
بے سامانی کے مالک زمین ہوئے اور عمدہ سلاطین بہت شناس ہین اکثر عوام دیہاتی ہین
ایک رنجیت سنگہ والی لاہور ہوا جسکے عہد عدالت عہد مین اتفاق اسد و گو ہوا مسلمانی پر
بلاے آسمانی ٹوٹی یعنی سکہون نے شارع بہانی لوٹی دوسرا سیواجی مرہٹہ کا ماجرا جسکے

کی عادت ہوگئی ہے آسمان سے لیتے ہین اور گاہے ریسمان سے باطل مصاید سے نامربوط
فقرات لاتے ہین اور جابجا مات کہاتے ہین **قولہ** ونیز کلام اہل تجربہ ست کہ درحالت صف
آرائی دشمنان قہر ہمہ تدبیر الخ یہہ فقرہ بھی خارج از مباحثہ ہے اور لفظاً زائدہ
مولوی جی نے بنگ پی ہے اور اسکی ترنگ مین ننگ و ناموس سے جنگ کی ہے کہ تحریر عبارات
نامربوطہ کرتے ہین اور اعتراضات کعب کن منضبط یہہ فقرہ اوسی صورت مین کرسی نشین ہوتا
کہ ذکر صف آرائی ہوتا کیونکہ کعب وغیرہ نے ہرگز صف آرائی نہین کی اور نبرد آزمائی
نہین اگر کہین اسکا ذکر ہووے تو بطرف حدیث وقرآن انشاء کیجیے و نشان سورہ
و پارہ دیجیے جبکہ ذکر صف آرائی خلاف نقل ہے تو اسکی کیا اصل ہے کہ محمد صاحب نے کوئی
ایسی تدبیر کی ہووے کہ جس سے جماعت مخالفین اسیر کی ہووے البتہ حضرت نے مکروفریب عجب
کرایا اور ناحق خون روساء عرب بہایا اگر مولوی محمد علی جواز مکروفریب مین کچہہ کاریگری کرتے
تو البتہ اپنے پیغمبر کا ذمہ بری کرتے چونکہ اون سے یہہ کام نہین آیا جواب اعتراض فی انجام
نہین پایا **قولہ** وا ہمین جا ست کہ شبخون و میمنہ و میسرہ و پاشنہ مے زنند فقط یہہ فقرہ بھی
اس مقام پر مربوط نہین ہے اور نہ رابطہ مباحثہ مشروط نہین کیونکہ اگر محمد صاحب شبخون کرتے
اور اس حیلہ سے کعب وغیرہ کو زبون کرتے یا میسرہ و میمنہ مارتے اور میدان نبرد مین جان خونریز
و بیگانہ مارتے تو البتہ فقرہ ہذا کی سمائی تھی اور جملہ اعتراضات کی صفائی مگر چونکہ اس بات
کا مذکور نہین ہے مولوی صاحب کو دن اور رات کا شعور نہین اسکے بعد مولوی محمد علی نے اہل حق
کو دشنام دی ہے اور بسبب شیرین کلامی کی شام کی ہے لہذا ہم اونکی وہ عبارت تحریر نہین
کرتے مولوی صاحب کی تحقیر نہین دشنام کی عوض دشنام نہین دیتے اور انتقام نہین
لیتے ہ ہمین جنبش زخبث ہر کس کہ بر سد و پیادلان جواب گھر آرمیدہ اند با آ.
میان محمد علی مخالفت تقدیر تحریر کرتے ہین اور رسالت محمد با اطلاق عقل و تدبیر مہرتے
ہین **سوط الجبار** الغرض شجاعت نام جہالت نیست بدون عقل صاحب. و تدبیر

تعظیم کرے اور اپنی ہیبت خاطر نشین شریف و وضیع کرے حالانکہ محمد صاحب نے خلاف کلیہ
اہل عقل کیا کہ مکر و فریب سے کعب وغیرہ کو قتل کیا لہذا وے نہ اہل تدبیر تھے اور نہ دیوان ریاست
کے وزیر بلکہ مکر و فریب میں ہشیار تھے اور عیار و مکار تھے **قوله** وہم اگر از رو تدبیر در جمعیت
دشمنان تفرقہ افگند الخ محمد صاحب نے جمعیت اعدا میں ہرگز تفرقہ نہیں ڈالا اور نہ زبان سبا
سے گاہے عقل و دانش کا کلمہ نہیں نکالا البتہ ویرانہ مکر و فریب کا اجارہ لیا اور راہ
راستی سے کنارہ کیا اگر محمد صاحب نصائح ہشتم بیتامہ پر قانع ہوتے اور صحابہ کو مکر و فریب
سے مانع تو ہم اونکو صاحب تدبیر گمان کرتے اور گفتگوے ہذا اسرار خاص عیاں کرتے مگر کیا کیجے
کہ اونہوں نے مخالفت اہل تدبیر کی اور مکر و خدع سے جان بنا ویری **قوله** نصایح
بہیکہم بیتامہ در سیب ۱۲ امہا بہارت بیند حفظ ہشتم بیتامہ نے ہرگز نہیں کہا کہ برعکس قاعدہ
دغا کرو اور لوگوں کے ساتھ دغا کرو بلکہ یہی کہا کہ تقدیر سے ڈرو اور تدبیر سے لڑو
پس نصیحت ہشتم بیتامہ پہ محمد صاحب ہرگز قائم نہیں ہوئے اور تابع مکر و فریب وغیرہ جرائم
نہیں اگر محمد صاحب ہشتم بیتامہ کی اطاعت کرتے تو کسواسطے یاروں کو مکر و فریب کی ہدایت
کرتے یہاں سے واضح ہے کہ جوان نصائح ہشتم بیتامہ بیکار ہے اور پیالہ میان محمد علی
شراب غفلت سے سرشار ہے **قوله** صاف میگوید کہ تا تواند تفرقہ در لشکر دشمن اندازد الخ
یہ وہی لفظ صاف ہے کہ بے اختیار آپکے دہان سے نکلتا ہے جیسے کہ ابلیس جناب سے نکلتا ہے
یہ آپکی زیادہ گوئی پر کنایہ ہے جو کہ بیوقوفی و نادانی کی آیہ جواب بحث سے منی ہے جسے
خط زندگانی ہے بتقدیریکہ کعب وغیرہ محمد صاحب سے لڑنے کے لیے لشکر لاتے یا ہمراہ چند نفر
آتے اور محمد صاحب اونکے مقابلہ کے لیے بطرف میدان جاتے اور جوہر تیر و سنان سے دکھلاتے
یا کوئی ایسی تدبیر خوش آیندہ کرتے کہ جس سے جمعیت مخالفین پراگندہ کرتے تو اس گفتگو کی
گنجایش تھی اور عقل مخالف کی آزمایش چونکہ ان میں سے کوئی بات نہیں ہے گفتگو محل
سے ہے یا نابات ہے نہیں کیونکہ جو کلام خلاف اقتضاے مقام ہے وہ مثل بے نمک طعام ہے مولوی صاحب

سے بلا سبب لات ہے **قطعہ** نقیضہ شہ نبدلات آن مجلس عام بود کہ آشکار و نہان علوم
میدانند و جواب ہر چہ از وی پرسی آن بود کہ بدست و اشارہ بکند یا سرے بجنبانند۔ اس سے
دو سطر اوپر مولوی جی نے کلمہ تصوریدہ رقم کیا ہے اور دست مبارک سے سرعرف والی علم کیا
ہے مہربان من تصوریدن کوئی مصدر نہین ہے مستعملہ اہل فضل و سخن نہین کسی اہل زبان نے
استعمال کیا ہووے اور آپکی طرح خیال محال کیا ہووے تو نام کتاب لیجیے اور نشان بات دیجیے
بحث لفظی اتنی ہی ضروری ہے اور اسیقدر سے مخالف کو خجالت باطنی ضروری ہے اب بحث
معنی سر کرتا ہون اور پیشانی مخالف عرق ندامت سے تر جو لوگ از روے عقل کے شہر و دیار
کی تسخیر کرتے ہین اور میدان کارزار سے دشمن کے فرار کی تدبیر و سے شاہ آفاق ہین
یا راہزن و قزاق ہین شق اول کی مثال مین محمد مشہور ہے اور شق ثانی کی مثال سیواجی
مرہٹہ و رنجیت سنگہ وغیرہ کا حال مذکور ہے کہ بزور عقل قزاقی و راہزنی سے سلطان ہو گئے
اور وبال ملک و مال مسلمان تمام سلطنت اسلام چھین لی اول سے آخر تک مسلمانون
کی زمین لی اسقدر تخم تردد ڈالا اور جوہر شد نکالا کہ اکثر اہل اسلام نے خراج دینا قبول
کیا بلکہ نذر زن و دختر کا معمول کیا اگر اسی پر مدار رسالت ہے تو پیمبری رنجیت سنگہ
وغیرہ سے کیونکر باطل ہو جاتی ہے تعجب کہ دو شخص ایک ہی صفت کے ساتھ موصوف ہووین
اور ایک ہی حیثیت سے مشہور و معروف دونون مین سے ایک رسالت پناہ ٹھیرایا جاے
اور دوسرا صرف بادشاہ اگر محمد صاحب نے مکر و فریب سے دشمنون کو جو مصاف کیا اور
ملک روم و شام لیا تو وے پیغمبر نہین ہو سکتے اور سرور دین و دنیا نہین اب ابکار افکار
مولوی جی حیا بانند و از اشک نظر اعتبار سے گرتی ہین اور زار زار عدم التفاتی خریدار سے
بھرتی ہین **قولہ** کہ اگر اعدا اندوی تدبیر بغیر قتل وصف آسانی رام شوند الخ اگر آپ نے
اس فقرہ کے معنی یہ خیال کرو گے جانا چاہے محمد صاحب کا ابطال کرو گے کیونکہ فقرۂ ہذا سے
ہی ثابت ہوتا ہے کہ لائے صاحبان تدبیر انبیا ہین کہ از روے عقل بغیر ضعف آسانی و قتل اعدا کو

اپنا حربہ کعب کے شکم پر کہا اور مثل خون ناحق چلپا او سکا پیٹ پہاڑا اور لعب ح جس
سے نقش صنع الہی بگاڑا ایس کعب کا سر کاٹ کر محمد صاحب کے روبرو لیگئے محمد صاحب نہ شادمان
ہوکر کہا الحمد اللہ فقط دیکھو حضرت نے حیات چند روزہ کے لئے کیسے کیسے ظلم و ستم کرائے
کتنے خاندان مکر و فریب سے کا معدوم کرائے اگر یہی انجام پیمبری ہی اور یہی مقام
رہبری تو رشت و زیبا مین فرق نہین ہی اور پلاس و دیبا مین فرق نہین مکر کا انجام
خراب ہی مکار مغضوب رو خراب ہی **۵** منزن درو ادئی مکر و حیل گام کہ در علم
بلا افتی سر انجام دواب نقل جواب مؤلف سوط الجبار ہی چونکہ موجد ہدیۃ الاصنام کا ریزہ چین
و فضلہ خوار ہی چونکہ اس شخص نے اکثر مطالب ہدیۃ الاصنام وغیرہ سے ایراد کئے ہین اور بعض
مضامین ادہر اودہر سے ایزاد کئے ہین لہذا اسکے ابطال مین اوسکا بھی ابطال ہوگا
محمد و عیسلی کے زوال مین تمام اہل اسلام کا زوال ہوگا **سوط الجبار** بندہ صاحبان
تدبیر کہ در تسخیر بلاد عقل سالم و ید طولی دارند کلیہ اینست کہ اگر اعدا از روے تدبیر بغیر قتل
و صف آرائی رام شوند جہاد مناسب نیست و ہم اگر از روے تدبیر در جمعیت دشمنان تفرقہ
افتد بسبب آن تفرقہ اعدا از مقابلہ تقاعد کنند مقاتلہ ضرور نیست نصائح حکیم بتامہ
و عبا بہارت ببیند کہ صاف میگوید کہ تا توانند تفرقہ در لشکر دشمن اندازند و نیز کلیہ اہل تجربہ
است کہ در حالت صف آرائی دشمنان ہر قسم تدبیر کہ موجب ہلاک جمعیت کثیر دشمنان
و حفاظت خود باشد در آن تدبیر زیادہ از حد باید کوشید و از ہمین جا ست کہ شبخون
و میمنہ و میسرہ و پاشنہ میزنند **جواب** کلہ زند کے ساتھ باہو حدہ زیادہ کی
احتیاج نہین ہی بازار فصاحت مین متاع کا سدہ کا رواج نہین فقد معانی و بیان
سے مولوی جی کا کیسہ خالی ہی اور صفحہ ہر یان بلاغت مین گدیسکے لئے زیب جیب
کا سنہ سفالی ہی ہیمیائی کا اگرچہ گرم ہو کہ پائی ہماغ گرانمایہ حیا و شرم ہی کہ ہماری
ابنا ط صحیح پر اعتراض کرتی ہین یا و ما بتی اغلاط فضیح اسے اغماض کرتی ہین ہیہات عقل و در

تمام کر پس محمد بن مسلمہ و ابو نایلہ و عباد بن بشر وغیرہ باہم اتفاق کرکے واسطے قتل کعب
کے روانہ ہوئے نہیں نہین ورو نگوری وفریب ہی کے ساتھ فسانہ ہوئے کہتے ہین کہ محمد بن
مسلمہ و ابو نایلہ کعب کے بھائی تھے یعنی برادر رضاعی تھے جبکہ یہ لوگ حصار کعب کے قریب
پہنچے اول بمصلحت ابو نایلہ پاس کعب کے گیا کعب بتواضع پیش آیا اور ابو نایلہ کی تعظیم و
تکریم بجالایا شرایط ضیافت ادا کرکے طعام لطیف تیار کیا اور نذر برادرانہ گذرا کیا پھر دونون
نے لذت طعام لی اور شراب گلفام پی جبکہ شراب طعام سے فارغ ہوئے ابو نایلہ نے
محمد صاحب کی شکایت شروع کرکے کہا کہ اس شخص کا مکہ سے یہان وارد ہونا ہمارے حق مین
بلا ہے کہ تمام عرب درپے محاربہ و ایذا ہے راہ تجارت بند ہے اور فقر و فاقہ سے جان بلب زن
و فرزند ہے کعب اس بات سے قدرے خوش ہوا اسوقت ابو نایلہ نے کہا کہ فلان و فلان بھی
میرے ہمراہ ہین اور محمد و اسلام کے حق مین بدخواہ ہین ہم سب کی رائے مطابق ہے اور حسب
رسم وراہ سابق ہے ہمکو بطریق قرض کچھ طعام دیجئے اور بعد چند روز دام دام لیجیو کعب نے
کہا اپنے فرزندون کو رہن کرو تو مضایقہ نہین ہے ابو نایلہ نے جواب دیا کہ یہ بات سبب
ملامت ہے اسواسطے اپنے سلاح گرو کرتے ہین مرضی ہووے تو رات کو لے آوین کعب نے
قبول کیا جبکہ یہ سب انتظام ہوا اور قتل کا سرانجام ہوا رات کے وقت یاران پیغمبر نے
دمدمہ کعب پر جاکر ندا دی نہین جان رہتی یا کبھی بیدار کی کعب ونکی آواز سنتے ہی
حصار سے باہر آیا محمد بن مسلمہ نے کہا اے کعب تیرے سر سے عجب خوشبو آتی ہے اجازت ہووے
تو تیرے بالون کو استشمام کرون کعب نے رخصت دی پس محمد بن مسلمہ نے کعب کے بال مستحکم
پکڑ کر اپنے ہمراہیون کو کہا کہ میان سے باہر اپنی تلوار نکالو اور اس دشمن خدا و رسول کو
مار ڈالو پس انہون نے ہر طرف سے شمشیر زنی کی نامردون نے تن تنہا پر اتنی کی لیکن کسیکا
حربہ کارگر نہوا بدن کعب پر زخم کا اثر نہوا کعب ابو نایلہ کے زانو پر آویزان ہوا کہ شاید
اوسکو رحم آئے مگر وہان رحم کہان تھا شور عشق اللہم سے بد نام و نشان تھا محمد بن مسلمہ نے

ہین تعظیم عبادت نہین سمجھتے ہین بدعت ہے [illegible] کہ مذہب سے
بکر زبردست عبادت اور بکتے تھے چنانچہ اونھون نے غنیمت ملک گیری کی لا علاج جماعت
سپہگری کی دغہری کی = بادشاہون کی طرح ملک گیری کی دنیا دارون کی طرح بیری
پیدا کی ثابت ہو گیا کہ محمد صاحب = بادشاہ تھے نہ رسالت پناہ بلکہ ان کی بڑائی اخلاق تھا اور
قزاقی مین شہرہ آفاق **قولہ** دنیا کو یہ امر بخوبی منتشر کرینگے کہ عامل کا نام
لیجئے اور نشان مقام دیکھئے یہود یا نصاریٰ ہو یا مشرک و ملحد یا مجاہد ہو اگر یہ قول ہے
اور مضار ہو تو مسلمانون کو کیونکر گوارا ہے اگر یہ مقولہ مدار ہے تو مسلمانون کی
عبادت ابتر ہے کیونکہ مسلمان حب و جہاد کو عبادت مانتے ہین اور سرمایہ سعادت جانتے
ہین جبکہ وضع و مکر ہو تو اہل اسلام کو کیونکر دین محمدیہ پر ناز و فخر ہے کسی دین مین مکر و
عبادت نہین ہو سکتے ہین مسلمانون کی سی عبادت نہین انجام کرتا ہو اور مکار مشہور جہان
ہے **ابیات** ہر کہ با دوستی مکر نہاد ۔ عاقبت سر بباد خواہد داد ۔ حیلہ مالیست کو دہ
دارد ۔ ہر کہ نیکی کند کجا ضرر دارد ۔ آن سرا خصم پاکند دل الشیش ۔ این رساند ضرر بحساب
خویش ۔ یہان تک ہدیۃ الاسلام کی بلاغت باطل ہوئی اور اوسکے ساتھ ہی محمد علی عرب
کی تکذیب سے بھی فراغت حاصل ہوئی کیونکہ یہ سب لوگ مؤلف ہدیہ کے خوشہ چین ہین بلکہ
معناً عرب مسند کے ترین ہین یہ محمد صاحب مسلمانون کو دروغ گوئی کی ترغیب لاتے تھے
اور خون ناحق کی ترکیب بتلاتے تھے چنانچہ بعد غزوہ بدر کے کعب بن اشرف یہود کو فریب
دیکے قتل کرایا پایا ان ظلم جلی ہین آئے عدل و قتل جدا یا تفصیل اس اجمال کی یہ
ہے کہ محمد صاحب نے صحابہ سے کہا کہ تم مین سے کون ہے کہ کعب بن اشرف کے قتل پر کمر بستہ کرے
اور ہمت کمر باندھے کہ اوس نے رسول خدا کو تکلیف دی ہے اور مذمت ذات شریف کی ہے پس
محمد بن مسلمہ بولے کہ مجھکو اذن دیجئے کہ جو کچھ چاہون وہ تمہاری نسبت زبان پر لاؤن محمد صاحب
نے حکم دیا کہ مجھکو اختیار ہے جو دل چاہے کلام کرو جب بات ہو چکے کعب بن اشرف کا کام

اور امر خلافت سے اون مین حضرت کے بعد سے بہت ہوئی ہین جبکہ محمد صاحب نے خلیفہ
کو نہین کیا اور خدمت کے بدلے خدمت نہین بلکہ غرض یہ ہے کہ خدمت کیا اور بادشاہ کو فدائی و
نا منگری ہر حج کیا اسواسطے وے لاکلام سزا کے الزام مین بلکہ ساہون اور خدمتگار کی
الزام مین برتقدیریکہ وہ لوگ محمد صاحب کے ساتھ مکہ و مدینہ کا ارادہ کرکر اور خلافت نہ
خدمت سے اپنے بیزار ہو ہوا وہ ہجرت نے تو صاحب حضرت کو فریب مین نہ آنے اور مسلمانون کا
دہوکہ نہ کھانے کیونکہ جو کوئی سکتا ہے وہ اہل ترہیب کے بسبب سے غیر داری ولی دولی
بیشتا سہ ضرب المثل ہے اور یہان مناسب برمحل ہے **قولہ** سابقا و رابتدا اینکہ
مذکور شد الخ ہم نے بھی سابقا سالہ صولت ہند مین نقلاً اوسکا ابطال کیا
اور ارسال خدمت اہل سنن و تشیع و اعتزال کیا آپ نے بھی جو وقت اوس پر نظر انصاف
ڈالی ہے اور اپنی جہالت جبلی سے شبہات بالی تو نوبت پیچ و تاب کھانے کی اور جواب الجواب سے
اجتناب کیا علاوہ اسکے جنگ و جدل باعث اعلاء دین نہین ہوسکتی جبکہ جبلی ایذائیں خود
دو دین نہین دین و ایمان کہ دل کی بات ہے متعلق بتالیف قلب و ملاطفت ہے کین و پیکار
خلاف ایمان و دین ہے اور برعکس آئین اہل ہند و بین ہے جسجگہ کہ جدل و جنگ ہے اور مکر
و فریب رنگ رنگ وہان سر ایمان برسنگ ہے اور پا دین لنگ البتہ جنگ و جہاد سبب اعلائے
سلطنت و دولت ہے اور موجب ترقی شوکت و صولت باعث اعلاء دین وعظ و ہدایت
و پند ہے اور مانند تلبیب و نصیحت اجنبیہ ہے سو تمادی بی مین وحدت قہری کا کام نہین ہے
سوا وحدت ارادی کے انتظام نہین ہو چند ملک سنجل نے وحدت قہری سے ممالک اسلام
تابع کئے اور اپنی خواہش کی موافق احکام شائع کئے لیکن مسلمان اونکی اطاعت فقط اوس
جانتے ہین اور شیر بغاوت تانتے ہین تمکو معلوم ہے کہ بعد مرنے محمد صاحب کے عرب اسلام سے
برگشتہ ہوئے اور سرکشی و فتنہ انگیزی پر سرگرشتہ اگر اعتقاد دل سے مسلمان ہوتے تو کسواسطے
انجام کار مشیخ بغاوت سے علم کہاتے **قولہ** از فساد حرب الخ اگر محمد صاحب میدان جنگ

شہر کو مع اون سب کے اسیر کیا حضرت نے حصہ غنیمت لیا بعد قتل اوس قتل کے محمد صاحب
محمد صاحب نے ہجرت کے پانچوین سال سُنا کہ حارث بن ضرار لشکر مقابلہ کے لیے قبائل عرب
جمع کرتا ہے مارنے کے تحقیق کے گمان کیا واسطے تحقیق کرنا بریدہ بن الحصیب سلمی صحابی
کو اوس جماعت کی خبر لانے کے واسطے نامزد کیا اور اذن خاص دیا کہ جسقدر دروغگوئی و
فریب بہی کا کام ہووے اوسقدر مقتضائے وقت و ہنگام ہووے بجالاوے اور جماعت حارث
کا حال پہنچاوے پس بریدہ نے مخالفون کے پاس جاکر التماس کیا کہ اگر تمکو محمد کے ساتھ لڑائی
کا ارادہ ہے تو بندہ بہی تمہارا یار و مددگار ہے وے بریدہ کی باتون مین آکر کہنے لگے کہ ہمارا
ارادہ مصمم ہے کہ محمد سے جنگ کرین اور مسلمانی کا رنگ بہنگ پس بریدہ نے دروازہ
مکاری کہول کر کہا کہ اجازت ہووے تو مین بہی اپنا لشکر جمع کر لاؤن اور واسطے دفع شر
محمد کے جلد تر آؤن فی الجملہ بریدہ اس بہانہ سے رخصت ہوکر پیش محمد آیا اور اوس گروہ
کا حال نیک بتلایا پس محمد صاحب ہمراہ مہاجر و انصار ہوئے اور واسطے قتل و غارت اون
لوگون کے سوار ہوئے درمیان راہ ایک شخص کو بخیال جاسوسی مار ڈالا اور شہر کو بیدادی
درمیان یار و اغیار ڈالا صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب نے اوس قوم کو ایسے
وقت میں قتل و غارت کیا کہ وے سرمست خواب تہے اور ناواقف از غیب رسالت مآب تہے
اہل تاریخ اس مقاتلہ کو غزوہ بنی المصطلق کہتے ہین یہہ تمام روائتین مضامین و مطالب
روضۃ الاحباب و مدارج النبوت و معارج النبوت و مواہب مین مکتوب ہین اور محمد صاحب
کی طرف منسوب ہین ہر ایک روایت سے ظاہر ہے کہ پیغمبر اسلام غارتگر ہے معلوم نہین کہ اہل
اسلام کیونکر فرق لشیث فراز کرتی ہین اور کس طرح قزاقون اور راہزنون سے محمد صاحب
کو ممتاز کرتے ہین اگرچہ ڈاکہ زنی سے مال و زر محمد صاحب کے گھر میں جمع ہوا اور جنت میمون
بلند مگر صلاح و تقوی سے کسیکا عیب دور نہین ہوتا اب اس ذریعہ سے مقرر معنی حرمین ہوتا
سے غنی از دولت دنیا نگردد عیب کس زایل بہ کر بہ زر اندازند وے محک بہ قرآنہا

[illegible] کی اور [illegible]
خضنین کی چند اور اونکے پسر کو قتل کیا اور اونکی مواشی اور سوار پائین جمع
کیا غریب ایک ہزار کے عورت و پسر قید کئے اور حصہ بکہ بندہ کئے فقط پھر اوسی سال
مین محمد حبیب ذی بنی سعد بن بکر کے قتل و غارت کے واسطے علی بن ابوطالب کو اجازت
دی اور علی نے اطاعت حکم رسالت کی رات کو سوجب تیز رفتاری ہوتا تھا اور دن
کو چھپا رہ کر ہمیشہ پوشیدہ ہوتا تھا پس ناگہان اوس قوم پر حملہ کیا بنی سعد بن بکر
نے ہزیمت اختیار کی اور اونکی متاع مسلمانون کی غنیمت ٹھہرادی اونٹ پانسو
اور بھیڑ بکری کئی ہزار تھے فقط ایک بار محمد حبیب نے حج کرنے کی نیت پر مکہ کو جانیکا ارادہ
کیا اور اپنے ساتھ خیل سوار و پیادہ لیا قریش یہہ خبر سنکر مکہ سے باہر آئے اور قبائل قرب
وجوانب سے لوگ اپنے ہمراہ لشکر لائے کہ زیارت کعبہ سے حضرت کو مایوس کرین اور زندان
حرمان مین محبوس کرین حضرت کو دشمن جانتے تھے اور برحق نہ مانتے تھے لہذا قبائل عرب سے
اعانت چاہی اور محمد و اسلام کی اہانت جبکہ حضرت نے اس حال سے وقوف پایا اپنے
یارون کو ترغیب دینے لگے کہ مصلحت وہ ہے کہ ہم ناگاہ خانمان ان لوگون کا جو واسطے
استعانت قریش کے ہجوم لائے ہین اور آستانہ حضرت اسلام جو ہم آئے ہین تاراج
کرین اور خراب و آباد قتل و غارت مین تاراج کرین تاکہ یہہ لوگ شکستہ دل ہوکر قریش سے نا امید
اور حوالی بیت الحرام سے متفرق پھر قریش سے بھی جنگ آسانی ہووے اور اچھی طرح
پر صورت کامرانی ہووے محمد حبیب کا یہہ کلام سنکر ابوبکر نے کہا کہ ای محمد تو واسطے قتال
کے نہین آیا ہی بلکہ زیارت کعبہ کے لئے تشریف لایا ہے پس اوسی ارادہ پر ثابت رہو اور
ہولیت سال پھر محمد حبیب نے ہجرت کے نوین سن مین قطبہ بن عامر کے ہمراہ بیس سوار
کئے اور واسطے قتل و غارت قبیلہ خثعم کے روانہ کئے اول طرفین سے کئی ہنگامہ کارزار
ہوئی انجام کار بتائید آسمانی تمام اموال مہاجر و انصار ہوئی اور انکی زن و فرزند گرفتار کیا

کہ جب سنتو اس نجد کے پہاڑون مین متفرق ہوگئے اور اپنی اولاد و عورتون کو ہمراہ لیکر
ہو جمعیت سے منتشر گروہون سے اثاث البیت اخراج کیا اور اونکے چارپایون کو تاراج
کیا محمد صاحب نے خمس مال غنیمت لیا اور باقی کو اہل سریہ پر تقسیم کیا فقط پھر اوسی برس مین
محمد صاحب نے عکاشہ بن محصن اسدی کے ساتھ چالیس سپاہی کرکے اوسطے تاخت ارض بنی
اسد کے راہی کئے بنی اسد اول ہی اون کا ناگہانی سے خبردار ہوئے اور منتشر جہانون
کو ہموار ہوئے بنی اسد کے گھر خالی سب چھوڑ کر دور بے والی سب ہے جبکہ مسلمان
اونکے منازل مین داخل ہوئے کچھ سیم وزر نہ پایا اور کوئی نفر نظر نہ آیا بجز شخص تمام
ایک شخص کو گرفتار کرکے امان دیا اوس نے دشمن بیان کیا کہ بنی اسد کی مواشی و
انعام فلانی جگہ مین مسلمان وہان ہی گئے دو سو شتر ہاتھ لگے اوس غنیمت کو غنیمت جانکر
بطرف مدینہ مراجعت کی فقط پھر اوسی سال مین محمد صاحب نے بنی سلیم کی ویرانی چاہی
اور زید بن حارثہ کو ایک جماعت کے ہمراہ بسمت موضع جموم رخصت اور اذن فرمائی جبکہ
ہمراہی لوگ وہان پہنچے بنی سلیم کے چارپایہ لوٹے اور ایک گروہ کو بندی پکڑ واپس مدینہ کی
راہ لی فقط پھر اوسی سال مین دوسری نوبت محمد صاحب نے زید بن حارثہ کو ستر سوار کے
ہمراہ کیا اوس نے حسب الحکم قافلہ قریش موضع عیص مین تباہ کیا تمام مال ومتاع
قریش چھین لیا اور بعضون کو اسیر اور بعضون کو چند زمین کیا کہتے ہین کہ اون اسیرون
مین محمد صاحب کا داماد ابوالعاص بھی حاضر تھا فقط پھر زید بن حارثہ کو مع پندرہ ۱۵ آدمی
کے بنی ثعلبہ کے لوٹنے کو طرف کی جانب بھیجا اور طرف نام ہے ایک پانی کا جو بڑی ہیل ہے
اور مدینہ سے چھتیس میل ہے جبکہ زید بن حارثہ نے حوالی آب مذکور مین نزول کیا بنی ثعلبہ
نے گریز قبول کیا پس زید نے اونکے چارپایہ لوٹ لئے اور پانچوان حصہ پیغمبر کا نکال
کر مسلمانون کو حوالے کیا اور واپس آگئے فقط پھر زید بن حارثہ و دحیہ کلبی کو پانسو ۵۰۰
نفر کے ہمراہ بنی ضبیب کے غارت کرنے کے لئے رخصت کیا رات کو سفر کرتے تھے اور

کے آدمی بالی تھا پہر چند روز حضرت نے وہان اقامت قبول کیا اور پہر مدینہ کی طرف عمل مراجعت
پر مشغول کیا پہر اسی سال مین کسی شخص نے مدینہ مین خبر دی کہ بنی ثعلبہ و بنی انمار ذات الرقاع
مین جمع ہین اور مدینہ کا قصد رکہتے ہین پس محمد صاحب نے ساتسو آدمی ہمراہ لیکر ذات الرقاع
کی راہ لی جبکہ وہان جا پہنچے کسیکو نہ پایا مگر بعضی عورتین ملین کیونکہ اکثر لوگ محمد صاحب کی خبر
سنکر جبال و تلال مین چہپ گئے پس حضرت نے انکا مال و منال تاراج کیا اور عورت اور
بچون کو حوالۂ افواج کیا پہر اوسی سال مین محمد صاحب نے واسطے ہلاک کرنے ابوسفیان کے
عزم ناگاہ کیا اور دو سو مہاجر و انصار کا گروہ اپنے ہمراہ لیا بخلاف اسکے ظاہر کرکے
کہا کہ طرف ملک شام جاتے ہین اور غائب تجارت سے تمام کہاتے ہین اس فریب سے مطلب
یہی تہا کہ ناگہان ابوسفیان کو مار ڈالین اور بعض دینہ بکیانہ نکالین مگر وے لوگ بفضل الہی
اس مکر سے خبردار ہوئے اور متوجہ فرار ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست پہر اسی
سال مین محمد بن مسلمہ کو تیس مسلمان کے ساتھ واسطے تاراج کرنے بنی کلاب کے سو ضر
ضریہ کی طرف روانہ کیا اور کلام قرا قانہ کیا کہ اونپر حملہ یکایک کرو اور قتل عام بینک کرلینا محمد
بن مسلمہ دن کو مخفی ہوتا تہا اور رات کو راہ چلتا پس بوقت شب اون پر تاخت لاکر چند
نفر کو مار ڈالا باقی نے فرار کیا محمد بن مسلمہ انکی اونٹ اور بکریان غارت کرکے سوئے
مدینہ آیا محمد صاحب نے تسترو کو سنت مع خطبہ خمس حیات لیئے اور باقی غارتگرون کو بانٹ دیئے
فقط پہر اوسی سال مین محمد بن مسلمہ کو دس آدمی کے ہمراہ واسطے لوٹنے بعضے بنی ثعلبہ کے روانہ
کیا ذی قصہ مین اونکا فتنہ کیا رات کا وقت تہا کہ محمد بن مسلمہ اون پر تاخت لایا بنی ثعلبہ ایک سو
مرد تہے سب جمع ہوکر کچھ دیر تک دونون طرف سے گرمی ہنگامہ کارزار رہی گلستان
جسم مین گل زخم سے فصل نوبہار رہی بنی ثعلبہ نے حملہ یکبار کیا اور سینۂ مسلمانی سے خنجر آبدار
پار کیا یعنی کل مسلمان مارے گئے اور گل کے تن سے لباس جان اوتار گئے جبکہ بنی ثعلبہ
نے یہ کارروائی کیا تو محمد صاحب نے واسطے ہلاک کرنے کو ابو عبیدہ بن الجراح کو روانہ کیا

خشک پیدا ہوا اور تمام مدینہ میں سامان کا بند ہوا اور قریش کو وہ رستہ ترک کرنا پڑا
اور عراق کا رستہ اختیار کیا اوس قافلہ میں قماش نفیس و ظروف بادشاہ اور ابوسفیان بن
حرب و صفوان بن امیہ وغیرہ رئیس مکہ بھی حاضر تھے محمد صاحب نے واسطے غارت کرنے اون
قافلے کے سو سوار کے ہمراہ زید بن حارثہ کو راہی کیا اور قردہ میں سامنا کی
کیا وہ حسب الحکم قافلہ قریش غارت کر لایا اور حضرت کے سامنے تمام مال ڈالدیا محمد صاحب
نے خمس اس مال کا آپ جو حصہ مقرر کیا اور باقی حصہ از زید بن حارثہ اور اوسکے
یاروں کے سپرد کیا روایت ہے کہ وہ مال ہماری بیس ہزار درم تھا نہ زیادہ نہ کم تھا جبکہ
مسلمانوں کے ہاتھ اس قسم کے مال لوٹ آنے لگے تو یہود و نصاریٰ بھی اپنی مرضی سے
مسلمانی پر آمادہ ہونے لگے پھر محمد صاحب نے گوش کیا کہ بنی سلیم و غطفان قرقرۃ الکدر میں اجتماع کرتے ہیں
اور ارادہ نزاع پس حضرت نے اپنے ہمراہ دو سو مسلمان لئے اور قتل و غارت بنی سلیم
و غطفان کو سامان کئے جبکہ اوس جگہ لشکر اسلام آیا تو صرف شتربان و یسار نامی غلام
پایا محمد صاحب نے یسار سے دریافت کیا کہ بنی سلیم و غطفان کہاں قیام رکھتے ہیں اور کیا کام
کرتے ہیں اوس نے جواب دیا کہ کاشتکاری کرتے ہیں اور پانی کے کنارہ سبزہ منزل دھرتے ہیں
اب معلوم نہیں کہ کہاں ہیں زیر زمین یا بالا آسمان میں پس حضرت نے اوسکے شتر غارت
کرنے کے واسطے حکم دیا صحابہ نے دیا ہی کیا بنی سلیم و غطفان کے شتر مدینہ کی طرف ہانک
لائے روایت ہے کہ وے شتر پانسو تھے سو محمد صاحب کے حصہ میں آئے اور فی نفر دو دو شتر
صحابہ کو ملے یسار غلام بھی محمد صاحب ہی نے پایا فقط ہجرت کے چھٹے سال محمد صاحب نے
دومۃ الجندل کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور اپنے ہمراہ لشکر سوار و پیادہ لیا رات کو روان
ہوتے تھے اور دن کو پنہان راہ سے منحرف ہو کر نزول کرتے تھے اس طرح قطع راہ
مسافت طول کرتے تھے جبکہ ایک دن کی راہ باقی رہی جاسوس نے خبر دی کہ وہاں کے لوگوں
کی مواشی و غلام نزدیک ہیں محمد صاحب نے تب ہی مواشی پر چھاپا مارا اونکے شتر ہانک

درستہ سکوت لینگے علاوہ اسکے جس صورت مین مولوی صاحب نے مؤلف ہدیۃ الاسلام و
مثلمت الہنود وغیرہ کو اپنا امام قبول کیا اور انکی تائید مین کلام طول کیا تو انکو مسلم تھے
مضمون سے کسواسطے انکار کرتے ہین اور کیونکر اپنے پیران پیر انکار کرتے ہین مؤلف ہدیۃ الاسلام
وغیرہ نے مضمون سو تراشی اپنی کتابون مین تحفۃ الاسلام سے بجنسہ رقم کیا ہو اور تکلم بہت
تر قلم کیا ہو اصلاح اون وجیانہین کیا اصعند وحیلہ مذ اہین لیس تم کیونکر اپنے پیرون کی
تکذیب کرتے ہو اور کسواسطے اونکو عقیدہ سے برگشتگی کی ترکیب کرتے ہو مولوی صاحب کا عجب
حال ہی کہ امر نے جسکو مادح ہین فرو اونکو قادح ہین اب یہ امر ثابت کیا جاتا کہ محمد صاحب نے
محرم گو عبداللہ بن جحش کو واسطے مار اور لوٹ کے اشارت کی اور عبداللہ نے قصداً ماہ حرام
مین قتل وغارت دی اگر معاملہ عبداللہ کا از راہ اشتباہ ہوتا تو آیت مرقومہ مین یہ
ہی ذکر خدا ہوا ہوتا کہ تجہسے دریافت کرتے ہین کہ اگر ماہ حرام مین براہ اشتباہ قتل وغارت ہوجاوے
تو اوسکی کیا کفارت ہووے حالانکہ آیت مین کشت وخون ماہ حرام کی نسبت سوال وجواب
ہے اور مطابقت مطالب مندرجہ روضۃ الاحباب ہی چونکہ آیت مین ذکر اشتباہ نہین ہی لہذا
جو انجیالنین من جانب اللہ نہین سوائے اسکے جسوقت محمد صاحب نے عبداللہ بن جحش کی ہاتھ
مین نامہ دیا ہوگا اور اوس ہی یہ کلام کیا ہوگا کہ اسکو آج سے تیسرے دن کہولنا اور میدان عمل
مین من وعن تو لنا تو بالضرور اوس مین تاریخ بہی تحریر کی ہوگی اور شمار ایام تیسوا اور پیر کی
ہوگی پس عذر اشتباہ لنگ ہی اور فساد نیت محمد و عبداللہ بید رنگ ہی اب اس روایت مین
متفق لکہتا ہون کہ محمد صاحب کی دوسری قزاقی کا بیان تفصیل وار جلد دوم مدارج النبوۃ
مین یہ ہی کہ ہجرت کے تیسرے سال محمد صاحب نے سنا کہ قافلۂ قریش عراق کی رستہ سے راہی
بطرف شام ہوا اور اونکے ساتھ مال ومنال فراوان ہی اگرچہ سابق مین قریش ہمیشہ
کی راہ سے بطرف شام جاتے تھے اور ماوی تاہ اپنے گھر کو شداامر تے تھے کسیکا خوف نہین تھا
اور ما نذر ہیئت عمر بن خطاب و عبدالرحمن بن عوف نہین جبکہ محمد و قریش کے درمیان تخنن

طعنہ زن پیغمبر و اصحاب ہوے کہ محمد نے ماہ رجب مین جدال و قتال کرایا احرام کو حلال کر دیا
کیونکہ عرب ماہ رجب مین قتل و خونریزی کو برا جانتے تھے اور مسلمان بھی مخالف حکم خدا مانتے
تھے جبکہ محمد صاحب نے طعن قریش گوش کیا عبداللہ بن جحش پر خشم کیا کہ مین نے تجھسے نہین کہا
کہ ماہ حرام مین لڑائی کیجیو اپنے سر پہ تباہی لیجیو اصل تو یہ ہے کہ محمد صاحب نے عبداللہ کو اسی کام
کے لئے روانہ کیا تھا اور اسی مضمون کا اوسکے ہاتھ مین پروانہ دیا تھا جبکہ اپنے اوپر الزام
آیا تو اوس پر اتہام لگایا کہ تو نے خلاف آئین کیا اور ہمکو بدنام میان مومنین و کافرین کیا
اسیرون کو محمد صاحب اور مال کے خمس لینے سے اجتناب کرنے لگے اور حرکت عبداللہ بن جحش
کو ناصواب شمار کرنے لگے عبداللہ اس بات سے پشیمان ہوا نہین نہین کا مدعا حضرت مین حیران
ہوا پس حضرت نے سورۂ بقر کی ایک آیت بنائی اور ساری شکایت مٹائی حاصل آیت
یہ ہے کہ اگرچہ ماہ حرام مین قتل و جنگ گناہ کبیرہ ہے اور مکہ والے تاریک تیرہ کین مسلمانون کو
کعبہ سے نکال دینا اس سے بھی زیادہ گناہ ہے اور مخالفت کتاب اللہ ہے یہ خلاصہ روضۃ الاحباب کا
ہے کہ اہل سنت کے نزدیک سیرت کی کتاب ہے ہم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہین بنائی
ہے البتہ کہین کہین اقتضا عبارت آرائی ہے مصنف اعجاز محمدی و ہدیۃ الاسلام و طلعت المنیر
وغیرہ ہر ایک مخالف اسی بات کا قائل ہے کہ عبداللہ بن جحش باشتباہ ماہ حرام مین قتل و
غارت کا فاعل ہے کہ اوسنے بسبب عدم رویت ہلال کے جمادی الآخر کے تیس دن گنے
اور واقع مین اونتیس دن تھے اسواسطے ماہ رجب مین جنگ کی اور قدح غلطی سے سنگ
پی اس امر سے کہ محمد صاحب نے عبداللہ کو نامہ دیا اور قتل و غارت پر آمادہ کیا اور عبداللہ نے
اپنے ہمراہیون کا سر منڈوایا اور اونکو فریبا حاجی بنوایا سو اسکو مولوی محمد علی کسیکو
ابا نہین ہے اور کوئی اونکی مکر و فکر پر فدا نہین فی الحقیقت مضمون شوتراشی سے انکار اچھا نہین ہے
اور اسلئے روضۃ الاحباب نے بتایا ہے جس کو سنی مسلمان کو صحت روضۃ الاحباب معروف ہے وہ
اتنے طرف ہے ہم صحت روضۃ الاحباب مین باسند ثبوت دینگے کہ مولوی محمد علی چاند پوری

کے سپرد کیا اور اوسکے ہاتھ مین ایک نامہ دیا کہ آج سے تیسرے دن اس خط کو کھولنا اور
پڑھنا اور جو کچھ کہ اس مین لکھا ہو اوسپر عمل کرنا عبد اللہ نے تیسرے روز وہ خط پڑھا اور اوسکے
مضمون کی مطابق بطن نخلہ کیطرف چلا اور وہان پہنچکر قافلۂ قریش کا انتظار کرنے لگا صیاد بے رحم
جستجو سے بلبل شکار کرنے لگا اس اثنا مین طایف کی طرف سے ایک قافلہ ناگاہ آیا کہ یادہ بن
دراس وقت مین ماوہ آیا جسوقت اہل قافلہ کو یاران محمد نظر آئے بہم جان سے تھرتھرائے
آپس مین کہنے لگے کہ یہ جگہ سزا سے مقام نہین ہو اور جا امن و آرام نہین جلد اس مقام خطرناک
سے چلنا چاہیئے اور جا ہلاک سے نکلنا چاہیئے ایسا نہووے کہ مسلمان ہم پر حملہ کرین اور قتل جلد
کرین مسلمانون نے براہ قیافہ معلوم کیا کہ اہل قافلہ ہمارا ذکر کرتے ہین اور بھاگنے کی فکر
کرتے ہین پس اونکو فریب دینے کے لئے عبد اللہ ابن جحش نے اپنے ہمراہیون کا سر منڈوا دیا
اور ایسا ظاہر کرایا کہ گویا حج کو جانیوالے ہین اور بیابان بقدر ضرورت فروکش ہین اوس
روز ماہ رجب کی تاریخ اول تھی یاران محمد اونکے ستانے کے لئے باہم کہنے لگے کہ آج
رجب کی پہلی ہے یا جمادی الاول کی پچھلی ہو تاکہ وہ مسافر سمجھین کہ اونکو فکر حج درپیش ہے
اور ہمارا اور اونکا ایک ہی کیش ہے چنانچہ یہ حال دیکھکر اون لوگون کی خاطر جمع ہوگئی
اور مسلمانون کیطرف سے تشویش مندفع ہوگئی پس مسلمانون نے قتل و غارت کو غنیمت
جانا متاع مسلمانی کی قیمت ما نامی قریش مین سے ایک کو نشانہ تیر کیا اور دو کو اسیر
کرکے ایک بھاگ گیا جسکا نوفل نام تھا کہتے ہین کہ یہ تینون قریشی بڑے عزت دار تھے اور
نامور دیا تھے غرضکہ عبد اللہ بن جحش نے متاع قافلۂ قریش غصب کی اور مع قیدیون کے راہ
یثرب لی جبکہ مدینہ کے نزدیک آیا تو اپنی راے کی موافق پانچوان حصہ مال غارت کا حضرت
محمد کو دیا باقی مال اپنے یارون پر تقسیم کیا اور یہی قاعدہ مصنف قرآن کو تعلیم کیا کیونکہ
آج تک محمد صاحب کے خمس قرآن مین داخل نہین ہوا تھا اور بواسطہ جبرئیل نازل نہین ہوا پھر
بعد ازین درج قرآن ہوا اور جمعیت مسلمان جبکہ قریش حرکت عبد اللہ سے خبریاب ہوئے

معنی کا اضافہ ہی پر حصر ہوئی ابلیس کو واسطہ ضلالت کہنا غلط ہے کیونکہ آیات اضل من ظلم
جیسا کثیرا وغیرہ مین لفظ واسطہ نہین ہے اور قول و فعل جناب مین رابطہ نہین بلکہ یہ
ابلیس خالق ضلالت و گمراہی ہوا اور آپ ہی کے قول سے آپکا رد خواہی نخواہی ہوا پر
بر تقدیریکہ میان محمد علی کو معنی سے کام نہین ہے اور انکی رائے مین کوئی چیز قریشیہ نہین
تو اپنی شکست فاش کے صفحہ ۵۲۳ کو دیکھین جسکو حمق و غلطی سے ظفر مبین سمجھی ہین اگر
اونکو اپنے قول کی تصدیق سے انکار ہے اور اندرون کی خوف سے لب پر کلمۂ زنہار تو
بندہ کعبہ کن کسی جگہ اوسکا خلاصہ کم و بیش پیش کریگا اور خاطر خواہ مخالف بد اندیش پیش
اگر لفظ ہی پر وجود معنی موقوف ہے تو محمد علی نہایت بیوقوف ہے کہ چار سو علم چھوڑ کر کوڑہ
سنگ تیرہ کا ارادہ کرتا ہے یعنی تفسیر آیہ انی ستشتم مین اپنی جانب سے لفظ حرج زیادہ
کرتا ہے مسلمانون کو چاہیے کہ اوسکے قول اول کو عمل سمجھکر اپنی عورتون کے تمام جسم پر
قلبہ رانی کرین اور اونکی چشم و گوش و بینی و دہن وغیرہ اعضا مین تخم افشانی یا بند
دبر و فرج سے کرین اور اسقدر تنگی و حرج نہین کیونکہ آیت مین تخصیص کا نشان نہین ہے اور
اندام نہانی کا بیان نہین پھر قرآن مین آیت رحمۃ للعالمین ہے وہان تخصیص کی معنی کا
کوئی کلمہ نہین ہے لہذا ابلیس بھی منظور رحمان ہوگا اور انجام کار رستگار اور اوسکا ایک
مکان ہوگا کیونکہ محمد صاحب کے طفیل تمام عالم پر رحمت نازل ہے اور تمام عالم مین ابلیس
بھی شامل ہے اگر محمد علی ابلیس وغیرہ اشرار کو جملہ عالم سے جدا کریگا مخالفت آیہ خدا کریگا
اسیطرح محمد علی نے (کان الانسان قتورا) وغیرہ آیات مین جہان جہان عام کو خاص
اور خاص کو عام کیا ہے اپنے تئین آپ الزام دیا کیونکہ اون آیات مین خاص یا عام
معنی کا کوئی لفظ مرقوم نہین ہے یہان تک عبث (لنفسک حقا) کی تفسیر ہوئی اور بیسوم
میسر و فقیر ہوئی اب بیان قرآنی و رہنمائی حضرت و صحابہ کرتا ہون اور از زاد و تحریر
سے سند دفتر اول روضۃ الاحباب مین ہے کہ محمد صاحب نے عبداللہ ابن جحش کو چند اشخاص

[illegible]

اپنا بیچا ہوا کسو دو تعفیر پر ہم ہیں یا نہ پٹ بیں یا کہ بر خلاف تحریر کرتا ہے چونکہ اوسکی

تحریرین باہم میل نہیں ہے لہذا آپکے چراغ منصوبہ میں تیل نہیں جو کوئی ان چند اوراق

پہ کہ بر اثت اندر دیتا ہیں لکھوب کیوکر ہیں اور حضرات اول عبادت میں محسوب نظر دور

کر یگا بامر و یقین کریگا کہ نیت حضرت بد ہے اور دل میں جوش حسد ہے کیونکہ جسوقت او ہون

نے دیکھا کہ مجکو ترک لذت کی طاقت نہیں ہے اور اسقدر عبادت و ریاضت کی لیاقت

نہیں تو وہ اسطوا خواے صحابہ کی تجہیل آئے اور اپنی عدم استطاعت کو دلیل لائے

اب میان محمد علی کی زبان بد گالی ہے جو کہ بیت الخلاے سقط گوئی کی نالی ہے۔

سوط الجبار لالہ جی تم سخت احمق ہو عدم استطاعت کا لفظ حدیث میں کہان

ہے **جواب** خبرکن احمق کے کہنے سے آئندہ نہیں ہوتا شگوفہ شگفتہ ہوا گوزکر

پژمردہ نہیں ہوتا **ہ** ہمین کیا غم ہے حرف بدزبان سے جنگل خود کو نہیں نقصان

خرابی ہو اگر تمام باتون کا الفاظ ہی پر مدار ہوگا تو موافق حدیث مسلم کے ہر ایک مسلمان

زناکار ہوگا کیونکہ حدیث میں نطق و بصر کو بھی زنا شامل کیا ہے اور بولنے والے اور دیکھنے

والے کو زانی قرار دیا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ (العینان زناہما النظر والاذنان زنا

ہما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناہا البطش والرجل زناہا الخطی) یعنی

دونون آنکھین زنا اونکا دیکھنا اور دونون کان زنا اونکا سننا اور زبان زنا

اوسکا بات کرنا اور ہاتھ زنا اوسکا پکڑنا اور پاؤن زنا اونکا چلنا فقط اگر الفاظ

ہی پر ساری باتون کی بنا ہے تو بصر و نطق وغیرہ بھی سامان زنا ہے پس کوئی مسلمان

زنا سے بری نہیں ہے اور سیکے لئے بہتری نہیں البتہ جو کوئی مسلوب کورکر ہی ہوگا

وہی زنا سے بری ہوگا پس پیغمبر سلام کہ تمہاری آرائین صاحب ملک ہے کیونکہ زنا ہو

پاک ہے کہ وہ لنظ و پر انہیں تھا اور بصر دیکھنے سے بہرا نہیں بتشدید کیفیت

میں کلام ہوا مدتا قیامت اوسپر ہمارا الزام ہے **سوط الجبار** اور یہہ بھی پندرہواں
ہی تحریر میں نہیں ہے اکابر ہنود بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ ہیرٹ بلی آپنی کتاب میں اس
مسئلہ کو مدلل کیا ہے کہ ریاضت کرنیوالے کو چاہیئے کہ ہر فعل میں حفاظت اعتدال کرے اور افراط
و تفریط عمل میں نہ لاوے سالک **جواب** اگر اونپشد میں کہیں یہہ مطلب لکھا ہے تو اوسکا
یہہ بھی مدعا ہوگا کہ عابد بابتدائے عبادت میں خطائے اعتدال سے محفوظ رہے اور بلائے افراط و تفریط
سے محفوظ جبکہ گرسنگی و تشنگی کا تحمل ہوجاوے اور عنایت ایزدی پر توکل تو عبادت شاقہ کا
اختیار ہے اور سنیاس اور بان پرستہ کا اوپر انحصار ہے اگر وید مقدس میں سب کے لیے عموماً تیاگ
ویراگ ممنوع ہوگا تو برہمچریہ و سنیاس کس کے لئے مشروع ہوگا ایک گرہستہ آشرم ہی
قایم رہیگا اور دنیا اہل بستر غفلت پر نایم رہیگا حالانکہ بدون برہمچریہ کے گرہستہ کا
وجود ناممکن ہے جیسے کہ بغیر آتش کے ظہور دود ناممکن ہے خواہش کو عبادت شاقہ سے منع
کرنا کسیکا وتیرہ نہیں ہے محمد صاحب کی مانند کسیکی عقل و ذکا تیرہ نہیں کہ اونہوں نے عمداً اصحاب
کو عبادت و ریاضت سے نفور کیا اور شراب جہاد و ہوس سے مخمور قطع نظر ازین مولوی
محمد علی حصہ چہارم سوط الجبار کے صفحہ ۲۴ جلد چہارم میں خود کہتے ہیں کہ نفوس قدسیہ
کو اس عالم کے عیش و عشرت کی پروا نہیں ہے اور رنج و تکلیف سے نہایت پروا نہیں
اصل عبارت آپکی بلفظہ یہہ ہے جو نفوس قدسیہ کا اس عالم کی لذائذ اور نعمتوں کو حقیر سمجھتے
ہیں اور انکے نزدیک عیش و آرام اور تکالیف و آلام وغیرہ سب برابر ہیں بلکہ بسا اوقات
اس سے متنافر ہوکے خدا تعالی سے آرزو فقر و مسکینی کی کرتے ہیں انتہی اب آپہی
کی زبان سے ثابت ہوگیا کہ حضرت و اصحاب نفوس قدسیہ میں شامل نہیں تھے اور جناب
سیدنا اس قول پر عامل نہیں پھر آپنے خود شروح الکبد ... کا حوالہ دیا ہے جگہ جا
پر کمال یہ کہ کیا ہے وہ ہمارے مذہب کا عالم نہیں ہے اور محمد علی کی طرح اوسکی رائے سالم نہیں
چونکہ وہ دشت ضلالت میں آپکا رہبر ہے اسواسطے اوسکی رائے آپکے مدنظر ہے سلسلہ

سے فرشتون پہ سحر نازل فرمایا اور بواسطے اوسکے اکثر لوگون کا ایمان زائل کیا یا بس خود و
تمہاری زبان اور آیت قرآن سی ثابت ہوا کہ خداے اسلام حکم اضلال دیتا ہے اور بنی آدم
کو زمرۂ اہل ایمان سی نکال دیتا ہی اگر آپکا قرآن پر اعتقاد ہی تو حکم اضلال سی کیونکر انکار ہی
پہر تم کہتے ہو کہ خضر نے موافق حکم تشریعی کے طفل شیرخوار کو کافر شمار کیا اور اوسکے سینہ سی خنجر
آبدار پار کیا پہر تم کہتے ہو کہ عزرائیل فرشتہ مطابق حکم تشریعی کے تمام بنی آدم کو جان سی
مارتا ہے اور انا الجلاد اپنے دہان سے پکارتا ہے پہر تم کہتے ہو کہ محمد صاحب نے موافق حکم
تشریعی کے مکر و فریب سے ابورافع تاجر وغیرہ کا خون کرایا اور اپنے تیئن درمیان عجم و
عرب مطعون کرایا یارون کو قتل و غارت پر مامور کیا اور آمادۂ تاراج نزدیک و دور
کیا خون ریزی پر شمشیر باندہی ڈاکہ زنی پر کمر بر ناوبر باندہی پہر تمہارا پیر مرحوم مولوی
روم قسم شرعی کہا کر کہتا ہی کہ ایک ولی اللہ معرفت آگاہ نے حسب حکم تشریعی کے زرگر سمرقند
سے کئی مہینے تک فعل ناکارہ کرایا اور بیابان نادانی مین بیچارہ کو آوارہ پہرایا پہر
مولوی محمد علی کس منہ سے کہتے ہین کہ خدا تعالی نے حکم اضلال نہین فرمایا اور بہیجا ہی
کا استعمال نہین کرایا غرضکہ اب آپ ہی کے قول سے ثابت ہوا کہ شریعت محمدی بعینہ تحریر
نہین ہی بلکہ دفتر جہالت ہی اور سراسر ضلالت ہی کہ وہان اضلال خاص و عام جائز ہی اور
اوس پیغمبر اسلام فائز ہی کہ اون حضرت نے صحابہ سے عبادت و ریاضت ترک کرائی
خوب حقیقت حق و باطل درک فرمائی **سوط الجبار** بعض اصحاب نے یہ عہد کیا کہ
مدت العمر روزہ رکہین اور تمام رات جاگین اور عورات کے پاس نجاوین تو چونکہ یہ
امر شارع کو پسند نہین اور از روے تجربہ متواتر کے تحقیق ہوا ہی کہ انجام ایسی ریاضت
شاقہ کا اچہا نہین ہوتا **جواب** زیادتی نے مولوی جی کی سرشت مین حلول کیا
ہے نہین نہین اندرون دخول کیا ہی کہ جابجا الفاظ ناشائستہ لاتے ہین اور لقب بوالفضولی
اپنے اوپر عائد کراتے ہین شاید کہ ترنگ نشہ میں ہے ورنہ نجاوین کے بعد لفظ تو کسو اسطے

ہے **جواب** مخالفت امر تکوینی و تشریعی کو مدعو ہوئی اور سمجھنا مسلمان وہو ہو بھی
با اسباب اوسکا ذکر تفصیل حاصل ہوا اور آپکے جلاقوال کی مانند باطل ہو اب وہی ذکر پڑھتے
تھی بلکہ فقلا پسے جس سے تسکین دل و کینہ ہو اور ناموئی سیاہی تا مکہ مدینہ منورہ سے اندوفے
کا نام نہ لیجیو اور رہ مانیوں پر اہتمام نہ کیجو دیوتوں کا کوئی کام خالی از اسرار نہیں ہو اور بہ تکبر
رمنا کر دیگا نہیں مگر دیدہ بینا چاہئے اور دل زیرکیسا **قوله** خود مہابہارت ۔۔ دفع ہو الخ ناحق
جھوٹ نہ بولو لقمہ حرام سے روزہ نہ کھولو جھوٹے کا اعتبار نہیں ہو سنگریزہ گوہر شاہوار نہیں
ہ جھوٹے مرد کا وقار نہیں وصبح کاذب کا اعتبار نہیں مہابہارت مین ذکر حسد
نہیں ہو افسوس اس عہد مین جھوٹے کے لئے حد نہیں اگر نیک بد سے ممتاز ہوتا تو کیونکر
دروغگو جیدہ عمدہ سرفراز ہوتا **ہ** کیمیا گر بغصہ مرد و رنج ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج **قوله**
علاوہ بران کسی شریعت مین خدا تعالی نے ایسی بیحیائی و اضلال کا حکم نافذ نہین کیا
الخ خود قرآن سے ثابت ہو کہ جسقدر شرارت اشرار سے صادر ہوتی ہے بالکل باذن خدا سے
صادر ہوتی ہے سورہ مجادلہ مین ہے لیس بضارہم شیئا الا باذن اللہ یعنی نہین ضرر
کرنیوالی ونکو کوئی چیز مگر ساتھ حکم اللہ کے سورہ تغابن مین ہے ما اصاب من مصیبۃ الا
باذن اللہ یعنی نہین پہنچی کوئی مصیبت مگر ساتھ حکم اللہ کے سورہ بقر مین ہے ما ہم ضارین
بہ من احد الا باذن اللہ یعنی وہ نہین ضرر پہنچانیوالے ساتھ اوسکے کسیکو مگر ساتھ حکم اللہ کے
۔۔ بنا بریں ابلیس کہ مسلمانون کا اضلال کرتا ہے بحکم تشریعی ایزد متعال کرتا ہے پس خدا
تعالی نے خود شریعت اسلام مین حکم بیحیائی و اضلال جاری کیا اور حسن و جمال مشغلہ فی
سبیل ابجمال خواری کیا میان محمد علی کس خیال خام مین ہین لا کلام ابطال اسلام مین
ہین ہم ہماری شریعت مین خدا تعالی نے کسیکو حکم اضلال نہین دیا اور وہ اصلی بیحیائی
۔۔ ماں ارسال نہین کیا البتہ میان محمد علی معترین کہ محمد صاحب نے اضلال کا شغل کیا
اور یارون نے اوسکی مطابق حدیث لنفسک خطایہ عمل کیا مصنف قرآن کہتا ہے کہ اونکی

ہیبت سے اور وہ ہر امر مین تابع عہد ہی جو کوئی اوسکے الزام دیتا ہی وہ راہ اتہام لیتا ہی ہر ایک ذرہ
کے تمام کا یہی حال ہی ہر ایک محو رضا ایزد ذو الجلال ہی ہر چند عباد بواسطہ فنا مین مگر نیتا
صفت و ثنا مین جس امر مین کہ خوشنودی کبریا ہو منجملہ ملائک و انبیا جو دم آنکہ ہر ایک کام مین
تعصب طرفداری کرین اور تعاون حسد و حقد جاری کرین چنانچہ محمد صاحب نے اپنی غرض کے لئے
اکثر لوگون سے جہوٹ بلوایا اور اکثر کے منہ پر باب فریب کہلوایا خضر نے قتل معصوم کیا اور اپنی
گردن پر خون مظلوم لیا مگر کیا کیجے کہ تم لوگ ان اشخاص کو نہین جانتے اور انکے اقوال و افعال
قابل رد نہین مانتے ہاون وکنس کے افعال و اعمال کو بہی ان ہی حضرات کی گفتار و رفتار پر
خیال کیجے اور ایک ساتھ سب کا ابطال کیجئے اندر دیوتا تو دانا ہی اسرار نہانی ہی اور تابع
حکم یزدانی ہر دم خوف خدا سے ڈرتا ہے اور ہر ایک کام موافق رضا کے کرتا ہے چنانچہ کٹہولی
اونپشد مین ہے ۔

भया दस्याग्निस्तपति भयात्तपति सूर्य्यः भयादि
न्द्रश्च वायुश्च मृत्युर्धावति पंचमः

حاصل آنکہ اندر وغیرہ جو کہ دیوتا معروف ہین پرماتما کے خوف سے اپنے اپنے کام مین
معروف ہین فقط یہی مطلب تیتری اونپشد مین بہی آیا ہی چنانچہ ۔

भीषास्माद्वातः पवते भीषोदेति सूर्यः भीषास्माद
ग्निश्चेन्द्रश्च मृत्युर्धावति पंचमः

سوط البحار باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جو عقل اندر سے مطابق حکم تشریعی کے ظہور پذیر
آیا تو یہ ہرگز ممکن نہین کیونکہ تکذیب اسکی خود عبارت سے واضح ہی کہ منشا اسکا حسد تہا نہ
حکم تشریعی علاوہ بر آن کسی شریعت مین خدا تعالی نے ایسی بیحیائی و اضلال کا حکم نافذ
نہین کیا اگر آپکی شریعت مین مکلفین کے حق مین یہ امر جائز رکہا گیا ہی کہ مخلوق کو عبادت
سے ہٹا کر ضلالت و فسق و فجور مین ڈالین تو یقین سمجہ لیجیے کہ وہ شریعت نہین ہی بلکہ دفتر جہالت

خداے محمدیہ ملائکہ کو فعل حرام پر مامور کرتا ہے اور مدینہ ضلالت مین کعبہ شرک مسرور کرتا ہے جس
مذہب مین سجدہ انسان کے لئے حکم شرع ہے وہ خبل جہالت کی فرع ہے یہان تک منافرت
حکم تکوینی و تشریعی کا ابطال ہوا مجت و اقبال کعبہ کین کر شیا لمحال ہوا اب جواب اعتراض دیا
جاتا ہے اور یہ وہم باریک مسلمانی حوالہ اعتراض کیا جاتا ہے **قولہ** جو شخص کہ موجب گمراہی
و باعث ضلالت ہوگا الخ اندر دیوتا نے اصلا کسیکو گمراہ نہین کیا اور کوئی حکم مخالف کتاب اللہ
نہین دیا عبادت سے ہٹانے اور گمراہ کرنے مین بہت فرق ہے محمد عرب شرق ہے اندر دیوتا نے
مشور وغیرہ کو عبادت ریائی سے ہٹایا اور محمد صاحب نے صحابہ کو ہوائے نفس کا گھر جھکایا
پس خود سمجھ لو کہ محو رضا سبحان بیچون کون ہے اور تابع شیطان ملعون کون ہے **ع**
رہ ستان و کاذبان مین فرق ہے ٭ نرگس و چشم بتان مین فرق ہے دیکھیے مولوی صاحب
کی بدیہی ہے کہ باعث ضلالت کو مردود مانتے ہین اور سبب قتل و غارت و زنا کو محمود جانتے
ہین جیسے ابلیس موجب ضلالت و شرارت ہین ویسے ہی حضرت محمد وغیرہ سبب قتل و زنا
و غارت ہین جسکی ولایت مثنوی شریف مین مذکور ہے وہ وسیلہ فسق و فجور ہے کہ اوس نے چھ
مہینے تک زرگر سے فعل حرام کروایا اور اوسکا نام الہام دھر دیا حیلہ قتل جاندادی خضر
و عزرائیل ہین کیونکر ممتاز ابلیس و عزازیل ہین محمد صاحب باعث راہزنی و قزاقی و کشت و
خون ہین بلا شبہ مانند شیاطین تابع نفس دون ہین اگر مولوی صاحب کو نیک و بد کی تمیز ہے
تو سوگند مصحف عزیز ہے فرمائین کہ حضرت و ابلیس مین تفاوت کیا ہے اور فیما بین موجب دوستی
و عداوت کیا ہے **قولہ** پس اگر اندر کو شیطنت سے اس بنا پر بچاتے ہو کہ راون وغیرہ تمہارا
کو کیون برا بتاتے ہو فقط عمل کرنیکے دو طریق ہین اور عاملون کے دو فریق ہین اول آنکہ
رضا خداے ذو الجلال سمجھا مین اور حقیقت نیکی و بدی جدا جدا جانین چنانچہ اندر دیوتا کا کوئی کام
بغیر رضا جوئی نہین ہے اور سوا اصلاح و نکوئی نہین جو حکم کہ درگاہ ایزدی سے نزول کرتا ہے
بسر و چشم قبول کرتا ہے حسد و حقد سے بری ہے اور مبرا از خودی و خود سری ہے اوسکو ہر ایک کام مین

الی او حرکت شیطانی آدم نے جواب دیا کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ خدا نے تجھسے بلا واسطہ بات کی اور تجھکو
توراۃ دی ہے آدم نے موسیٰ سے کہا کہ تجھکو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ میری پیدایش سے کتنی
مدت پہلے توراۃ مرقوم ہوئی موسیٰ نے کہا کہ تیری پیدایش سے چالیس برس پہلے توراۃ مکتوب
ہوئی اور اوس مین تیری طرف علانیہ نافرمانی منسوب ہوئی آدم نے کہا کہ پس مجھکو کسواسطے
ملامت کرتے ہو ایسے امر کی نسبت کہ جو خدا تعالی کو منظور ہوا اور میری پیدایش سے چالیس برس پہلے
توراۃ مین مذکور ہوا فقط یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ امر تشریعی مین امر تکوینی ہے اور غلطی محمد علی
یقینی ہے بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دوزخ و بہشت کا امر تکوینی پہ مدار ہے امر تشریعی
محض بیکار ہے چنانچہ بخاری و مسلم مین روایت ہے قال رسول اللہ ان العبد لیعمل عمل اہل النار
وانہ من اہل الجنۃ و یعمل عمل اہل الجنۃ وانہ من اہل النار و انما الاعمال یعنی محمد صاحب نے فرمایا کہ تحقیق
بندہ کرتا ہے کام دوزخیون کے اور تحقیق وہ ہوتا ہے بہشتیون مین سے اور کرتا ہے کام بہشتیون
کے اور تحقیق وہ ہوتا ہے دوزخیون مین سے اور نہین اعتبار عمل کا فقط یہان سے جانا جاتا ہے
کہ امر تشریعی کوئی بات نہین ہے اور اوس سے کسی امر کا اثبات نہین بہشت و دوزخ کا امر تکوینی
پہ قیام ہے اور مؤلف سوط الجبار جو لوگون کا امام ہے بندہ بندہ ہے بالکل تقدیر کا قصور ہے
اعمال نیک و بد کی احتیاج نہین ہے اور تعصب محمدیہ کا علاج نہین **قولہ** در امر
تشریعی عصیان ممکن است بل واقع فقط جبکہ بقول آپکے امر تشریعی مین عصیان واقع ہے اور
امر تکوینی اوسکی تعمیل کا مانع ہے تو خود سمجھ لو کہ عاصی کون ہے اور بانی مبانی معاصی کون ہے جس
صورت مین خدا خود جانتا ہے کہ مین نے بکر کی سرشت مین بدی کی اساس ڈالی ہے اور عمر کی
بغل مین روح خناس پالی ہے پس کیونکر بکر و عمر کو حکم خیر کرتا ہے اور کسواسطے دشت مکاری
مین سیر کرتا ہے غرض کہ جس حال مین بقول تمہارے مخالفت امر تکوینی دشوار ہے تو امر تشریعی
محض عبث و بیکار ہے **قولہ** چنانکہ از شیطان بظہور آمدہ فقط جبکہ مولوی صاحب نے حکم سجدہ
آدم کو امر تشریعی قرار دیا تو شرک مستمع ملائکہ سلام پر اقرار کیا اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ

خلاف کیا اور سجدہ آدم سے انکار شیطان کیا اسیطرح آدم نے مخالفت حکم کردگار کی اور اتباع
شیطان اختیار کی شجرہ ممنوعہ سے ثمر کھایا اور کتبہ عصمت اپنے ہاتھ سے ڈھایا غرض کہ اس آیت
سے آپکی مراد نہیں آتی اور اسیطرح تشریح امر تکوینی نہیں نظر آتی **قولہ** اینجا بطور ہوا یہ ہے مقتضاء
آنست الخ یعنی جو کچھ کہ بندہ سے صادر ہوتا ہے تمام بحکم خدا صادر ہوتا ہے فقط جبکہ نیکی و بدی
بحکم خدا ہے تو کسواسطے بندہ کے لئے جزا و سزا ہے کیونکہ جو کوئی مجبور ہے وہ ہر حال میں معذور
ہے مجبور کو جزا و سزا دینا عدالت سے دور ہے اور خداے مجیب کے علم و عقل میں فتور ہے کہ اول
بندہ سے فعل خوب و زشت کراتا ہے بعدہ مستحق دوزخ و بہشت فرماتا ہے اگر عادل ہوتا تو
خود دوزخ و بہشت میں داخل ہوتا کیونکہ جس سے فعل نیک و بد سرزد ہوگا وہی سزاوار انعام
وعدہ ہوگا **قولہ** چنانکہ در مہابہارت ست ہر چہ تقدیر بود ہمان پیش می آید فقط ہماری
کسی کتاب میں نہیں ہے کہ بے سلسلہ اعمال تقدیر ہوتی ہے اور بغیر نیکی و بدی کی تعلیم و تفہیم
ہوتی ہے ہمارا یہی اعتقاد ہے اور یہی وید مقدس کا ارشاد ہے کہ خوبی و زبونی تقدیر باعمال
ہے اور رسائی و کوتاہی تدبیر باعمال ہے پس سند مہابہارت آپکے حق میں نافع نہیں
ہے اور نزاع علماء کی ہرگز دافع نہیں **قولہ** دوم امر تشریعی کہ بندگان را فرمودہ کہ
چنان کنید و چنان مکنید فقط تعمیل و عدم تعمیل امر تشریعی تقدیر میں شامل ہے یا نہیں اور
مانند امر تکوینی لوح محفوظ میں داخل ہے یا نہیں بر تقدیر اول امر تشریعی امر تکوینی سے جدا نہیں اور
دونوں میں تفاوت مانند کعبہ و دیر نہیں بر تقدیر دوم یہ ہی حاصل ہوگا کہ صحاح ستہ کا
باب الایمان بالقدر باطل ہوگا کیونکہ وہاں یہ ہی مذکور و مسطور ہے کہ بندہ مجبور و معذور ہے خدا
تعالی نے پیدایش انسان سے پہلے ہی اوسکا حال رقم کیا ہے بعدہ جلوہ گر میدان
آدم کیا ہے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ درمیان عالم روحانی آدم و موسی میں بحث و تکرار
ہوئی اور آخر الامر روح موسی مغلوب و شرمسار ہوئی اور وہ میں حاصل یہ ہے کہ موسی نے
آدم سے کہا کہ خدا نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اور باغ جنت میں بسایا پھر تو نے نافرمانی کی

مباحثہ سے پاس ہو اور قرآن مین اصلاح کیجیو اور بارہ سو برس بعد مع عبداللہ بن
سعد ابی سرح کو انشاء وحی و کتابت کا منصب دیجیو کہ قرآن مین تصرف نکرےگا اور سوا عبداللہ مذکور سے
تحریف نکرےگا حکم تکوینی و تشریعی کی تفصیل دکھلاؤگا اور انکے ثبوت مین کوئی دلیل لاؤگے آپکی
قدر او ہو جائیگی اور صورت کامیابی نظر آئیگی جو کچھہ مولوی صاحب نے حصہ اول سوط الہی کے
صفحہ ہشتم مین امر تکوینی و تشریعی کی تشریح کی ہے وہ صرف یہ ہی ہے کہ امر بر دو نوع ست یکے
تکوینی کہ ہیچگونہ مخالفت ازان ممکن نیست چنانکہ فرمود (لا معقب لحکمہ) و آنچہ بظہور می آید
ہمہ مقتضای آن ست و ہمین ست مقتضای فہم عقلا چنانکہ در صبا بہار نفست کہ ہر چہ تقدیر بود ہمان
پیش می آید دوم تشریعی کہ بندگان را فرمودہ کہ چنان کنید و چنان مکنید و در امر تشریعی عصیان
ممکن ست بل واقع چنانکہ از شیطان بظہور آمد فقط اول بندہ کہ کن اختراعات مولوی جی
کا لفظاً لفظاً حساب لیجیے بعدہ اعتراض کا جواب بتاہے امر تکوینی سے مخالفت ناممکن و یہہ بات
خدا سے محمدیہ کو معلوم ہے یا نہیں برتقدیر اول کسواسطے بندہ کو برخلاف امر تکوینی کے امر تشریعی پر مجبور
رکھتا ہے اور کسواسطے فعل عبث و محال منظور رکھتا ہے برتقدیر دوم جو مسلمان عالم غیب نہین ہے
اور بہت کچھ غیب سے قطع نظر ازین امر تکوینی کو اسقدر مضبوط کرکے اسکی مخالفت دشوار ہو گئی
اور یہ دون از قدرت کردگار رسیدہ ان بیچون نے کیا ہے یا شیطان ملعون نے برتقدیر اول کسواسطے
اسکی مخالف امر تشریعی نازل کرتا ہے اور کسواسطے آپ ہی اپنی قدرت کو باطل کرتا ہے شاید
اس بات کو بھول گیا کہ مین نے پہلے امر تکوینی ڈالی ہے اور ترکیب دینی نکالی ہے برتقدیر
دوم شیطان کی بھی کچھہ اصل ہے اور خدا کی خدائی مین ملاعین کو بھی دخل ہے اب انکار انکا
مولوی محمد علی منظور انظار ہوتی ہین اور ... دونا حق دخل ہے ماتقدا پہاڑ دونی ہین **قولہ**
لا معقب لحکمہ فقط البتہ یہہ فقرہ قرآن مین ہے او عقل مصنف کی امتحان مین کہ اس آیت مین
کہتا ہے کہ تقدیر الہی نہین ٹلتی امتقدیر ناشناسی نہین ٹلتی لیکن اللہ کوئی معقب نہین کرسکتا
او ماذکر حکم سے کوئی انحراف نہین سورہ بقرہ وغیرہ مین اسکی برعکس کہتا ہے کہ ابلیس نے حکم خدا کو

پہنچا ہی کا ہر کہ عورت حربی مرد کی مملوک نہین ہو سکتی اور نہ مثل مملوکہ کی مانند نصارایان ہیلو کہ سکتی ہین
عورت متمتعہ ملک مرد ہی یا نہین بر تقدیر اول متعہ ہرگز حرام نہین ہو سکتا کیونکہ بوقت تنزل اہی الزام نہین
جیسے کہ عہد حضرت مین روا تہا اور صرف شہوت کی وہ تمتع ایسے ہی اب بھی مباح ہونا چاہئے
اور نوعی از نکاح بر تقدیر دوم ہر وقت زنا ہے اور قباحت عصمت کی انحناہی پس فعل صحابہ
بلاشبہہ زنا تہا اور علاوہ حضرت کو مثل ابلیس وسیلۂ اغوا کنا تہا مولوی صاحب ذرا دہم
و بیان کرین اور از روی ایمان بیان کرا دہون نے حصہ چہارم سوط الجبار کے صفحہ بست و ہفتم
مین کس طرح صحبت حلال ہین مملوکیت عورت کی ضرورت سمجھی ہے اور حلت زن متمتع کی کیا
صورت سمجھی ہے اگر بغیر ملک ہونے عورت کی متعہ کو حلت ہے تو نہ لوگ کیونکہ خلاف حلت ہے اگر
عورت متمتع مرد کی مملوک ہو گی تو سنت متعہ فی زمانہ کیونکر متروک ہو گئی اگر حلت کا حکم حضرت
ہی پیدا ہے تو آپ سے صحبت کرنیوالا کیونکر زنا کار ہے حاصل آنکہ مولوی صاحب کی رای مین
بغیر ثبوت مملوکیت عورت کے جماع داخل جواز نہین ہے اور مرد متمتع زانی سے ممتاز نہین پس
لا کلام حضرت نے لشکر اسلام مین فحش پہیلا دئین اور کچھ شک نہین کہ صحابہ دوام زنا مین پہنسے ہوئین
لہذا بلاشبہہ و شک حضرت سے شیطانی کا ظہور مین آیا یا عمداً آپکی اور اک و شعور مین آیا
کہ حکم شارع پر تحکم کرتے ہوا اور سنت پیغمبر پر تمسخر **سوط الجبار** جب آپکا عقیدہ یہی ہے
کہ ریاضت و عبادت سے ہٹانا صرف پروردگار ہی کے اختیار ہے تو جو شخص کہ موجب گمراہی اور
باعث ضلالت ہوگا لامحالہ بحکم تکوینی اوسی حاکم مطلق کا ہوگا پس اندکو اگر شیطنت سے
اس بنا پہ بچاتی ہو تو کنس و دراون وغیرہ اشرار کو کیون تہا بتاتی ہو وہ بھی جو کچہہ اعمال بد کرتے ہی
اور اضلال کے کرتے تہے اور خدا کی عبادت سے ہٹاتے تہے بحکم تکوینی ہی تہا اور نکو اون افعال
مین اصلا اختیار مستقل نہ تہا **جواب** قرآن و حدیث مین حکم تکوینی و تشریعی کی تقریر
خفی و جلی نہین ہے پس کوئی امر سوا آنحضرت محمد علی نہین ہے بناوٹ سے کام نہین نکلتا فلفہ
حرام سے نام نہین چلتا اگر آپکو اپنی بات کا پاس ہے اور بغیر مخترعات ذاتی کامیابی کی صحبت

رنڈیاں یا ان دونوں دلال و مشاطگی کا ہم پیشہ مظالم جمہوری صاحب فرماتے ہیں کہ
ہے تو فرمایئے کہ مشاطہ کے آگے کیا چیز ہوتی ہے مشاطہ مولوی صاحب مشاطہ کیا
بچہ اون کی گھر کی پیری ہو مولوی صاحب باوجودیکہ لفظ مشاطہ لوگ کے معنی نہیں جانتے مگر عربی
فارسی میں کسی کو اپنا ثانی نہیں مانتے یہ کیسی جہالت ہے معلوم آپ کے منتخب میں مہ حسین کی
ہو ساتھی ہے کہ جسکا نام عربی خواں و فارسی دانی ہے پھر ایک لغات و لب مولوی جی
کا ثانی ہے آپ ہی کی حق میں آسمان زبان سے یہ وحی نازل ہوکر پھیرے لکھو نام محمد فاضل جو چھن
من کتب لغت سے بخوبی ظاہر ہے کہ خود لفظ مشاطہ بمعنی زن آرایش گر ہے اور کو ساتھ احتیاج
کلمہ دگر نہیں ہے آپکو سیاہ و سفید کی خبر نہیں قطع نظر اس کے اگر اسکا نام دلال و مشاطگی
ہے تو خدا بھی محمد یہ ذبحی دلالی و قرمساقی کی ہے کہ حوران جنت کو مردن شہادت کر ہاہتا اور مسند
اہل اسلام میں روانہ کرتا ہے علاوہ زنان بہشت کے غلمان بیکی بیکر بھی عنایت کرتا ہے تو
تو مسلمانان خاندان نبوی کی زیادہ تر رعایت کرتا ہے اب مولوی صاحب سے خدا ان کے
شرماتے ہیں اور زبان مبارک فرماتے ہیں کہ جو کوئی اونکا اپنے استعمال کرے وہ رنڈی اور رنڈی
دونوں کا دلال ہے اگر کہو کہ بطور متعہ و عمرہ روزہ و نماز ہے تو اندر دیتا ہے آپکی زبان طعن کرنے سے
مدار ہے مشکات کے باب عشرۃ النساء کی ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں
خدا کی لونڈیاں ہیں اب خود خیال کرو کہ مشاطگی کسکا کام ہے اور دلال کسکا نام ہے مشاطگی
دلال وہ ہے کہ لوط پیغمبر نے قوم مشرک لوط کی نذر اپنی دختران نیک اختر کیں اور عمران کی
کیا بیان ہو اختر کیں پھر قوم کو بشارت دی کہ ان سے عقد درست ہے اور معلم عشق بازی
بستہ بکاؤ دلالی و مشاطگی پیشہ اہل فلک ہے جن کا لقب بان جبرئیل میں ملک ہے یہ
حضرت عورتوں کو مردوں کے قریب لاتے ہیں اور آشنائی کی ترکیب بتلاتے ہیں چنانچہ
صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ ایک فرشتہ بی بی عائشہ کو حضرت پیغمبر لایا اور سینہ حریر پر
کہا یہ اصل عبارت بخاری ہے عن عائشہ قالت قال لی رسول اللہ اریتک فی المنام ثلاث

کہ انصاف سے اغماض نکرے اور اندر دیوتا پر اعتراضات بیجا اعتراض نکرے قولہ از ادب بعض
سخن با خاص حق و دل بہر اندیشہ گرد و در ق **سوط الجبار** در مادوم پر بہا بہارت
مذکورست کہ چون بشوروپ بعبادت مشغول شد اندر دیوتا از ترسید کہ مبادا از کمال عبادت
بر ما مستولی شود خواست کہ او را از ان عبادت باز دارد بنا بران حسب جمال پرایس او فرستاد
سبحان اللہ قطع از نیکہ و بگمراہ کردن و باز داشتن از عبادت گوی سبقت از ابلیس بردہ بود
این شاہنشاہ دیوتایان در فن دلالی و مشاطہ گری ہم بے نظیر بود **جواب** اس روایت
کے شروع مین یہہ بھی مذکور ہے کہ توشتا پرجاپتی نے اندر دیوتا کی ضد سے بشوروپ کو جلوہ گر
کیا تھا اور وہ اصلی مخالف خازن جنت کے خود مقرر کیا تھا پس اوس نے پیدا ہوتے ہی اندر دیوتا
کی دشمنی پر کمر باندھی اور بحیلہ عبادت و ریاضت اندر کے قتل پر کمر باندھی اصل عبارت مہابھارت یہہ ہے

त्वष्टा प्रजा पतिर्ह्यासीद्देवश्रेष्ठो महानपाः स
पुत्रं वै त्रिशिरसमिंद्रद्रोहात्किलास्रजत्।।१।।
ऐंद्रं सं प्रार्थयत्स्थानं विश्वरूपो महाद्युतिः तैस्त्रि
भिर्वदनैर्घोरैः सूर्येंदुज्वलनोपमैः२

اس صورت مین اگر اندر دیوتا نے بشوروپ کو قتل کیا تو کیونکر خلاف شرع و عقل کیا جو
کچھ یہان آپ نے براہ عناد بے ادبانہ گفتگو کی ہے وہ محض اتہام ہے او راوسکا برا انجام ہے **قولہ**
چون بشوروپ بعبادت مشغول شد فقط بشوروپ کا فعل عبادت نہین ہے اور نہ عادت نہین بلکہ
اوسکا آغاز عداوت ہے اور انداز شقاوت کہ وہ ایک منہہ سے وید خوان تہا اور دوسرے
مے کشان تیسرے منہہ سے جو نشان خون شان تھا اور ہر طرف منظر قہر نگران بجنسہ
عبارت مہابھارت اسطرح پر ہے۔

वेदानेकेनसोऽधीतेसुरामेकेन चापिबत्एके
नचदिशःसर्वाःपिबन्निवनिरीक्षते।।१।।

کے واسطے بنانے عبادت ذاتی کے ہے اور اپنی عداوت نکالنے کے لیے ہے اس قسم کی عبادت کو بجا لو
بنانا گناہ نہیں ہے اور برا بھی نہیں بلکہ عین ثواب ہے اور مسئلہ الاجر بیچنے کا یہ ہے جیسے مسجد ضرار کا گرانا جو اوس
مقام پر تعمیر کرانا ایسے مقام کا اور بنانا بیت الخلا کا جس شخص سے سرزد ہوگا وہ ضرور حد پر ہوگا
لیکن جس جگہ دشمنان دین کو تقویت پہنچے اور مسلمانوں کو اذیت اوسکا ڈھانا جرم نہیں ہے
اور گرانا ظلم نہیں چنانچہ تفسیر سورہ توبہ میں مرقوم ہے اور مثنوی شریف میں منظوم کہ محمد صاحب نے
اس قسم کی ایک مسجد کو جلوایا اور وہاں بول و براز اہل مدینہ ڈلوایا ۵ پس نبی خود
کان را بر کنید و سطح خانہا کہ خاکستر کنید و گفتا کہ شرح دین او دہیا میں ہے کہ جو کوئی دوسرے
کے ستانے کے لیے تپ کرتا ہے یا بنانے حرم میں ہوتا ہے اوسکا فعل ناپاس ہے اور عذاب جہنم اوسکو
نصیب ہے وہیں ہے ایسی عبادت و ریاضت کا کسیکو ڈھانا نافرمانی نہیں ہے اور منافی حکم ربانی
نہیں ورنہ جو مقام بخت نصر بابلی کا ہوگا وہی قیام پیغمبر عربی کا ہوگا کہ مسجد ڈھانی میں دونوں
بے نظیر ہیں بلکہ محمد صاحب بخت نصر کے بھی پیر ہیں کہ اونہوں نے مسجد کا بیت الخلا بنوایا اور رومیان
مسعودان سے برملا ہکو آیا دشمن سے ڈرنا اور خوف کرنا خلاف ہوشیاری نہیں ہے اور برعکس
بیداری نہیں خواہ اوسکی دشمنی عیان ہو خواہ اوسے دشمنی کا گمان ہووے کیونکہ اندر دیوتا
عیب دان نہیں ہے اور ماسوا ہر ایک کا ہنر و عیب عیان نہیں آپکو بھی معلوم ہوگا کہ جس وقت
فرشتے والدہ کے بالا خانہ پر اوترے اونکو دیکھکر اوسکی خاطر میں کیا کیا خطرے گذرے دشمن جانا
اور راہزن مانا اگر مولوی محمد علی کو قرآن و حدیث سے سرمو بھی آگاہی ہوتی تو کیونکر اونکی
تقریر استقدر واہی ہوتی اسواسطے اونکو لازم ہے کہ کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر مطالعہ
قرآن و تفسیر کریں بعدہ ہمارے سامنے بیان و تقریر کریں اب چاہیے جاننا کہ جو کوئی اندر دیوتا
کو باعث ضلالت کہیگا وہ محمد صاحب کو بھی سبب ضلالت کہیگا کہ انہوں نے خانہ خدا سے مقدس
اینٹ کا مکان کیا کہ اوسکو مزبلہ اہل مدینہ قرار دیا اگر کوئی کہے کہ اوس مسجد کی بنا فساد پر تھی تو ہم
کہینگے کہ تپسو دیوتا وغیرہ کی بنا ریاضت بھی عناد پر تھی لہذا مخالف سلاطین کو مناسب

قال رسول اللہ واللہ لا ادری واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم یعنی کہا رسول خدا
نے قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا ہوں اور میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا
کیا جائیگا ساتھ میرے اور ساتھ تمہارے فقط اپنے انجام کی بیخبری میں عترت کی برابر
بالتشبیہ دوسرا نہیں ہیچ امداسقدر منزلت علم و فہم سو کوئی کر نہیں اگر مولوی صاحب کا فقرہ کے یہی
معنی ہیں تو ہمارے شک نہیں ہے اور بالکل سمجھ آج تک نہیں سمجھا کرسکے کہ اونکا وصف انہیں
ہی کو مبارک ہے اور یہ تمیز بیانی اون ہی کی سمجھ میں جو ہیں کا بلاکت بیان حسن خوبی
شملانی پیدا کی جسپر خاطر مولوی صاحب اسقدر شید ہی **قولہ** این علو مرتبت نصیب انبیا و عباد
نیست الخ مولوی جی کی عقل میں یہ ہی ہے یا خدا ہمہ کے یہاں اندھیر ہے کہ کسیکو بے استحقاق
منزلت عالی دیتا ہے اور کسیکو باوجود سبب کار سفالی دیتا ہے پس وہ تعصب خالی نہیں ہے
اور ترجیح بلا مرجح ہی اسکے لئے فارغ البالی نہیں اب مولوی محمد علی تراز الزام کا تو ہیں
نہیں نہیں دف اتہام بجاتے ہیں **سوط الجبار** حسد بردن بر عبادت عابدان کفر
کار دیوتا یان ہنود است علی الخصوص کار دیوتا ہمنام معترض است **جواب** بینا محمد علی
کی بیخبری ہے کہ بصیغہ جمع کل دیوتوں کے حاسد ہونے کی ادعا کرتے ہیں اور بصفت نبوت
صرف اندر دیوتا کے نام پر اکتفا کرتے ہیں اگر اول ہی ایک نام پر اکتفا فرماتے تو رسوا سطی
اپنے تئیں رسوا کراتے **سخن** رخم وہان سکوت نمایان نمیشود مردم بقدر حاجت اگر اکتفا
کنند و لا کلام کسی کی مرتبہ و منزلت پر حسد لیجانا صرف مولوی صاحب کے ہمنام پیغمبر کا کام ہے جن
حضرت کا بیت الحرام مقام ہے کہ اونھون نے صحابہ کو عبادت و ریاضت سے ہٹایا اور حظوظ نفس
میں پہنسایا کہ نساء وسے منصب اعلی پائیں اور بالا بالا اٹہائیں ہم شہوت پرستی میں عمر بسر کریں
اور اسی کام میں صبح و شام اور شام سے سحر کریں پس پیغمبر صاحب ہی حاسد ٹھیرے اور وہ بیچارے
یاران عابد و زاہد ہیں اندر دیوتا کا فعل اپنی حفاظت کے لئے ہے نہ دوسرے کی معیشت کے
نقصان کے اور بیان حقدنا سزا کیونکہ پہلے زمانہ میں اکثر و بیشتر رکشس دیوتون کو ستا

اور مانند محمد صاحب کے پیدا کنا ہر شلوک گیتا کا مطلب بین ہے اور شری کرشن کا مذہب
نہین کہ کوئی ترک حظوظ نفسانی کرکے اوس میں رہے اور سنیاسی کرے جسکی سمجھ قابل نہین اگر شری
کرشن صرف کا اجتہادی و مرحم ہو کہنا یہ سکتے تو کس واسطے سنیاس کی ہدایت کرتے ماہ اونکے
گیتا مین کئی جگہ سنیاس کی تشریح کی ہے اور جو سب آشرمون پر ترجیح دی ہے حاصل انکے
شری کرشن نے یہی حکم دیا کہ ہندی ابتدائے جگ مین میانہ روی آغاز کرے اور افراط و تفریط
سے احتراز رکھے نہ حد سے زیادہ خفتہ و بیدار رہے نہ بجانب شغول صیام و افطار رہے نہ شب روز
بھوکا مرے نہ بیل و نہ پیٹ بھرے پس ہدایت شری کرشن و روایت حضرت مین مناسبت
نہین ہے اور وحدت و کثرت مین مشابہت نہین ہے کب برابر ہون گلیم و طیلسان ؛
ایک سا کب ہوکر ہوگا وہ کہکشان ؛ کیونکہ شری کرشن نے کوئی حکم نامناسب نہین دیا اور مانند حق
رسول حق نفس واجب نہین کیا اور عبادت و ریاضت سے منع نہین کی اور اجازت لغو لغویات
وغیرہ کی نہین دی بخلاف محمد صاحب کہ اونہون نے صحابہ کو زہد و ریاضت سے روکا اور گلمن نفس
خاطر خواہ جو کا صحابہ پر نماز و روزہ کی مانند حق نفس لازم کیا اور اونکو سکندر لکی سی ریاضت
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ اصل وہی ہے کہ حضرت کے دل مین حسد نے جوش
مارا اور اونکا نیت بدنے ہوش بگاڑ الہذا یہ دن کو ریاضت سے سیر کیا اور حظوظ نفسانی
پر دلیر اب مولوی محمد علی اپنے ہمنام کی تعریف سر کرتے ہین اور ہمیشہ ستی حوالہ خنجر کرتے
ہین **سوط الجبار** صفحہ ۶۶ مرتبہ خاتم النبیین کہ سب سے حاصل تعدنی نیست و این
علو مرتبت منحصر بریاضت و عبادت نیست بلکہ محض موہبت واہب العطیات **جواب**
محمد صاحب بھی اپنی تعریف کرتے کرتے مر گئے اور اسی مضمون سے اوراق قرآن ؛ حدیث بھرے
گئے تم بھی جبتک جیتے رہوگے مدام یہی باخبری رہوگے جس کی تعریف مین تم اسقدر غوغا
کرتے ہو کہ زہر کا تریاق کرتے ہو اپنے ذہب سے کا اپنے اور تمہارے انجام سے خبر
کرتا چنانچہ صحاح ستہ مین خود اونکی زبانی ؛ کہ نہ کہ مجھ پر انجام مسلمانی مشہور ہے عبارتہ ہکذا

جانتے اور صب تراز لو و ترازو نہین ملتے ہے اہل عدل انا محققان رنجیدہ ہیں تا کہ مد
مفسدست کو را دیدہ نیست وہ ہمکو صلح کل حاصل ہے اور ہمارے آئین حق حق اور باطل
باطل ہے مولوی جی کی زبان اون ہی کی حق مین تلوار ہے بلکہ تیز تر از خنجر آبدار ہے
بہوش باش کہ سر و در زبان ندہی ٭ زبان سرخ سر سبز میدہد برباد ٭ ہمارے پیشواؤن مین سے
اکثر نے تجرد اختیار کیا ہے اور تقرر و انشکار رشتار ہیں اوتار نے ہنوز عورت کی جانب نہین کی اور
کوئے کتخدائی کی راہ نہین لی گنگا داون پربت پر تپ کرتے ہین خشب روز جپ کر تو
ہین نہ کہاتے ہین نہ پیتے ہین یوگ کے بل جیتے ہین روزہ اول سے صائم الدہر ہین اور
سیہ رنگ مضبت رہا کہ ہیں باون اوتار بھی برہمچاریون مین سرنام ہین اہل تجرد کے امام ہین عقد
و پیوند سے بری ہین اور زن و فرزند سے بری اکثر رشیون نے ترک زن کی ہے اور راہ بن
لی ہے حظوظ نفس پر نیست یا مارکی ہے اور زہد و ورع مین عمر گذاری ہے خور و خواب سے
کنارہ کیا ہے بے آب و شراب گذارہ کیا ہے شدید تیز قلم جولانی پر ہے بہر طبیعت طغیانی پر ہے دو
سے کب رکتا ہے واسطے سلام اہل تجرد جہکتا ہے ہوا مال اہل ریاضت قسم وہ جہکا
جن کی کورنش کو اپنا قلم ٭ اب مولوی محمد علی بنسبت گیتا گفتگوئے خلاف کرتی ہین اور
دیدہ و دانستہ خون انصاف سوط الجبار شری کرشن در شلوک ۹ ۴ ۲ گیتا میں کہا
جو بہت کہاتا یا فاقے کرتا ہے یا بار بار کہاتا ہے یا بہت سوتا ہے وہ جوگ کرنے کے لائق نہین
ہے جواب تعداد شلوک خطا ہے غلط گوئی شعار آپکا ہے غلط گو اپنی بدنامی
سے ڈر تو وہ خلاف حق سخن ہرگز نہ کر تو ٭ البتہ گیتا مین یہ مطلب کچہ کم و بیشی کے ساتھ
بیان کیا ہے اور اوس سے یہی عیان کیا ہے کہ جو کوئی خواب و بیداری وغیرہ مین میانہ روی
اختیار کرتا ہے وہی اپنے لئے یوگ کی سزاوار کرتا ہے جبکہ وہ یوگ مین بڑہتا ہے اور اوس
معراج پر چڑہتا ہے تو اوسکے لئے صائم الدہر ہونا اور نفس سرکش کی حق مین سر و صبر ہونا مشکل
نہین ہے اور بر عکس سرشت آپ کی نہین البتہ ابتدائے یوگ مین ترک خور و خواب وغیرہ دشوار ہے

سا بحفظ نفس پر ماموری اور مخالفت بیت سعدی با صوفی کی دنیا سے حظوظ نفسانی مراد
رکھنا شک سے خالی ہے چنانچہ کیمیاے سعادت میں تحقیق امام غزالی یہ عبارۃ ہے بدانکہ دنیا عبارت ست
از حظوظ نفس از مال و جاہ و خوردن و پوشیدن و گفتن و خفتن و با مردم نشستن و در میان
مجلس رو یا از حدیث و ہر چہ برای شرف نفس بود ہمہ از دنیاست الا آنکہ مقصود او دعوت
بود بخدای تعالی ابو سلیمان دارانی گوید سخن بسیار شنیدیم لکن نزدیک ما آن ست
کہ ہر چہ ترا از خدای تعالی مشغول کند بہ ترک آن بگوئی و گفت ہر کہ بنکاح و سفر و بحدیث
نوشتن مشغول شد روی بدنیا آورد فقط اب مولوی محمد علی خود انصاف کریں کہ جو شخص کون
کوز بدو پارسائی سے ہٹا اور حظوظ نفس میں لگا اس میں اور ابلیس میں کیا فرق ہے اور دونون
مین سے کس کے لئے زرق و برق ہے **قولہ** بیت دنیا از خدا غافل بدن *
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن فقط اس بیت میں بھی یہ نہیں ہے کہ پارسائی ترک حظ
نفسانی نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا سے غافل ہونا دنیا ہے اور سد راہ معرفت کبریا ہے چونکہ
قماش وغیرہ خدا سے عین بیخبری و غافل ہونا نہیں ہے لہذا بذات خود دنیا نہیں ہے البتہ
ان چیزون کی طرف مشغولی خدا سے غافل کرنیوالی ہے اور جہنم میں داخل کرنیوالی ہے پس
مفہوم بیت ہذا و بیت بالا مین اتحاد ہے اور مدعیہ برأت حضرت بی بنیاد ہے ان بیتون کی ایراد
سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب یا یحیی قرآن و حدیث سے اپنا مدعا ثابت نہ کر سکے اور کسیطرح
فقیر اندرمن کو ساکت نہ کر سکے تو حقیت مثنوی و گلستان پر اقرار کرنے لگے اور انکو حدیث
و قرآن کی برابر شمار کرنے لگے یہ نہ کہنا کہ گلستان مذہبی کتاب نہیں ہے اور بحث دینی میں
قابل حساب نہیں اب مولوی محمد علی فقیر اندرمن کو دشنام دیتے ہیں اس احقاق حق و
ابطال باطل کی عوض یہی صلہ و انعام دیتے ہیں **سوط الجبار** حیف کہ ستر من
سفید و پیشوایان خود ہم نظر نمی کنند آن کیست کہ زن و فرزند نداشتہ باشد و آن کیست کہ
صائم الدہر بودہ آیا کسی چنین بود و یار اچند چنان **جواب** ہم سفید کہنے کو برا نہیں

سمجھے ہین **قولہ** پارسائی ترک ہین چہ ثابت شد پاشبہ ترک لذت پارسائی ہی
وہ ترک نعمت کدائی ہی ہو اگر آپکو ترک لذات منظور نہین ہی اور طبیعت جناب دنیا سے نفرت نہین
آپ ہی فرمائیے کہ پارسائی کسکا نام ہی اور پارسا کا کہان مقام ہی آپکی تقریر سے ظاہر ہی کہ پارسائی
تو کوئی چیز مشہور ہے مگر ترک حظ نفسانی سے دور ہی اسکا زبان صراحت بتلائیے اور یا رہ دوسیات
فرمائیے کہ وہ کیا چیز ہی آیا جماع سنکوحہ کنیز ہے یا اجتماع درم و دینار و فلوس پشیزی یا زنا
کاری و عیاشی ہے یا شراب خواری و بدمعاشی ہے بیان نفی سے کام نہین چلتا پانی سے چراغ نہین
جلتا اگر سچے ہو تو تشریح کرو کہ پارسائی فلانی شے ہے اور یہ بحث و مباحثہ اسطرح پر طی ہو سوط الحجا
چابک آوردہ **ع** ترک دنیا و شہوت و ہوس • پارسائی نہ ترک جامہ و بس • **ع** بیت
دنیا از خدا غافل بدن • نے قماش و نقرہ و فرزند و زن • **جواب** بیت اول مین ہمنے یہ
بات نہین کہی کہ پارسائی ترک لذات نہین ہی اگر دقیقہ رسی آپکا طریقہ ہوتا اور بیت سعدی کے
سمجھنے کا جناب کو سلیقہ ہوتا تو ترک حظ نفس سے انکار نکرتے خرقہ و درویشی و ژندہ پیشی ہی مار نکرتو
سعدی نے ترک دنیا و شہوت و ہوس پارسائی قرار دی ہی اور قول اول حضرت کی بنا اعتبار کی
اختیار کی ہے چونکہ محمد صاحب خود ترک و [illegible] یقا و نہین تھے اور حظ نفس سے نا دہنین یارون کو
بھی ترک دنیا سے باز رکھا اور حظ نفس مین اپنا انباز رکھا کہ مبادا آنحضرت مین تبہ صحابہ بالکل
بیت ہو اور ہمارے حق مین دور باش لاابالی ہووے یا حضرت کو گمان ہوا کہ جسوقت صحابہ ترک زن
و فرزند کرینگے اور گوشہ تنہائی مین بیٹھنا پسند کرینگے تو لوٹ مار کون کریگا اور یہود و نصارا
سے کارزار کون کریگا ہمکو رسول کون جانیگا گلستان رسالت کا پھول کون مانیگا اگر
مولوی جی ترک دنیا و شہوت و ہوس کو اور معنی ٹہیراتے یا سعدی کی جہالت و نادانی ٹہیراتے
تو ایک بات تھی یہ بحث و مباحثہ کی کہاں تھی جبکہ آپنے بیت سعدی کی تصدیق کی اور ہمارے
قول کی حمایت کی اور اسکو تطبیق دی تو نسبت محمد صاحب خود رائی ٹہیری اور مخالفت پارسائی کیونکہ
دنیا و شہوت وغیرہ سے حظ نفس مراد ہی جو کہ منشاء کل فساد ہی پس جبکہ محمد صاحب نے بباعث

دنیا ز پلاس در پوشید فقط پھر اوسی کتاب مین ہی کہ عیسی علیہ السلام گفت تجوعوا و برہنہ و
گرسنہ و اسید تا باشد کہ دلہای شما حق را ببیند فقط پھر اوسی کتاب مین ہی کہ عیسی علیہ السلام
را گفتند اگر دستوری دہی تا خانہ کنیم چندانکہ عبادت کنی در ان گفت بروید و بر آب خانہ
کنید گفتند بر آب خانہ چون توان کرد گفت با دوستی دنیا عبادت چون توان کرد فقط
پھر اوسی کتاب مین ہی کہ عیسی علیہ السلام گفت کہ ہر کہ طلب فردوس میکند او را خوردن نان
جوین و خفتن در سرگین دان با سگان بسیار بود فقط یہ تحقیقات امام غزالی ہی حاصل
ہو یہ کہ عیسی زن و فرزند سے خالی ہی محمد صاحب نے جیسے کہ مخالفت یحیی و عیسی اختیار کی تہی ایسی
ہی خداے اسلام نیت کا سنا کی تہی چنانچہ صحاح ستہ مین ہی قال رسول اللہ اذا احب
اللہ عبدا حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء یعنی کہا رسول خدا نے کہ جب دوست رکہتا
ہے اللہ ایک بندہ کو روکتا ہی اوسکو دنیا ہی خانی سے جیسے کہ بچتا ہی ایک تم مین کا کہ
روکتا ہی بیمار اپنے کو پانی سے فقط اس حدیث کا یہہ ہی مدعا ہے کہ او تعالی جس بندے
سے محبت رکہتا ہی اوسکو دنیا سے نفرت کرتا ہی یعنی جو کوئی دنیا سے دست بردار
ہوتا ہی خدا اوسکا یار و مددگار ہوتا ہی چونکہ محمد صاحب تارکان دنیا سے رنجور ہوئے مخالف
او تعالی بالضرور ہوئے بر تقدیریکہ حضرت مخالفت کہ ! شروع نکرتی تو یاروں کو جبر انکی
دنیا رجوع نکرتی یا حاصل آنکہ جو کوئی محو لذات نافی و حظوظ نفسانی ہی وہ بانی مبانی
نادانی ہے

رباعی

جمعے کہ تجوات خور چو حیوان ماندند در بادیہ بخیر پریشان
ماندند نادیدہ جمال حق در آئینہ جان چون دیدہ دیدہ خویش پنہان ماندند ۞

اب پہچاننا چاہیے کہ جیسے نصیحت محمد صاحب مطابق نقل نہین ہی ویسے ہی موافق عقل نہین
کیونکہ ہر شخص کی عقل سلیم اوسکا یہی گفتا ہی کہ ترک دنیا سے مرتبہ کمال ملتا ہی
اور تقرب بخدا تعالی چونکہ مولوی صاحب کا چراغ عقل گل ہی اور قصبۂ جہان اون مین
اندہیرا بالکل ہی یہہ بات مین مخالفت عقل اختیار کرتے ہین اور روز روشن کو شب تار

اکثر اصحاب کی حکایت مذکور ہوئیں لیکن یہان مستند ہر کفایت منظور ہی بس لا نم اسلام کو
عمر و ابو ہریرہ وغیرہ اصحاب اتّباعِ حضرت سے تابع تھے اور سنت حضرت کے تارج کہ مطلق
لذات چھوڑتے تھے اور تمام خواہشات لذت تھے **قولہ** برا ہل انصاف پوشیدہ نیست کہ
این نصیحت آنحضرت موافق جمیع ملل و مطابق عقل ست فقط خیال خام نیک نیکا ہیں اور
جمیع ملل کا زبان پر نام نہ لائے ہدایت حضرت خود برعکس عقیدۂ اسلام ہی وہ برخلاف
عقیدۂ یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام ہی چنانچہ خود محمد صاحب نے فرمایا ہے واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم
قلیلا و لبکیتم کثیرا و ما تلذذتم بالنساء علی الفرشات و لخرجتم الی الصعدات تجارون الی اللہ
تعالیٰ یعنی قسم ہی خدا کی اگر جانو تم جو کچھ جانتا ہون مین تو البتہ ہنسو تم کم اور رؤو تم
بہت اور نہ لذت اوٹھاؤ تم عورتون سے بچھونون پر اور البتہ نکلو تم طرف راہون اور
جنگلون کی فریاد کرتے ہوئے طرف اللہ تعالیٰ کی فقط بیان سے ظاہر ہے کہ جو کوئی اسرار حضرت
سے خبردار ہو دن کو اشکبار اور رات کو ستارہ شمار ہی خطوظ نفسانی پر پشت پا مارتا ہے
اور شب و روز خدا خدا پکارتا ترک عزیز و فرزند وزن کرتا ہے کہ خواہش کمخاب و گلبدن
کرتا ہے جنگل کی راہ لیتا ہے اور داد فریاد و آہ دیتا ہے ہر چند اس حدیث کے اکثر
فقرات کی کچھ اصل ہو مگر یہہ فقرہ کہ (جو کچھ مین جانتا ہون) منافی عقل ہی کیونکہ اگر حضرت
واقف اسرار ہوتے تو حظوظ نفسانی سے بیزار ہوتے **رباعی** خوش آنکہ تو ترک
حظ فانی بکنی و تدبیر بقا جاودانی بکنی و کوشش بکنی و ہر چہ بتوان دانست و دانی
پس ازان ہر چہ بدانی بکنی و اب سند کیمیا سعادت ہی اور اس بات کی شہادت ہی
کہ نصیحت محمد صاحب برعکس طریقہ اسلاف تھی اور عقیدۂ یحییٰ و عیسیٰ کے خلاف تھی چنانچہ
بکنند یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام پاس پوشیدگی تا زمی جامہ تن او را بساخت ز لند کہ
ان حظوظ نفس ست پس جامہ از وی درخواست تا جامہ پشمین بپوشد کہ تن او را بلا
سوراخ شدہ بود در پوشید پس وحی آمد بوسے کہ یا یحییٰ دنیا بر من اختیار کردی بگرید

ہم نے سمجھ وہ تو صحیح اور فقط بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہان کا معنی ٹھیک نہین
سمجھا اور یہان جب نہین ورنہ اس طرح بیہودہ گفتار نہ کہتے اپنے خواب کا اظہار کر کے کچھ تنگ یا تنگی
نے خوش پہ ترک خواب کیا تھا نہ کہ مطلق نوم کو جواب یا تھا اسی واسطے اونکے کلام مین
(و نامم علی فراش) ہے جس سے جناب حضرت کی مخالفت فاحش ہے اگر حضرت اس
مقولہ کے معنے سو بالاستیعاب آگہی پاتے تو اس طرح جواب ہی فرماتے کہ مین بر فراش نوم
نہین کرتا اور بے افطار صوم نہین بر تقدیر یکہ صحابہ کی مطلق خواب سے رو گردانی ہوتی تو
البتہ نصیحت حضرت باسانی ہوتی چونکہ صحابہ کا مطلق نوم سے منہ نہین ہے لہذا نصیحت حضرت
بہتر نہین **قولہ** پس ہر کہ باز گشت از سنت من نیست از من فقط اس سے لازم آتا ہے کہ اکثر
اصحاب حضرت و اولیاء امت سنت پیغمبر سے دور تھے بلکہ ہدایت حضرت سے نفور تھے جس وقت
مولوی جی مطالعہ صحاح ستہ کرینگے ہماری بات کی تصدیق البتہ کرینگے اب طرف بعض
احادیث اشارہ ہے قرآن رستی کا پایہ ہے انہ مر بقوم بین ایدیہم شاۃ مصلیۃ فدعوہ فابی
ان یاکل وقال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر یعنی تحقیق ابوہریرہ
گذرا ایک قوم پر کہ ان کے سامنے ایک بکری بریان رکھی تھی پس بلایا انہون نے ابوہریرہ
کو پس انہون نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبر نے دنیا سے کوچ کیا اور نان جو سے
سیر نہ ہوا فقط استسقی یوما عمر فجئ بماء قد شیب بعسل فقال انہ لطیب لکنی اسمع اللہ عزوجل نعی
علی قوم شہواتہم فقال اذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا فاخاف ان تکون
حسناتنا عجلت لنا فلم یشربہ یعنی پانی مانگا ایک دن حضرت عمر نے پس حاضر کیا گیا پانی
ملا ہوا شہد کا پس کہا تحقیق کہ یہ خوب ہے لیکن مین نہین پیتا اسواسطے کہ مین نے سنا ہے کہ اللہ
عزوجل نے عیب کیا ایک قوم کو اونکی خواہشون کا پس فرمایا اللہ نے لے گئے تم خواہشون اپنی
زندگانی دنیا مین اور فائدہ اوٹھایا تم نے اون سے پس ڈرتا ہون مین کہ ہماری نیکیون
کے ثواب ہمکو جلدی دئے گئے ہوویں ہمکو نے پس نہ پیا وہ پانی فقط ہر چند کتب احادیث مین

ما فیہا الا ذکر اللہ یعنی کہا رسول خدا نے کہ آگاہ ہو کہ دنیا لعنت کی گئی ہے لعنت کی گئی ہر
چیز کہ اوس مین ہے مگر ذکر اللہ کا فقط قال ازہد فی الدنیا یحبک اللہ وازہد فیما عند الناس یحبک
الناس یعنی محمد صاحب نے کہا کہ بے رغبتی کر دنیا مین دوست رکھیگا تجھکو اللہ اور بے رغبتی کر
اوس چیز مین کہ لوگون کے پاس ہے دوست رکھینگے تجھکو لوگ فقط نام علی حصیر فقام وقد
اثر فی جسدہ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا ان نبسط لک ونعمل فقال مالی وللدنیا
وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکہا یعنی محمد صاحب بوریے پر سوئے ہوئے
اوٹھے اور حالانکہ نشان پڑ گئے تھے بدن اونکے مین پس کہا ابن مسعود نے یا رسول اللہ
کاش کہ تم حکم کرتے ہمکو کہ بچھاتے ہم بستر نرم واسطے تمہارے اور کرتے پس فرمایا ہمکو ساتھ
دنیا کے کیا ہے اور نہین مین ساتھ دنیا کے مگر مانند اوس سوار کی کہ آرام لیا سایہ درخت
مین پھر چلا گیا اور چھوڑ گیا اوسکو فقط یہان سے ظاہر ہے کہ جسوقت حضرت سبق انعمات یاد کرتے
تھے تو صحابہ کو ترک لذات کے لئے صاف ارشاد کرتے تھے اور جسوقت معجزہ دنیا کی
راز و نیاز رکھتے تھے تو صحابہ کو ترک لذات سے باز رکھتے تھے **ف** زال دنیا تنگ کرتی
تھی نہایت ہی اونہین رہے مگر اوس پیرزن کا کچھ بدن فولاد کا **قولہ** پس فرمود کہ
چہ حال تو ہست الخ یہان سے ثابت ہے کہ محمد صاحب اون امور سے چھوڑنے کی تاب
نہین رکھتے اور طاقت ترک خور و خواب نہین اگر ترک لذات نفسانی کر سکتے اور اون
امور سے روگردانی تو یارون کو عبادت سے مانع ہوتے اور سدراہ مدارج ہوتے اپنی
شکم پروری و شہوت پرستی کو بطور تمثیل نہ لاتے اور تعلیم شہوت رانی و لذائذ فانی
مین دلیل نہ ٹھیراتے اگر محمد صاحب سے گوشت و زن و غیرہ ایک سے بھی دامن کش ہوتے تو
اونکے تارک سے پیراہن پیراہن خوش ہوتے حالانکہ اوہنون نے سب یارون پر برابر
عتاب کیا کہ تمنے کس کے کہنے سے ترک زن و گوشت خورد و خواب کیا مقصود حضرت یہی تہا
کہ کسی کا دل حسن خوبی عبادت و ریاضت پر مائل نہ ہو تمہارے ہے سنت نہ کیا **قولہ**

تو یہی جواب ہے دیتے کہ حضرت نفس پروری و حق پرستی دونوں کے لئے ارشاد کرتے ہیں اور
یا یہ کہ صرف کاشانۂ نفس پرستی آباد کرتے ہیں غرض یہ ہے فرق باریک ہے دونوں کی راہ ایک
تاریک ہے جیسا ظاہر ہے کہ محرم صاحب نے مسئلہ افزون پر خط تنسیخ جب کھینچا اور کنارہ از اطراف و
جوانب کیا نہیں صرف خط تنسیخ سے آگاہی دی اور بیان گوشت وغیرہ سے کوتاہی کی تسریح ج
ملامت عائد ہے اور بعد فرست سکی کہ آنحضرت تمام ہے **قوله** ونیز در صحیح مسلم مرویست عن انس ان
بعضہم لا اتزوج النساء الخ اس روایت سے ثابت ہے کہ اصحاب میں سے کسی نفر نے یک
ایک امر پہ عہد کیا تھا کسی نے ترک نکاح اور کسی نے ترک گوشت میں جہد کیا تھا اور یہ دشوار
نہیں ہے اور چنداں صعب گذار نہیں بلکہ بہت آسان ہے اور باعث عزت و شان ہر دو جہان
سے ہے ترک لذات حرام تو ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے عموماً مامور ہے اور استعمال انکا باعث فتور ناصبور ہے
جسکا نام دنیا مشہور ہے اور جسکی ترک بیطائفہ اولیا مامور ہے وہ لذت حرام نہیں ہے اور شراب خواری
و زناکاری وغیرہ ترا کام نہیں بلکہ لذت حلال ہے مانند پلاؤ و شیر مال ہے اگر ترک دنیا سے مراد
ترک لذت حرام ہووے تو کون خاص اور کون عام ہووے کیونکہ واسطے ترک حرام کے سب کو
بابت تاکید ہے بلکہ یہی بنیاد اکثر وعدہ و وعید ہے غرضکہ جو کوئی تارک لذت حرام ہے وہ
داخل عوام ہے اور جو کوئی تارک لذت حلال ہے وہ اہل کمال ہے تجرد اسیکا نام ہے ترک لذات
دنیاوی سے کنارہ کرے اور برگ درخت و بیخ گیاہ سے گذارہ کرے خواص عارفین کو ترک
دنیا کے لئے حکم ہے یا نہیں بر تقدیر اول دنیا سے مراد کیا ہے اور اس باب میں تحقیقات
عارفین و زہاد کیا ہے بذاتہ ترک دنیا خود ناممکن و محال ہے اور مانند اجتماع انسان یار اسیکے
سیکا گر دنیا سے مقصود لذات فانی ہیں اور خواہشات نفسانی تو حضرت نے صحابہ کو کس واسطے
ترک دنیا سے روگردان کیا اور صحابہ نے کسواسطے انکا کہنا مان لیا فی الحقیقت معلوم
کی غلطی ہے جیالت طرفین پر عقل و فہم دست افسوس ملتی ہے بر تقدیر دوم یہ عہد شکنی محرم صاحب کی
زیبائی ہے نہ پایا ہیں اور انکے کچھ معانی ہیں پائیں قال رسول اللہ الا ان الدنیا ملعونة ملعون

ہے اور مطابق سنت و کتاب نہیں بیہودہ گو نے گویا اور مخالف خدا و رسول ہے اور ان بیچارون کو
پیار نا چاہیئے سوگند شکستہ کی اور از سر نو لذات نفسانی پیکر بستہ کی فقط عبادت سے بتانا اور سوگند
توڑنا اچھا نہیں ہے اور لائق تحسین نہیں اب مولوی محمد علی توضیح طبع مسلمانی کو ذہن اور صحبت
نفسانی **سوط الجبار** از اصل این روایت از صحیح مسلم نقل میکنم تا بمخالف و موافق
بیہودہ گوئی معترض آشکارا گردد فقال الم اخبر انک تصوم ولا تفطر وتصلی اللیل فلا تفعل فان لعینک
علیک حظا ولنفسک حظا ولاهلک حظا فصم وافطر وصل ونم پس فرمود حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہ
آیا بمن خبر رسیده است که روزه میداری و افطار نمیکنی و تمام شب نماز میگذاری پس مکن آنرا
چہ برای چشمان تو حظی ست و برای نفس تو حظی ست و برای اہل تو حظی ست پس روزه دار و افطار
ہم بکن و نماز ہم بگذار و خواب ہم کن و نیز در صحیح مسلم روایت فقال بعضہم لا اتزوج النساء و
قال بعضہم لا آکل اللحم وقال بعضہم لا انام علی فراش فحمد اللہ واثنی علیہ فقال ما بال قوم قالوا
کذا و کذا لکنی اصلی وانام واصوم وافطر واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی بعضی
بعضی گفتند که نکاح با زنان نخواہیم کرد و بعضی گفتند گوشت نخواہیم خورد و بعضی گفتند که نخواہیم خفت بر بستر پس حمد و ثنا کرد
خدا گفت بعد ازان پس فرمود که چہ حال قومہا ست که چنان و چنین گفتند لیکن من نماز ہم میگذارم
و ہم میخوابم و روزه ہم میدارم و افطار میکنم و با زنان نکاح میکنم پس ہر که بازگشت از سنت
من نیست از من بر اہل انصاف پوشیده نیست که این نصیحت آنحضرت موافق جمیع ملل و ہم
مطابق عقل ست چہ بیداری تمام شب و صیام ہر روز بیاپے و ترک نکاح و ترک ماکولات بیشمار
مقتضائے مصلحت نیست پارسائی ترک این چیزہا نیست **جواب** آپکا مخالف تو ابد الآباد ہرزہ گوئی
سے یکسو ہے البتہ پیشہ جناب بیہودہ گوئی خدا زیبا کو تقریب آپکو اسکی بیہودہ گوئی تسلیم
ہو گئی بلکہ مشہور و منظور ہمہ اقلیم ہو گئی اب آپکو ہٹ دھرمی کی یاد دہانی دیجاتی ہے کہ ویسا
جناب کی ہرزہ درائی فاش کیجاتی ہے اگر وہ بیہودہ درا ہوتا تو اسکے حق مین زبان بیہودہ
کلام بیہودہ گنتا نہ ہوتا خود سمجھو کہ جو کوئی لوگون کو فقط عبادت سے بتلائے اور حظ نفس مین لگائے وہ

یہ جواب دینگے کہ ایکدن دین و مباحثہ کرنا اور ہنسنا اور عشرہ کے بعد دل لگانا منافی عقل نہیں
اور مقابل نقل نہیں اکثر اوقات ان کا استعمال خود آرائی و رعنائی ہے اور برعکس شریعت و عقل
و نادانی بلکہ شیوۂ زنان بازاری ہے جنہوں نے سر سے چادر حیا اتار دی ہے سے اللہ سبحانہ
حبیبکی اوس حد کو خوشی و نشاط تھا اور ذات منبع تمام برکات و شمایل ترمذی مین ہے کہ حضرت کے
سر مین گوندھی ہوئی چار چوٹی تہین نہ بہت بڑی نہ بہت چھوٹی تہین چنانچہ عن ام ہانی بنت
ابی طالب قالت قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علینا مکۃ قدمۃ وله اربع غدائر یعنی ام ہانی بیٹی
ابی طالب کی نے کہا کہ آئے رسول اللہ ہمارے پاس مکہ مین ایکبار اور تہے آپکے تہین چار چوٹیان
گندھی ہوئین فقط اگر اصحاب حضرت ذکر دنیا کرتے تو حضرت بہی وہی تذکرہ کرتے اگر اصحاب ذکر عقبی
کرتے تو حضرت بہی وہی چرچا کرتے اگر اصحاب ذکر طعام کرتے تو حضرت بہی وہی کلام کرتے چنانچہ شمایل
ترمذی مین ہے کنا اذا ذکرنا الدنیا ذکرہا معنا و اذا ذکرنا الآخرۃ ذکرہا معنا و اذا ذکرنا الطعام
ذکرہ معنا یعنی تہے ہم لوگ جب ذکر کرتے دنیا کا ذکر کرتے اوسکا حضرت بہی ہمارے ساتھ اور جب
ذکر کرتے ہم لوگ آخرت کا ذکر کرتے اوسکا حضرت بہی ہمارے ساتھ اور جب ذکر کرتے ہم لوگ کہانے
کا ذکر کرتے اوسکا حضرت بہی ہمارے ساتھ فقط اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت دلداری صحابہ مین
اوقات گذاری کرتے تہے اور ان ہی حیلون سے لشکر عرب کی سپہ سالاری کرتے تہے اگر اسطرح
مداومت مکاری و عیاری نہوتی اور خاطرخواہ ہر ایک کی دلداری نہوتی تو جہاد مین اسقدر جان
نثاری نہوتی اور صورت کاربراری نہوتی تخت سلطنت و دولت نہ ملتا اور خلعت حشمت و مملکت
نہ ملتا اگر صحابہ درپے تحصیل آخرت بیفکر ہوتے تہے تو حضرت مانع ہوتے تہے کہ جماعت برہم نہووے
اور ساعت کم نہووے کیونکہ جو کوئی محو معرفت پروردگار ہوگا وہ لوٹ مار و فساد و جہاد سے بیزار
ہوگا صحاح ستہ مین روایت ہے کہ ابوبکر و علی وغیرہ ذکر قیامت سنکر اور سلامت سے تنگ ہوکر سوگند
کہائی کہ گوشت و چربی و جماع سے حذر کرین اور عبادت و ریاضت مین عمر بسر کرین جسوقت
محمد صاحب نے یہ حال سنکر کہا بہت خوش کیا کہ جو کچھ تمنے صلاح کی ہے وہ موافق [?]

کیونکہ جیسے عورت [illegible] ان کو [illegible] ان کو [illegible] ظاہر [illegible] کتاب [illegible]
ہے محمد صاحب کا بھی یہی آئین تہا اور برعکس تنیا و دین تہا غرض انکہ حضرت [illegible]
شہوت بیگانہ عورت پر نگاہ کرتے تھے اور بیت الحرام عصمت تباہ کیونکہ ربع اول مشکوٰۃ
مین منقول ہے کہ جب انکو شہوت سے بطرف زینب نظر کرتی ہو وہ [illegible] کرتی ہو [illegible]
عورت کے نظر آتی ہی حضرت نے اپنی بی بی سے ہمبستری کی اور دوا بتری پی وہ ایسی عورت تہی
کہ جسکی خواستگاری کی ممانعت تہی شاید کہ خالہ خشنود [illegible] مین [illegible] یا آمنہ و حلیمہ
خیال مین ہو گر محمد صاحب اوسکی خواستگاری کرتے اور عتاب و گل رخسار علاج تب بیقراری
کرتے ہرگز دل نہ ترستا اور دیدہ باطن ہوا اشک نومیدی نہ بہاتے کیونکہ جس عورت کیطرف خاطر
حضرت راغب ہوتی تہی اوسپر اجابت واجب ہوتی تہی اگر شوہردار عورت سے حضرت کو حظ
نفس منظور ہوتا تہا تو اوسکا شوہر طلاق دینے پر مجبور ہوتا تہا بہر حال حضرت کی عمر [illegible]
عورتون کی خواہش مین تیر ہوتی تہی اور طبیعت مقدس کا خاصہ صحبت عائشہ سے سیر ہوتی تہی

۵ عمر حضرت کی عیاشی مین گذری تہی تمام عیش اونکو عائشہ کے ساتھ تہا لیکن
مدام وجہ کوئی اسقدر پابند ہوا و ہوس ہوا اوسکی کوئی باطن [illegible] وہ زیادہ ازحد نالایق ہے
اور بدترین خلایق ہے دیکھو حضرت مسیح نے باوجودیکہ کسی عورت کی چاہ نہین کی اور تحصیل شہرت
چاہی نہین لیکن ایک سوزن کہ محض ناچیز ہے اور کمتر از پشیز ہے قربت الٰہی کی سدراہ ہوئی اور
باعث حرمان درگاہ حالانکہ مسیح نے وہ سوزن عمدًا نہین لی تہی اور نیت درستی پیراہن نہ
کی کیا حال ہوگا اون صاحب کا جن کو حوروں کے بغیر نعمت جنت گوارا نہین ہے اور دیکھیے آرام کا
سہارا اپنی بی بی کا تہوک وسیلہ نجات ہے دہن عائشہ چشمہ آبحیات ہے یہ عقیدہ مرد کا ثابت
تمام ہی بات ہے جبکہ عائشہ پیرایہ پاکی سے عاری ہوتی اور رطوبت حیض آکر اندام سے جاری
ہوتی حضرت اوسسے اپنے سرمین شانہ کراتے تھے اور دست عائشہ حائل گردن دیا چنانچہ
مشکوٰۃ ترمذی مین ہے قالت کنت ارجل راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا حائض

کی بیباک تہی وہ فرضیہ شدہ للاک تہی علاوہ اسکے حدیث ہونے سے یہہ بہی واضح ہوکہ
جیسے محمد صاحب عورتون کی رضا جوئی پر مرتے تھے ویسے ہی وہ گفتگوئی اکثر کرتے تھے بتقریب
حضرت کے چلنے و انداز نہوتی تو اون پہ زبان حکایت واضح دراز نہوتی یہان حکایت کی
بلت کا بہت اعتبار ہے کہ وہ دختر یار غار او حضرت کی ساز دار ہے کیمیائے سعادت مین ہے کہ ایک
بی بی نے خفا ہوکر حضرت کی چہاتی مین مکا مارا اوس عورت کی مان نے اوس سے درشتی کی کہ
تمنے کسواسطے اسقدر شوخی کی حضرت نے فرمایا کہ تو مت بولے اگر عورتین اس سے زیادہ خلاف
کرین تو بہی ہم معاف کرین پہر فرمایا کہ تم مین بہتر وہ ہے کہ اپنی عورتون کے ساتھ بہتر ہے
اور مین تم سب سے بہتر ہون اپنی عورتون کے ساتھ فقط اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ محمد صاحب
کے خیر البشر ہونے کا باعث یہہ ہے کہ عورتون کے ہمراہ حرکات واہیات کرتے تھے اور اسی شغل
مین تضیع اوقات کرتے تھے پہر آداب المسلمین مین حدیث ہے کہ کوئی تم مین سے اپنی عورت
حیوان کی طرح نہ گر پڑے بلکہ اول رسول راہی کرے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رسول
سے کیا مراد ہے فرمایا کہ بوسہ کلام ہے انتہی اس حدیث سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت واقف
نشیب و فراز عیاشی تھے اور سب طرز و انداز او باشی ہے اوسی کتاب مین جابر سے روایت ہے کہ
محمد صاحب نے ایک عورت دیکہی بس اپنے حرم مین جاکر حاجت روائی یعنی اپنی عورت سے صحبت کی
اور فرمایا کہ جسوقت عورت رو برو آتی ہے بصورت شیطان ہو آتی ہے پہر گاہ تم مین سے
کوئی شخص کسی عورت کو دیکہے اور خوش آئے تو چاہیے کہ وہ اپنی بی بی سے صحبت کرے انتہی
یہہ حدیث دال ہے کہ محمد صاحب بیگانی عورتون کو دیکہکر مانند بلبل زار بیقرار ہوتے تھے اور مثل
ابر بہار گہر بار یہہ بہی جانتے تھے کہ اسکے سبب نقصان ومار پستان کے بہل کہاوین اور غلغلہ
جماع کی یاد مین سل ہو نکل جاوین افسوس جو کوئی مہبط جبرئیل تہا اور منادی جلیل اوسکا آب
و گل خراب تہا اور دل شیدا بیتاب تہا ع چہرہ عشق از تو بجائے رہ دل و تنہائی
از فنائی نہ بینی وہ بیان سے ظاہر ہے کہ مذہب اسلام صحیح اچہا نہین ہے بلکہ عقل کے موافق نہین

کی بہی تشبیہ کرتے ہین وہ سالہ دو عروس تہی عورتون کو ہاتہ لگی کی اہتول شخصے ؎ برادر چین ابروئی او
نگارے ہو گر گو یقطہ زیبا نگارے بہ مسلمانون ذرا اوسکے حسن وجمال کا ذکر بعد جبکہ سرور عالم کیا
اونہون نے بہی اوسی جام عشق خون آشام پیا نہایت بیتابی کی اور اضطرابی دی ؎
مرا آید جلوہ حسن از رو گوش ۔ بونجان آرام بر باید ز دل ہوش ۔ روایت ہی کہ صفیہ دحیہ کلبی کی
حصہ مین آئی تہی محمد صاحب نے دحیہ کلبی کو صفیہ کی عوض مین دوسری زن دی اور خود وہ سنگ
چہین گلبدن لی فقط کیہ کن عرض کرتا ہی کہ دحیہ کلبی لینا تمہی عقل و ادراک نہین ہی اور نیم خورد
سگ خوراک انسان پاک نہین ہی الا سبحہ مین ہی کہ عورتون کے لئے زیارت قبر کی رخصت نہین
ہے اور رسول اللہ کی زیارت قبر حضرت کے ممانعت نہین فقط واہ واہ بعد مرگ بہی حضرت کا حجرہ عورتون
کے مجمع سے خالی نہین ہی مست الست کو بدون شراب گلفام بحالی نہین جلد اول مدارج النبوۃ
کے باب پنجم مین ہی کہ اجنبی عورتون پر نظر کرنا اور اوسکے ساتہ خلوت مین بسر کرنا حضرت کے لئے
مباح ہے اور دوسرون کے حق مین سفاح پہر مدارج النبوت کے اوسی باب مین ہی کہ اگر
محمد صاحب کو کسی بیوہ سے مناکحت منظور ہوتی تہی تو اوس عورت پر اجابت ضرور ہوتی تہی دوسرون پر
اوس عورت کی خواستگاری حرام ہوتی تہی اور ممانعت ارسال رسول و پیغام ہوتی تہی اگر
خاطر عاطر حضرت کسی خاوند والی عورت سے نکاح کی طالب ہوتی تہی تو اوسکے شوہر پر اپنی عورت کو
طلاق دینی واجب ہوتی تہی فقط مرحبا حضرت نے کس کس کی عورت پر نگاہ ڈالی تہی اور روائے
ہوائے نفس کی کیا کیا راہ نکالی تہی آداب بعد المسلمین مین ہے کہ محمد صاحب اور عائشہ کے درمیان ایک بات
تہی اسی اثنا مین ابوبکر آیا حضرت نے اوسکو ثالث ٹہیرایا پس عائشہ سے کہا کہ اول تو بات
کہتی ہی یا مین کہون عائشہ نے کہا آپ ہی کہئے مگر جہوٹ نہ کہئے ابوبکر نے عائشہ کے منہ پر اس
زور سے طمانچہ مارا کہ اوسکے منہ سے خون جاری ہوا پس عائشہ نے محمد صاحب کی پناہ لی اور اونکی
پس پشت جا بیٹہی اوس وقت حضرت نے ابوبکر سے کہا کہ مین نے تمکو اسواسطے نہ بلایا تہا انتہی
اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ عائشہ ابوبکر کی لگی تہی اور حضرت کی منہ لگی تہی ؎ وہ بی بی جسے

خیال کو کر لڑکیاں فخر و سال گذشتہ حج لیں ہوتی ہیں پہلے کے دیکھنے پر ہیں اور سعد لکڑی بچی
و حضرت بھی میری خاطر کرتے ہے سب سے عرض کروں تک تماشا دکھلایا گئے فقط مولوی محمد علی کہ
جواب صمصام ہند میں اس حدیث سے انکار کرتے ہیں اپنی جہالت پر اصرار کرتی ہیں اگر انہوں
نے صحیح مسلم و بخاری پڑھی ہوتی اور ان کے دل میں محدثین کی عزت گفتاری کی ہوتی تو امات
محمود قرآن سے بیزار ہوتے اور رد اسلام میں ہمارے رد کا باب ان کو یہ ہی مناسب ہے کہ حضرت کے
ہاتھ میں ہاتھ دیں اور اس کار خیر میں ان کا ساتھ دیں جورو کو کاندھے پر سوار کریں اور مجھ بابجی
مروان کا حضرت کی طرح تابع حکم زن رہیں اور خوشنودی بی بی میں حاضر بجان و تن رہیں
ہ مگر بی بی صاحبہ بحکم خداست و آنچہ بی بی صاحبہ گوید ہست ہ ترمذی میں ابن عباس
سے روایت ہے کہ محمد صاحب نے امام حسن کو اپنے دوش پر سوار کیا اور بطور مرکب فقط کسی شخص نے کہا
کہ اے حسن مرکب خوب ہے حضرت نے جواب دیا کہ راکب بھی خوب ہے ایک مسلمان فہیم حدیث اردو میں
نظم کی ہے اور قطع نظر از حیا و شرم کی ہے ہ ان کو کاندھے چڑھایا ہر بار و اونٹ بنتے تھے
احمد مختار ہ مولف ہدیۃ الاصنام و اعجاز محمدی نے ہمارا اعتراض قبول کیا اور منقبت امام حسن پر
محمول کیا مصنف خلعت الہنود و سوط الجبار کہتے ہیں کہ حضرت بطور مرکب رفتار نہیں ہو کر
او صحابہ کبار [illegible] نہیں باقی حدیث حق ہے اور بری از دق کعبہ کن عرض کرتا ہے کہ ہر چند ان
معنی [illegible] خالی ہے اور مولف خلعت الہنود و سوط الجبار کی صدق مقالی ہے مگر ہم نے بناے
عقل [illegible] خالی ہے اور حدیث ترمذی سے وجہ ثبوت معنی مذکور نکالی ہے کیونکہ اگر حضرت
مرکب کی چال نہ چلتے اور انسانیت کو حیوانیت سے مانند فعال نہ بدلتے تو وہ مسلمان انکو
مرکب حسن کو راکب [illegible] تا او گفتگو سے خلاف واقع اختیار نکرتا قطع نظر ازیں اگر محمد صاحب بطور
مرکب رہواری نکرتے اور امام حسن ان پر سواری نکرتے تو جناب رسالت مآب اپنے تئیں مرکب
اور حسین کو راکب تسلیم نکرتے اور وہ مسلمان فہیم جواب میں نامناسب تکلیم نکرتے حالانکہ محمد صاحب نے
اپنے مرکب ہونے [illegible] اقرار کیا اور ذات بابرکات کو اسپ یا شتر قرار دیا کیونکہ لغت عرب میں

پانی پیر جو امر ہست آپکی اگر سوا کی محمل ان مدعیون پر اعمال ... نفحات
سے پریم سنگ کی تقریر زیادہ رنگ پکڑے گی سو یہ بحث بھی انتہا میں کمال کو پہنچ گئی ہے ... نفحات کے
نقل پر عامل چنانچہ نفحات الانس کے صفحہ ۳۲ و میں ہے کہ عبد اللہ و احمد بن علی السیاری ذو جنون
کی وجہ سنگ کی سے رقص کرتے تھے اور بیچ ایک درمیان رقص کی ہوا پیچ ہوا اور غائب ہو گیا پھر اسی
کتاب کے صفحہ ۲۱ میں ہے کہ ایک وقت ابو الحسین بنان ولی وجد و رقص میں مشغول تھا اور ابو سعید خراز
دستک دی کرتا تھا پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ میں ہے کہ خواجہ احمد غزالی وغیرہ چند اولیاء اللہ رقص
کرتے تھے اور ابو سعید ترمذی بیٹھک کہتا تھا فقط تذکرہ الاولیا صفحہ ۵۳ میں ہے کہ شبلی و نوری و جنید
وغیرہ اولیا سرود گاتے تھے اور ناچتے تھے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ میں ہے کہ ابو الحسن خرقانی نے سماع
و رقص کیا فقط پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۹ میں ہے کہ شبلی چند شبانہ روز زیر درخت رقص کرتا تھا
اور ہو ہو کہتا تھا لوگوں نے کہا کہ حال کیا ہے جواب دیا کہ اس درخت پر فاختہ کو کو کہتی ہے میں اوسکے
ہمراہ ہو ہو کہتا ہوں جب تک شیخ خاموش ہوا فاختہ بھی چپ رہی **ابیات** مسلمانان کا ایک
پیر طریقت و جوہر شبلی صوفی باحقیقت لکھی ہے اور کیسی طرفہ کرامت دکھی دیکھ ناچا گیا الت ...
پیٹا کرتا تھا ہو ہو تجربہ فاختہ کرتی تھی کو کو رہا جب تک کہ اس رقاص کو جوش و بیہوشی رہ فاختہ
ہرگز نہ خاموش ہو وہ خون بیا دم بھا ذکر قمری رہا و ہر شبلی ہو مشغول تمہری مشکات میں روایت
ہے مسلمانون کے لئے لہو و لعب کی ہدایت ہے عنہا قالت واللہ لقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقوم علی باب حجرتی والحبشة یلعبون بالحراب فی المسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی بردائہ
لانظر الی لعبہم بین اذنہ و عاتقہ ثم یقوم من اجلی حتی اکون انا التی انصرف فاقدروا قدر الجاریة
الحدیثة السن الحریصة علی اللہو متفق علیہ حاصل حدیث یہ ہے کہ عائشہ نے کہا قسم ہے اللہ کی دیکھا میں
نے پیغمبر کو کھڑے ہوئے اوپر دروازہ حجرہ اپنے کے اور حبشی کھیلتے تھے ہتھیاروں سے مسجد میں اور
رسول خدا اپنی چادر سے میرا پردہ کرتے تھے تاکہ دیکھوں میں کھیل اونکا درمیان کانون
اور مونڈھون حضرت کے پھر کھڑے رہتے واسطے خاطر میری کے یہان تک کہ میں پھر جاتی پھر

تزفن والصبیان حولہا فقال یا عائشہ تعالی فانظری فجئت فوضعت لحیی علی منکب
فجعلت انظر الیہا ما بین المنکب الی راسہ فقال لی اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر
منزلتی عندہ اذ طلع عمر فارفض الناس عنہا فقال رسول اللہ انی لانظر الی شیاطین الجن والانس
قد فروا من عمر قالت فرجعت رواہ الترمذی یعنی عائشہ کہتی ہے کہ رسول اللہ بیٹھے تھے کہ مین نے
ایک شور اور آواز لڑکیون کی سنی کہ رسول اللہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ زنان حبشیہ اور
لڑکیان گرد پیش اوسکے ہین فرمایا کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو تماشا تب آئی اور مین نے ٹھوڑی
کی کاندھے پر رسول اللہ پر اور تماشا دیکھا پس حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ سیر ہوئی مین نے
کہا کہ نہین اس غرض سے کہ دیکھون کسقدر رسول اللہ کو مجھ سے محبت ہے ناگاہ عمر فاروق نمایان
ہوئے اور بہیڑ بہاگی فرمایا رسول اللہ نے ہم دیکھتے ہین کہ شیاطین جن وانس سب عمر سے بہاگتے
ہین پس ہین حضرت کے کاندھے سے اوتر آئی فقط یہ حدیث اس بات پر بھی دال ہے کہ محمد صاحب
کی نسبت عمر صاحب کامل ہے کہ محمد صاحب نے اجتماع شیاطین کیا اور عمر نے اونکو پراگندہ کیا اگر
مخالفین کی تصانیف پر نظر ہوتی تو کتب صحیح بخاری ومسلم پر یہ ہم سا گمان سے بڑہکر ہوتی ہرگز صحاح ستہ
پر ناز نکرتی اور یہ ہم سا گربر زبان طعن دراز نکرتے اگر یہ ہم سا گرمین ملاعبت وبازی تھری
کرشن قدسی جناب مذکور ہے تو صحاح ستہ مین یا کوبی ورقص صحابہ رسالتمآب مسطور ہے
امام غزالی نے کیمیائے سعادت مین رقص صحابہ کی حدیثین جمع کین ہین اور بزعم صوفیا اسلام کی
تشیع کین ہین چنانچہ اگر کسے از خود حالتے اظہار نکند ورقص کند روا بود چہ رقص مباح ست کہ
زنگیان در مسجد رقص میکردند عائشہ رضی اللہ عنہا بنظارت رفت ورسول صلی اللہ علیہ وسلم با
علی رضی اللہ عنہا گفت کہ تو از منی ومن از تو علی از شادی این رقص کرد چند بار پای بر زمین زد
چنانکہ عادت عرب باشد کہ در شادی ونشاط کنند وبا جعفر رضی اللہ عنہ گفت تو بمن مانی بخَلق
وخُلق او نیز از شادی رقص کرد وزید بن حارث رضی اللہ عنہ گفت تو برادر ومولای مائی او از
شادی رقص کرد پس کسیکہ گوید این حرام ست خطا میکند بلکہ غایت این آنست کہ بازی باشد

بھی یہ مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ ثابت ہے مسائل شرعیہ کی کتب میں رسالت محمدیہ پر جبکہ
مولوی حسین میں ہو نقصان کرینگے تو تعظیم نبوت حضرت صاف کہینگے کہ جس وقت محمد صاحب پچاس
سال ہوئے اور دندان و دہان پیری کے زوال ہوئے تو بی بی عائشہ کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور
مردون کا ناچ پیٹ بھر کے دکھایا چنانچہ کیمیاے سعادت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ
روز عید زنگیان در مسجد بازی میکردند رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرا گفت خواہی کہ بینی گفتم خواہم پس
در ایستاد و دست فرا داشت تا من زنخدان بر دست وی نہادم و چندان نظارت کردم کہ چند
بار بگفت بس نباشد گفتم نہ و این خبر در صحیح است و ازین خبر پنج رخصت معلوم شد یکی آنکہ بازی
و لہو و نظارت چون گاہ گاہ بود حرام نیست دوم بازی زنگیان رقص و سرود بود دوم آنکہ در
مسجد میکردند سوم آنکہ در خبر است کہ رسول اللہ علیہ وسلم در آن وقت کہ عائشہ را آنجا بدگفت دونکم
یا بنی ارفدہ یعنی ببازی مشغول شوید این فرمان باشد کہ اگرچہ نظارت کردی و دو خاموش
شدے روا بودے کہ کسے گوید خواست کہ ایشان را اندران بازی و آن از بدخوئی باشد پنجم آنکہ خود با عائشہ
ساعتی دراز بایستاد با آنکہ نظارہ بازی کار او نبود و باین معلوم شد کہ برای موافقت زنان و
کودکان تا دل ایشان خوش شود چنین کارہا کردن از خلق نیکو بود انتہی کمترین عرض کرتا ہے
کہ جو کچھ امام غزالی کی راست گفتاری ہے وہ انتہائے عبارت صحیح مسلم و بخاری ہے مولوی سلام اللہ
نبیرہ شیخ عبد الحق دہلوی نے جواز غنا میں ایک رسالہ بنایا ہے اور محمد علی خان مرادآبادی نے اوسکا
عربی سے اردو میں ترجمہ کرایا ہے اوس رسالہ میں بھی اسی قسم کی حکایتیں ہیں اور زبان عائشہ
سے روایتیں ہیں اون میں سے ایک یہ ہے کہ روز عید چند اشخاص سیاہ رنگ سپر و نیزہ سے
بازی کرتے تھے پس حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ آیا تو چاہتی ہے کہ دیکھے میں نے کہا ہاں پس رسول اللہ
نے مجھکو پس خود اس طرح استادہ کیا کہ میرا رخسارہ اونکے رخسارۂ شریف پر تھا اور وہ فرماتے تھے
اے بنی ارفدہ تم کھیلو یعنی بازی کئے جاؤ ہرگاہ مجھکو ملال ہوا فرمایا تجھکو کفایت کرتا ہے میں نے کہا ہاں
پس ارشاد کیا تو جا اور مؤلف مولوی سلام اللہ نے بھی مسلم و بخاری ہی سے یہ مضمون لکھا اور لکھا

آپکا ایک دوست اور واقف اسرار کہتا ہے کہ جس دن سے مسلمانون نے سوط الحباب پر نظر ڈالی ہے
اور خرافات قرآن و حدیث اکثر نکالی ہے اوس دن سے کسیکو سوائے سوط الحباب کی بات کا اعتبار
نہ رہا اور کوئی اونکی ہے کو ڈکس کا خریدار نہ رہا اگر مولوی صاحب حدیث مین خیانت نکرتے تو مسلمان
اونکی امانت نکرتے ٭ چو آہنگ بر بعجہ تقسیم ہے کے از دست مطرب خورد گوشمال و اب
قتل بعض حضرات محمد علی ہے اور تشریح اغلاط ذہنی و علمی **قوله** روزے دو سفر من وجناب رسالت
مآب تیز خرامیم فقط مقصود ابو داؤد تیز رفتاری نہین ہے اور مصدق دعوی محمد علی خانگی دوا زکی
نہین ائمہ اسلام سے ایک امام غزالی ہے جسکی تحریر دخل آہوگیر سے خالی ہے اوس نے کیمیائے سعادت
مین نقل حدیث مذکور بدستور کی ہے اور مولوی محمد علی کے لئے تجویز قضا جون پوری کی ہے عبارت یکبار
ہیچکس با اہل خود چندان طیبت نکردے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تا آنجا کہ با عائشہ رضی اللہ
عنہا بہم دوید تا کہ در پیش شود رسول صلی اللہ علیہ وسلم در پیش شد دیگر بار بدویدند عائشہ
در پیش شد رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت ہیچے بیکے این بآن بشود یعنی اکنون برابریم ہنسی
یہان بھی مذکور تیز رفتاری نہین ہے اور شگوفہ نازک خلبد سوط الحباب کے لئے باد بہاری نہین بلکہ
لفظ دویدن مذکور ہے جسکا ترجمہ دوڑنا مشہور ہے جو کوئی دویدن و تیز رفتن مین تمیز نہین کر سکتا
او رفتار شرق و غرب تجویز نہین وہ حیوان جنگلی ہے خواہ شیر خواہ اسد علی ہے علاوہ اسکے
مخالف و موافق واقف ہین اور محدث و مفسر کاشف کہ حضرت عائشہ تنہا سفر نہین کرتی تہین اور
بے لشکر کسی سفر مین نہین گئی تہین پس اگر کسی سفر مین دوڑنا اختیار کیا تو حجاب سلیمانی کا
نام کیا کیونکہ اگر سردار لشکر سفر مین بی بی کے ہمراہ پیادہ ہوگا اور دوڑنے پر آمادہ تو ممکن نہین کہ
اور لشکر اونکی بی بی کو بے حجاب نہ دیکہے شاید کہ جسوقت لشکر کے ہمراہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بادیا نیم شبی
ہوگی تو سر برہنہ چلنے پہ پاپی سنبہالی ہوگی مولوی محمد علی نے ہرچند جواب اعتراض دیا لیکن نہ دیکہا کہ
ام المومنین پر کیا اعتراض کیا حدیث ابو داؤد یہ ہے جسکا ترجمہ ایہو ہیچ ہے عن عائشة انہا کانت
مع رسول اللہ فی سفر قالت فسابقته فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم سابقته فسبقنی فقال هذه

ماہ لیکر ان لوگان و بیر کا دیہا رہا تھا جب عمدہ صحت بحال ہوئی تب حالت فربہ ہوا اتفاقاً سفر میں
تجربہ ہوا تب محمد صاحب نے دوڑنے مین استدعا مسروت کی کہ عائشہ سے گوی سبقت لی
پس فرمانے لگے کہ اب درمیان ہمارے اور تمہارے مساوات ہوا کہ ایک بار ہمکو اور دوسری
بار تمکو بات ہوا اسقدر بیان سے ظاہر ہے کہ جبتک اوقات حضرت دامنیات دین میں سیر نہوئی تھی کسی کا
طمع طبیعت عالی سیر نہوتی تھی مخالفین نے اس اعتراض کے جواب مین گفتگو سے حماقت کی ہے
اور میان محمد علی نے نجگل سے کوسے مسابقت لی ہے مؤلف ہدیۃ الاصنام و انجاز محمدی و
ظلمت الہنود کہتے ہین کہ حضرت عائشہ کے ساتھ ملاعبت و بازی کرتے تھے یا اوج درشتر
پہ سرفرازی کرتے تھے محمد صاحب کے دوڑنے سے کسیکو انکار نہین ہے اور تکذیب فقیر اندر مین ہے
اصرار نہین میان محمد علی نقد عقیدت صاحب ہدیہ وغیرہ کا ابطال بزنتار کرتے ہین اور اپنے
پیران پیر کو کاذب شمار کرتے ہین اب ہم میزان انصاف لیتے ہین اور ہر ایک کا جواب صحیح
و صاف دیتے ہین اس قسم کی بازی و ملاعبت کسیکے لئے بہتر نہین ہے اور ہرگز سزاوار پیغمبر نہین کیونکہ
ہمیشہ بلا خصوص بخلاف سے سوا ہے اور رسوائی نبی کے لئے باعث عار ہے علی الخصوص بحالت پنجاہ
سالگی زن دوازدہ سالہ کے ہمراہ معاذ نا اہل ادراک کی رائے مین ملاعبت و بازی نہین ہے
اور سوا خاطر تیر کی دستاری نہین ملاعبت و بازی دو قسم ہے ایک متروک و ممنوع اور دوسری
مروج و مشروع اول حرکت حضرت ہے کہ سمکا اہل غیرت و خبرت ہے دوم اکثر کے نزدیک
مر معذ نہین ہے اور معیوب اہل اسلام و ہنود نہین چنانچہ ظلمت الہنود مین ہے کہ گلبے اپنی منکوحہ
کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالتے ہین اور ساری گلگشت ایکساتھ نکلتے ہین گاہے اوسکو دست
بدست ہوتے ہین اور شراب شوق سے دست گاہے اوسکے سینہ سے سینہ ملاتے ہین اور یا دوش
و سینہ دلاتے ہین گاہے اوس سے دوش بدوش ہوتے ہین او شریک نوروز شش علی ہذا القیاس
اگر کوئی اس قسم کی ملاعبت اپنی بی بی سے کرے تو مخالف معنا کبریا نہین ہے اور جو دوکو ساتھ
بیگمعوذ نا شیوۂ انبیا نہین مگر انبیا پیشین سے کوئی بی بی کو ساتھ بیگر دوڑ ہوگا تو اوس نے

چنانچہ سورہ بقر مین ہے کہ حالت حیض مین عورات کے نزدیک نہ جاؤ کسی بات مین ان کے نزدیک
نہو مثلاً فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوهن حتی یطهرن فاذا تطهرن فاتوهن یعنی پس کنارہ کرو
عورتون سے حالت حیض مین اور مت جاؤ نزدیک انکے یہان تک کہ پاک ہووین جب غسل
کرلین پس پاس جاؤ انکے فقط بلبل صبح حضرت گل رعنا عائشہ با استعداد دل باختہ تھی کہ
بوقت مرگ بھی اوس سے مسواک کی فاختہ تھی چنانچہ مدارج النبوت مین مواہب لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ محمد
صاحب نے مرض الموت مین عائشہ سے کہا کہ میرے لیے مسواک حاضر کر اور اول تو اوسکو اپنے آب دہن سے
ملائم کر پس مجکو دے کہ لذت بوسہ پیغام پاؤن اور رغبت تمام چباؤن تاکہ تیرا اور میرا اختلاط
لعاب وہان ہووے اور مجہ پر تلخی موت آسان ہووے ۵ رشک مسیحا لگا میری زبان کو زبان
دو مجکو لعاب دہن شربت احباب ہے ۵ عائشہ کے تہوک کی برکت سے محمد صاحب پر کار موت آسان
تہا اور جلاد اجل مہربان مسند مین عائشہ سے مروی ہے کہ محمد صاحب نے مرض الموت مین فرمایا کہ
مجہ پر موت آسان ہوئی کہ سفیدی کف دست عائشہ مجکو معائنہ درمیان جنان ہوئی اس
حدیث کے معنی شیخ عبد الحق نے لکہا ہے کہ محمد صاحب کو عشق عائشہ بدرجہ کمال تہا کہ اوسکو بدون
مشاہدہ جمال تہا لہذا جنت مین صورت صدیقہ بنائی گئی اور صورت رفیقہ لائی گئی تاکہ حضرت پر
موت آسان ہووے بلکہ اجل مہربان فیض رسان ہووے کیونکہ دوستون کے اجتماع مین لطف
زندگانی ہے اور ہر ایک بات کی آسانی ہے ۵ بہار عمر ملاقات دوستداران است ۵ بد بیحظہ کند خضر
از عمر جاودان تنہا ۵ حاصل تقریر شیخ صاحب یہ ہے کہ عائشہ کو بغیر محمد صاحب دنیا سے انتقال کرنا زشت
جانتے تھے اور بہشت عنبر سرشت کو اوسکے بدون ایک گنشت مزاسے ہشت ناتے تھے ۵ نجاؤنگا
کبھی جنت کو مین نجاؤنگا ۵ اگر نہوگا کوئی وان تمہاری صورت کا ۵ گلہ ہے گلہ ہے حضرت عائشہ
کے ہمراہ معشا کرتے تہے اور عالم طفلی کا دورا کرتے تہے صحاح اہل سنت مین یہ آیا ہے کہ ایک
بار حضرت نے بطرف لہو ولعب رجوع کیا اور عائشہ کے ساتھ دوڑنا شروع کیا عائشہ اس
سرعت سے تیز گام ہوئی کہ آنحضرت کی تک تمام ہوئی ۵ بڑہ گئی وہ نوجوان وہ پیچھے رہ گیا

لیے صحبت میں کمال لیتے تھے اور اونکا استعمال کرتے مصرعون کا معنی
وہ سمجھتے تھے اور ترکیب بتلاتے تھے شعلان مرثیون سے واضح ہوتا ہے کہ خواہش نفس نے حضرت کو
مغلوب کیا تھا اور شعار ہر وقت یہی مطلب تھا یہ لوگ مسخرات عائشہ کی برداشت کرتے تھے اور آپکی
رضا جوئی مین مشغول رہتے تھے چنانچہ جلد اول مدارج النبوت مین آیا ہے کہ ایک بار محمد صاحب عائشہ
کے گھر تھے کہ اس اثنا مین ام سلمہ نے اونکے لئے طعام بھیجا عائشہ نے کاسہ مین ایسا ہاتھ مارا کہ
کاسہ ٹوٹ گیا اور طعام ہاتھ سے چھوٹ گیا محمد صاحب نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کرکے اور اون مین طعام
دہرکے حاضرین کے سامنے عائشہ کیطرف سے عذر کیا اور کہا کہ تمہاری مان کا غیرت نے تحمل کم
منہ موڑا لہذا اوس نے پیالہ توڑا پس عائشہ کے گھر سے درست جام لاکر اور اوس مین طعام نکال کر
خادم کے حوالہ کیا کہ تاوان جام جام ہو اور تاوان طعام طعام انتہی شیخ عبدالحق کہتے ہیں
کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر عورت سے حالت غیرت مین کوئی حرکت خلاف ہووے تو مواخذہ معاف
ہووے ف وہ بی بی پیغمبر کے تھی منہ لگی وہ بجا وہ ہوئی اوس نے حرکت جو کی غرض کہ محمد صاحب
رضا جوئی عائشہ مین عمر تیر کرتے تھے اور اوسکو حرکات واہیات کے لیے دختران انصار کو حکم تہا کہ واسطے
دلداری عائشہ کے بہت بازی کرین اور لوح بازیچہ نقش طرازی اگر عائشہ کسی برتن سے پانی پیتی
تو محمد صاحب اوسکے منہ کی جگہ اپنا دہان لگاتے اور مزہ شربت ورد شیرہ جان پاتے اگر لقمہ گوشت
کہاتی اور استخوان منہ مین دباتی حضرت اوسکے ہاتھ سے استخوان لیتے اور اپنے منہ مین بہگیاتے
جس جگہ سے عائشہ کہاتی تہی حضرت کو اوسمین لذت آتی تہی اگر محمد صاحب کو مسواک کی ضرورت ہوتی
تو اوسکی یہ صورت ہوتی کہ اول عائشہ اپنے آب دہان سے تر کرتی بعدہ محمد صاحب کے منہ مین کرتی تب
حضرت مسواک کرتے اور دہن مبارک یا وجودیکہ حضرت روزہ دار ہوتے مگر عائشہ سے بوسہ لیکے
ملاعبت ہوتے پہر محمد صاحب نے عائشہ کو کاندہے پر چڑہایا اور حبشیون کا ناچ بیٹھے پر کہا دکہایا جب
عائشہ حائض ہوتی اور تارک نماز مگر حضرت اوسکی بغل مین سر دہرکر تلاوت قرآن کرتے کہ
روایت معتبر رضاعے جانان ہماری ردا مین محمد صاحب کی یہ حرکت برعکس قرآن تہی اور مخالف ایمان

[illegible] حضرت [illegible] اور مسلمان [illegible]

لئے باعث سر افگندگی تا بعد حساب کے اکثر احادیث ہین جو اونکی نفس پروری پر صریح
دلالت کرتی ہین اور سوء جہالات صاحب رسالت اونپر ہم نقل مضمون حدیث شریف کرتے
ہین اور قطع نظر از قافیہ درویف مدارج النبوت مین صحیح بخاری سے نقل کیا ہی کہ جب
محمد صاحب بطرف مباشرت رغبت کرتے تھے تو ایک رات مین اپنی ساری عورتون سے صحبت
کرتے تھے اور وے گیارہ تھین فقط اس حدیث کے راوی انس سے دریافت کیا کہ آیا محمد صاحب
کو اتنی قدرت تھی انس نے جواب دیا کہ کیا قدرت تھی اونکو او تعالی نے تیس مرد کی قوت
مرحمت کی تھی اور دست مبارک مین کلید فتح الباب شہوت دی تھی ابن سعد نے طاؤس و
مجاہد سے نقل کی ہی کہ محمد صاحب کو جماع مین قوت چہل مرد کی دی گئی تھی بعضی روایتون مین آیا ہی کہ مرد
بہشت سے چالیس مرد کی قوت رکھتے تھے ایک حدیث مین ہی کہ ہر مرد جنت کے لئے اکل و شرب
و جماع مین سو مرد کی قوت دیجاتی ہے پہر ایک روایت مین ہی کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ میرے
لئے جبرئیل ایک طرح کا طعام لایا مین فردوس مین سے قدرے برا نام کہایا پس جماع کرنے
مین مجکو قوت چہل مرد حاصل ہوئی پہر عائشہ سے مروی ہی کہ محمد صاحب نے جیتی جی جس عورت
کی تمنا کی خدا نے وہ ہی اونکے لئے عطا کی عورتین حضرت کو بہت عزیز تہین خواہ حرہ خواہ کنیز
تہین مقصد حاصل حدیث یہہ ہی کہ بعد بعثت حضرت نے جس عورت کی شراب عشق سے صراحی خاطر
بالا مال کی او تعالی نے اونکے لئے وہ عورت حلال کی دوسرے فقرہ کا حاصل یہہ ہی کہ حضرت
کو عورتین بہت پیاری تہین خواہ بیاہی خواہ کنواری تہین اسیواسطے حدیث احمد مین ہی کہ
رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو دنیا سے تین چیزین پسند ہین طعام و نساء و طیب پس پایا دو چیز کو
اور نہ پایا ایک چیز کو پایا نساء و طیب کو اور نہ پایا طعام کو نتیجہ مقصود حدیث یہہ ہی کہ محمد
صاحب نے عورات و خوشبو سے خوب لذت اوٹہائی اور دیدہ و دماغ کو حسب خاطر طراوت
پہنچائی مگر جیسا کہ چاہئے طعام نہ ملا اگر صبح ملا تو شام نہ ملا پہر حدیث ابن مسعود مین کہ محمد صاحب

کہ سالہ دونون کو اس ہاتھ مین سوراخ کئے تا جب تلک معشوقہ پر یاحبہ کیتے اسطرح سے اپنی
سوگند پوری کرے اور کار ضروری کرے سارہ ذحکم ابراہیم پر عمل کیا اور مضمون سوگند بجا لایا
فقط مایا میان محمد علی محو کرین کہ طریق شرعی کرشن شتا ہے یا قاعدہ معشوقہ ابراہیم اچھا ہے اگر
قصہ بیچیاؤن مین مکان جیا گرم ہوگی اور مولوی جی کے گھر قدسے متاع شرم ہوگی تو ہماری
طرف رو نکریگے بلکہ تعالبۂ عام ہندو نکرینگے بر تقدیریکہ مذہب ابراہیم و محمد ایک ہوتا تو محمد صاحب
کے نزدیک وفا عہد نیک ہوتا ہر گز سوگند نہ توڑتے دوبارہ ماریہ بیوی مذہ جوڑتے سورۂ صاد کی
تفسیر زاہدی مین ہے کہ جن دنون ایوب پیغمبر مبتلا بلا تہا اور جگر مبارک آتش مصیبت جلا تھا زوجہ
ایوب دن رات مزدوری کرتی تھی اور جو کچھ ملتا تہا اوس سے اخراجات ضروری کرتی تھی اس اثنا
مین ابلیس ذ شکل عجیب کر اور بصورت طبیب بنا کر اوس سے کہا کہ اگر تجھکو اپنے شوہر کی تندرستی
منظور ہے تو اوسکی دوا گوشت خوک شراب انگور ہے جسوقت ابلیس نے یہ تدبیر بتلائی وہ بیچاری کہین
سے شراب انگور و گوشت خنزیر لائی ایوب نے یہ چیزین دیکھکر پیش خداوند فریاد کی اور سوگند یاد
کہ جسوقت صحت پاؤنگا اس بی بی کے صد چوب لگاؤنگا جبکہ ایوب نے صحت کماہی پائی حقیقت
حال سے آگاہی پائی کہ بی بی معذور ہے اور بالکل ابلیس کا قصور ہے بس اپنی سوگند شکستہ
کرنی چاہی فی الحال آسمان سے وحی آئی کہ آیت زوجہ پر سو تنکے مار اور اپنے سر سے بار
سوگند اوتار مخالفت عہد نکر اور شکست سوگند مین جد نکر چنانچہ سورۂ صاد مین ہے (وخذ
بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث) یعنی لے اپنے ہاتھ مین جہاڑو بس مار ساتھ اوسکے اور مت
چھوڑ اگر قسم اپنی فقط مایا میان محمد علی انصاف فرمائین کہ کلام شری کرشن پسندیدہ ہے یا
گفتار خدا سے ایوب سنجیدہ ہے اگر میان صاحب غیرت رکھتے ہو دین تو ہمارے سامنے رو نکرین بلکہ
اہل حق سے ارادہ گفتگو نکرین کیا کیجئے کہ زمانہ تنگ ہے اور مضمون رنگا رنگ اگر کبھی وقت فرصت
ملیگا تو حسب خواہش نتیجہ تفصیل کہا جاوے گا ۵ انسیم درد دل تمام نشد باقی داستان لبرفوا
شب جو کچھ دربارۂ ماریہ قبطیہ مخالفین نے گفتگو کی تھی اور برائت حضرت جن سمجھو وہ محض ناصواب ہے

کیا اور شراب شرک سے افادہ دیا چنانچہ کتاب بنابی میں ہی ان رجلا اتی النبی فقال یا رسول
اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ وجباہ الحور العین فامر النبی ان قبل رجل الاب وجبہۃ الام
قال یا رسول اللہ ان لم یکن لہ ابوان فقال قبل قبرہما قال ان لم یعرف قبرہما قال خط خطین
وانو احدہما قبر الام والآخر قبر الاب فقبلہما فلا تحنث فی یمینک انتہی یعنی آیا ایک شخص محمد صاحب کے پاس
پس کہا اوس نے یا رسول اللہ میں نے قسم کہائی ہی کہ چومون دروازہ بہشت کی چوکہٹ کو اور
حورالعین کو پس حکم دیا اوسکو پیغمبر نے اپنے باپ کے پاؤن اور اپنی مان کی ماتھے چومنے کے لئے کہا اوس
شخص نے کہ اگر ہون مان باپ مر سکے پس فرمایا کہ چوم قبرین اونکی اوس نے کہا کہ اگر نہ جانتا
ہووے اونکی قبرون کو حضرت نے فرمایا کہ کہینچ دو خط ایک کو مان کی قبر ٹہیرا اور دوسرے کو باپ
کی قبر پس چوم اون دونون کو اور گنہگار نہو اپنی قسم مین فقط موافق تحریر عبد اللہ نو مسلم کے
قبر کا چومنا اور اوسکے گرد گہومنا شرک فضیح ہی اور بدتر از شرک صریح محمد صاحب نے سوگند شکنی کے
لئے جہوٹا بہانہ کیا اور مسلمانون کو تیر شرک کفر کا نشانہ حاصل آنکہ حضرت نے عہد و سوگند وفا نکر
اور عدم لزوم کفارہ پر اکتفا نفرما کر امر خلاف شریعت مین مشغول کیا اور عہدہ توحید و ایمان سے
معزول ہی یہ پیر اسلام کا طرز و انداز ہی جس پر مسلمانون کو فخر و ناز ہے ستر من اللہ کو دان و اور
مانند دہل و ریبہ و ہمین کہ مخالفت عدل و عقل کرتا ہی یعنی قرآن کے مقابلہ مین ترجمہ عبارت
نقل کرتا ہی ہمارے نزدیک عبارت فرمان یزدان نہین ہی اور کتاب آسمان نہین بلکہ تاریخ
ہندوستان ہی اور مشتمل بر گذارشات باستان مقابلہ تاریخ و کتاب آسمانی لایق نہین ہی گل
خزہرہ و ہمرنگ شقایق نہین اگر مولوی جی عقل سنی رس سی کام لیتے تو وید اقدس سی الزام
دیتے علاوہ اسکی اصل عبارت عبارت سے گفتگو نہین ہی اور ترجمہ ہو بہو نہین افراط و تفریط پر
حاوی ہی کب معنی و مطلب ایسا وسی ہی مخالف نہین دیکہتا کہ جیسے بجنسہ عبارت حدیث و قرآن
رقم کی ہی اور مسلمانون سی گروہ سبقت لیجاکان قلم لی ہی اور جن نے کسی سی عہد و پیمان نہین کیا اور
وید میں اون درمیان نہین ہی یا بلکہ اپنے دل مین کہا کہ جو کوئی یہ کلمات مجہسے کہیگا کہ عہد دیگر کو

اگر اوسے وقلمی مین خلاف ہوتی اور پروا فزا کردی تہے قرآن مین بہی خلاف ذات لکہا
کہ سورۂ تحریم مین کہا ہے ایجاد نکروگا اور مضمون وجو کہا رہا تہا او نکو کوئی آجکے صادق ہوگا
اور آپکی دلیل کہ دعوی کی مطابق نہ مانیگا اگر کچہہ شرم وحیا ہو تو ابہی وقت نہین گیا ہے فرمائیے
کہ مصنف قرآن نے سورۂ تحریم کرون سے قسم مین اشارہ کیا ہے کہ محمد صاحب نے کفارہ دیا ہے **قولہ**
یعنی مخصوص بآنحضرت نیست بلکہ عامست ہمہ را کافۂ مومنین فقط بلاشبہ جب کلام پیغمبر اسلام فانی
ہے وہ امت کے حق مین لا کلام جائز ہے یعنی جبکہ سوگندشکنی فخر امام ہے تو مریدون کے لئے اوس سے
کیا الزام ہے **قولہ** ہیچگہ بعقلاً مذموم نیست فقط بلاشک سوگندشکنی وعہد برہم زنی عقلاً مذموم ہے
مولوی محمد علی کو کیا معلوم ہے کہ عقل سے بہرہ ہین اور حماقت سے محمود اگر اونکو عقل دو دین ہوتی
ترک طاعت جہال عرث اونکا ایمان و دین ہوتی ہے بحسن و کینہ مدد را احمق کند ہ عقل را
بے نور بیرونق کند **قولہ** ودرین نقض عہد نیست فقط یقین محمد صاحب نے نقض عہد کیا خواہ
قبطیہ ماریہ مین عہد کیا خواہ شربت شہد پیا کیونکہ محمد صاحب نے حفصہ سے یہی کہا کہ مین نے فلانا کام
اپنے اوپر حرام کیا اور توسن نفس کو رام کیا واللہ مین ابدا فلانی چیز استعمال مین نہین لاؤنگا
اور فلانا صید جال مین نہین آ اصل مضمون یہی ہے اسکو عہد کہئے یا سوگند دونون کا ایک مفہوم ہے مانند
لفظ انجیل وکلمۂ شوم ہے اگر آپکو اس مین گفتگو ہے تو یہی ہے جو گان دگوئے تعریف عہد وسوگند کیجئے اور فیما بین
تفاوت قلمبند **قولہ** ولیجاظ احترام اسم الہی ادا کفارہ واجب شدہ فقط اگر ادائے کفارہ واجب ہوتا
تو حضرت کے لئے بدرجہ اولی مناسب ہوتا حالانکہ حضرت نے کفارہ نہین دیا اور بدل سوگندشکنی
کو اہنین کیا جبکہ حضرت نے اسم الہی کا احترام نہین کیا اور بدل منہی کا التزام نہین تو آپکی سی
گفتگو ناکارہ ہے اور نامناسب ہے ازکلام ابراہیم وسا ہے اگر حضرت نے سوگندشکنی کا کفارہ دیا ہے تو
اور کسی حدیث ومصحف اوسکی جانب اشارہ کیا ہے تو حوالہ دیجئے اور جسم پرستی کو دنبالہ کیجئے
قولہ پس جای اعتراض باقی نماند فقط بلاشبہ جب تک کہ صاف وو واللسانی ہیگی سوگند
شکنی حضرت کی شکایت باقی رہیگی ہرچند گفتگو سے طویل ہوئی اور معنی آیت و معاہیت مین تامل

محمد صاحب نے شہد سے عہد کیا اور بعد اسکے برخلاف اسکے قسم کو بیکار سمجھا اگرچہ انہوں نے اپنے نفس پر بیجا ظلم
کی توبہ نصوح از شراب کلفاظ کی چند روز بعد بسبب تاثیر القا نفس امارہ کے شکستہ الست جاری ہے
مولوی صاحب کی نگاہ میں بھی حضرت لائق الزام ہیں اور بانی بانی عمل جدا ہے **قولہ** دوم آنکہ
دو امر کہ در اصل مباح باشند بر ترک یکے قسم کند فقط اس فقرہ میں دو کی قید بیجا معلوم ہوئی اور محض
زائد اسیقدر عبارت چاہیے کہ امر مباح کے ترک پر قسم کہا اور برخلاف شریعت کے الزام و گناہ
چونکہ مولوی صاحب کو لغو گفتاری سے ملال نہیں ہے اور اپنی تفضیح اوقات پر خیال نہیں لہذا
اونکا کوئی فقرہ غلطی صریح سے خالی نہیں ہے اور سوا بوالفضولی کے گفتگو خالی نہیں **قولہ** و
بعد ازان ظاہر شود کہ در حقیقت امر یکہ بر ترک تحریم آن سوگند کردہ بہتر است فقط یہانسے ظاہر
ہوتا ہے کہ جسوقت محمد صاحب نے ماریہ قبطیہ اپنے اوپر حرام کی اور توسن شہوت کو لگام دی اسکے
بعد اونکو معلوم ہوا کہ کنیزک سے صحبت بہتر ہے بلکہ بہتر از حج اکبر ہے اوس سے پہلے مسائل حلال و حرام سے
آگاہ نہیں تھے اور واقف از علت و حرمت وہ نہیں پس اوسوقت حضرت نے ماریہ سے جسقدر
بنا مباشرت ڈالی ہوگی تخصیص حرمت و حلت سے خالی ہوگی اسی علم و فضل کے بہروسے سرور انبیا ہو
اور پیغمبر کبریا **قولہ** قسم اول واجب الایفاست و نقض آن معصیت کبیرہ است فقط ہم اول ہی
ثابت کر چکے کہ فعل محمد صاحب قسم اول میں داخل ہے اور بقول مولوی جی لاماحل ہے لاریب حضرت مرتکب
معصیت کبیرہ ہوئے اور تاج رسالت سے تاریک تر ہو جو کوئی اسطرح قول امام زاہد ہے اسکے نزدیک محمد صاحب
یہ دونوں طرح کی سوگند شکنی عائد ہے کیونکہ اول انہوں نے ترک عسل کا عہد کیا اور بعد اسکے برعکس
اوسکے شربت شہد پیا استواری عہد کے لئے سوگند اللہ کہائی اور عہد شکستہ مانی جو کوئی روایت
ماریہ قبول کریگا وہ بھی مولوی جی کو اسیطرح ملول کریگا کہ محمد صاحب نے عہد بر بنا نفی بہی کی اور وہ او
سوگند شکنی بھی وہی امام زاہد نے کچھ عہد و سوگند حضرت کی نسبت رقم کیا ہے وہ ہی مصدق
روایت ماریہ قبطیہ نے تسلیم کیا ہے فرق بہت کم ہے البتہ بجائے کلمہ عسل لفظ ماریہ جا رقم ہے اگرچہ عبارت
امام زاہد با تنبیہ قسم نہیں ہے مگر بیان اس خاطر تفصیلا دو باتیں بھی نہیں تحریر عبارت بلکہ اجمال

صریح نیست اول آنکہ با کسے عہد بندد دوم آنکہ نذر کند امر کہ در اصل مباح باشد بر خود لیکن تحریم کند
وبعد از آن ظاہر شود کہ در حقیقت امر کہ بر خود تحریم آن سوگند کردہ است بہتر است قسم اول واجب
الوفا است و نقض آن معصیت کبیرہ است چنانکہ فرمودہ (اوفوا بالعقود) و نیز وارد شدہ (ان
العہد کان مسئولا) و قسم آن از کفارہ نقض نشود و قسم ثانی جائز است کہ کفارہ دادہ سوگند
بشکند چنانکہ در سورہ تحریم واقع شدہ (یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک) و این معنی مخصوص بآن
حضرت نیست بلکہ عام است برای کافہ مومنین و ہیچگونہ عتاب مفہوم نیست چہ درین نقض عبث
ولہذا احترام اسم الہی را ادا کفارہ واجب شدہ پس ہیچ جای اعتراض باقی نماند **جواب** اگر
مولوی صاحب کے نزدیک روایت ماریہ مخالف اسلام ہوتی اور بر عکس وحی و الہام تو بالضرور بحکم
گفتگو کرتے اور تکذیب محدثین و مفسرین و دیگر کرتے چونکہ انہون نے گونہ خمول لیا ہمارا اعتراض
قبول کیا اقسام سوگند شکنی بیان کرنے لگے ۔ اختلاف آیات میان سوط الجبار کے ہر ایک
صفحہ سے تکذیب قرآن و حدیث نظر آتی ہے مولوی محمد علی کی بیہر حیائی ہے جو کچھ انہون نے خیال
دعوا کیا ہے اور مطلب مضمون قرآن تہ و بالا ہوسکے ایکطرف زبان حق بیانی بہرتی
ہے اور غلطت سوط الجبار دو ماشک کیطرح نظر دوڑ کرتی ہے **قولہ** این قسم سوگند بر دو نوع
است الخ اگر این کا اشارہ الیہ پیغمبر کی سوگند ہے تو حماقت چند در چند و مقام تشخیص ہے کیونکہ
سوگند پیغمبر مین تعدد نہین ہے پس دو نوع ہونا اوسکا خالی از تردد نہین شاید کہ محمد صاحب نے کئی بار
قسم توڑی ہو اور مصنف قرآن نے اوسکی تشریح بکظم چھوڑی ہو اگر اشارہ الیہ این کا سوگند عام سے
تو کلمہ این قسم کا کیا کام ہے صرف اسیقدر عبارت کی ضرورت ہے کہ سوگند بر دو صورت ہے
اصل وہی ہے کہ لفظ این قسم فاضل ہے اور مولوی جی کی تراید اصل پر گواہ عادل ہے قطع نظر ازین
قرآن و حدیث میں دو نوع پر ہرگز سوگند کی تقسیم نہین کی گئی بلکہ یہ بحث لوح محفوظ میں
بہی مرقوم نہین اختراع محمد علی ہے لہذا الفاظ فاضلہ سے مستثنی ہے **قولہ** اول آنکہ با کسے عہد
بندد فقط لا ریب سوگند حضرت قسم اول میں داخل ہے لہذا اس تقریر کا یہی ماحصل ہے کہ اول

یہ بات عائشہ و دوسری ازواج حضرت کی نسبت ہرگز نہین ہے بلکہ ان مین سے پیغمبر ایسی اچھوتی
کاہین رنج ہے وکار حضرت آن جز جنگ نتوان ہست دوم آنکہ حفصہ عائشہ غیار
تہین اور حضرت آنکہ تنہ وہین آئے اور ہر چند محمد صاحب مرد ہوشیار تھے لیکن اونکے دام فریب کو
شکار تھے سوم آنکہ حفصہ عائشہ کی دروغگوئی پر اطلاع کرلیتی تھی کہ جس جھوٹ سچ کی شکست
خاطر صدق خستہ تھی بالیقین یہ دونون بیبیان مسیلمہ کذاب کی راز دار تہین اور ریا کی
کی دیوار تہین چہارم آنکہ حضرت چشمۂ خرد سے سیراب نہین تھے اور خزینۂ عقل سے بہرہ یاب نہین حفصہ
عائشہ اونکو دن رات بناتی تہین اور برعکس واقع ہر ایک بات سمجہاتی تہین حضرت
اونکی جہوٹی باتون پر یقین کرتے تھے اسی فہم و فراست پر رسالت رب العالمین کرتی تہی اگر حضرت
کچھ بھی قوت عقل رکہتے اور حسن خطاب سے جواب مین دخل رکہتے تو ہر آئینہ ازواج کو قائل کرتے کس واسطے
اونکی اطاعت مین لا طائل اوقات زائل کرتے اونکا فریب کہا کر اپنے اوپر شہد کو حرام ٹہیرا
اور تا ابد ہمارا الزام نہ کہاتے پنجم آنکہ قول امام زاہد سے معلوم ہوتا ہے کہ دروغگوئی و فریب ہی عائشہ
حفصہ ذکی بار بار پائی اور دربار مبارک حضرت مین وہ صدق و راستی قرار پائی حتی کہ محمد صاحب
نے اسی بنا پر سوگند کہائی کہ والعجب تک مین جہوٹا نکا شربت عسل نہ پیونگا بر تقدیر یکہ آیت
(لم تحرم) کی یہی شان نزول ہو جیسے ہی صاحب اعجاز کو مقبول ہے تو پانچ اعتراض جو عائد ہوتے
اور پہلے ملکر زائد ہوینگے مولف اعجاز محمدی نے کیا فائدہ تصور کیا کہ روایت ماریہ سے تنفر کیا حالانکہ
اس صورت مین الزامون کی کثرت ہے طوق گردن ازواج حضرت ہے اکثر کا ذکر بالا باقی کا
اب حوالہ ہے یعنی ہم کہ سکتے ہین کہ اول محمد صاحب نے عائشہ حفصہ کا فریب کہا کر اونکی دروغ پر یقین
لاکر ترک شہد کیا اور برعکس معاہدہ کیا جبکہ وفا عہد دشوار ہوا پیغمبر اسلام قسم توڑنے پر تیار ہوا
آیت (لم تحرم) تصنیف کی اور شہد تسکین خاطر شریف کی مولوی محمد علی روایت ماریہ
تسلیم کرتے ہین مگر بعض فقرات مین ترمیم کرتے ہین اب ہم مولوی صاحب کی بکر فکر سے غلط بازی کی
تردید ہین اور رقیب نے نصیب کے منہ پر طمانچہ کہ انداز **سوط الجبار** از قسم سوگند بر عہد

آیت جو حفصہ و عائشہ کی بابت نازل تھی آیت (اطیعوا اللہ والرسول) سے حرام کو حلال کرنا یعنی شہد کھانا
اور شراب کا کھانا حلال نہیں ہوا سے حضرت نے (آیت لم تحرم) کی بنا ڈالی بعد حرام کو حلال کرنے
کی بنیاد نکالی اگر آیت (اطیعوا اللہ والرسول) میں حرام کو حلال کرنے کی کوئی صورت ہوتی تو اعتراض
(آیت لم تحرم) کی کب ضرورت ہوتی قطع نظر میں اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہونا ثابت
خود جدا ہے پس آیت میں لفظ رسول قائل ہوا اور مصنف قرآن پر کیا کچھ کوئی نازل بھی نہ ہو
کہ مصنف اعجاز محمدی (تفسیر حسینی) سے اور یہی سبب ہے وہ آیت تحریر کیا ہوا اور بعد اس کے نہایت تند ہو
اصل مضمون پوشیدہ کیا ہوا اور غنچہ شگفتہ خورشید دا افراط و تفریط دی ہوا و بعد اس کے غایت اغلاط
و تغلیط کی ہے لہٰذا بندہ اول نقل عبارت میں وا غلط و فاحش گرتا ہوا اور علاج مکر مخالف میں
رعایت قافیہ و ردیف منظور نہیں ہوا و اصل مطلب میں تبدیل و تحریف منظور نہیں عبارتہ ہکذا
نقل است کہ حضرت پیغمبر شربت عسل دوست داشتی وقتے زینب مقدارے عسل داشت و ہرگاہ
آنحضرت بخانہ وی آمدی زینب ترتیب شربت نمودی و آنحضرت را در خانہ وی بجہت آن توقفی بیشتر
واقع شدے آن حال بر بعضے ازواج طاہرات گران آمد عائشہ و حفصہ اتفاق نمودہ مقرر کردند
کہ آنحضرت بعد از آشامیدن شربت عسل بخانہ وے رود ہر کدام از ما کہ در آید گوئیم از تو بوے مغافیر
مے آید مغافیر صمغ درختے است کہ عرفط خوانند و احمر کریہ دارد و حضرت بوے خوش را دوست میداشت
و از روائح ناخوش محترز مے بود پس آنحضرت روزے شربت عسل آشامیدہ بود ہر کدام آمد گفتند یا
رسول اللہ از شما بوئے مغافیر مے آید ایشان در جواب فرمودند مغافیر نخوردہ ام اما در خانہ زینب
شربت عسل آشامیدہ ام گفتند زنبوران عسل از شگوفہ عرفط چیدہ بودند اما مزاہد آوردہ کہ چون
این صورت مکرر شد گفت حضرت فرمود حرمت العسل علی نفسی واللہ لا اکلہ ابدا آیت آمد (یا ایہا
النبی لم تحرم) الخ بیان سے ظاہر ہو کہ جس قدر اعتراض روایات مذکورہ پر آئے ہیں اس بیان میں زیادہ تر
آئے ہیں جس قدر اعتراض کہ دونوں جگہ مساوی ہیں فقرات بالا اونکے حاوی ہیں اب بیان
اعتراضات تازہ ہر عبارہ کا نمبر ہوا اول آنکہ حضرت عائشہ حاسدہ تھیں اور اونکی

الزام اونپر بیجا ہی الزام بیند دینے سوا سے سہم کہ بیان دعلم ہوتا ہی کہ قطع
بندہ ہی نا فرینندہ کیونکہ اگر حرکت حضرت خلاف رضاء کریم ہوتی تو کسواسطے لائق تعریر ہوتی بلکہ
الٹ خلاف افعال و اعمال محمد بیجا ہوتا کیونکہ حضرت سے بر عکس منشا خدا فعل صادر ہوتا جو کوئی
بر عکس منشا خدا ہی وہ ہی نا سزا ہی اسکی یہہ ہی بات شائع ہی کہ عصمت نہوت منافی ہی قطع
نظر اسکے تعجب کہ جسوقت محمد صاحب صحبت کنیزک سے دست بردار ہوئے تو لائق اعتراض ہوئے
ہوئے تحریم کنیزک خدا کو محمد پر اسقدر گران گذری کہ اوسکی شکایت مین آیت قرآن اوتری
اور جسوقت حضرت اپنی منکوحہ سودہ سے دامن چہین ہوئے اور ہمبستری ضعیفہ سے چین بجین ہو
کسی آیت نے نزول نفرمایا اور حضرت کو معزول نکرایا جدائی منکوحہ ناپسند خدا نہین ہوئی اور
باعث پند مصطفی نہین اس سے معلوم ہوا کہ جب محمد صاحب کو ماریہ جاریہ کی بغیر آرام جسمانی نہین طاقت
جاہ و شاد مانی نہین تو آیت (لم تحرم) ارسال فرمائی اور اوسکو ماریہ اپنے لئے حلال فرمائی چونکہ
سودہ پیرزن تہی اور اخیر عمر مین حضرت کو اوسکی چاہ نہین رہی اور بدل آپکی ضعیفہ پر نگاہ نہین اسواسطے
اوسکی باب مین کوئی آیت ایراد نکی اور سودہ کی داد نہ دی **قوله** بیا این از قسم ترک اولی بود
الخ بر تقدیریکہ محمد صاحب نے ترک اولی کیا تو لاجرم مخالف حکم مولی کیا گو ارتکاب زنا نہین کیا ۔
بنجہ رسوائی کو ننگ حیا نہین دیا اگر آپکے نزدیک صحبت کنیزک اولی ہی تو لاجرم مانند عبادت
مولی ہی پس تلاوت مصحف عزیز مین اور قربت کنیز مین فرق نہین ہی اور ایک کی نسبت دوسرے
کے لئے فرق و برق نہین قطع نظر اسکے اگر ترک اولی نزدیک مولی ارتکاب جرائم نہین ہی تو
تارک روزہ و نماز سزا سے خطاب و الزام نہین **قوله** صحیح در کلام الہی مذکوبست کہ (اطیعوا لله
و الرسول) الخ جبکہ قرآن مین یہہ آیت موجود ہی اور مومنین و مومنات کے لئے ہدایت شہد تو
کسواسطے حفصہ نے اس آیت سے اعراض کیا اور کیونکر فعل حضرت پر اعتراض لایا حفصہ کا فرہ ہوئی
کہ آیت سے نافرمان ہوئی برا خدا بات حفصہ کیجئی اور نجات جان کیا اوسکو بہی حصہ دیجئے میان خلیفہ الثانی
نے حفصہ کو الزام دیا کون کہتا ہی کہ جواب تحفۃ الاسلام دیا **قوله** حاجت واپرداز کردن کرام

باوجود اطلاع کے بھی شاید ہی حضرت الٰہی خدا تعالیٰ نے حسب نیک نیتی نہیں جب تک حفصہ نے شکوہ پر کمال ادب
رہا یہ سوال کی حضرت نے انصاف فرمایا اور اپنا قصور معاف کرا کر قسم کھائی کہ آج سے میں نے ماریہ
قبطیہ اپنے اوپر حرام کی اور بسبب تیز گام نفس امارہ کی لگام تھام لی بعد چند روز کے اس آیت کے
نزول فرمایا اور دوبارہ حضرت نے ماریہ قبطیہ کو قبول کر لیا (یا ایہا النبی لم تحرم) الخ یہ آیت سورہ
تحریم میں ہے اور ماریہ جاریہ کی تکریم میں اصل اس سرگذشت کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ محمد صاحب نے بپاس
خاطر حفصہ ماریہ اپنے اوپر حرام کی سو کامرانی کی شام کی جگہ اوسکے بغیر صورت تسکین نہ دیکھی اور بہتری
اسی میں دیکھی تو یہ آیت بنائی اور حفصہ کی شکایت مٹائی اب ہم کا مکالمہ و زبان بعینہ الاصنام
نقل کرتے ہیں اور تصدیق مثل مشہور اہل طعام بودہ کلام کرتے ہیں **ہدیۃ الاصنام** چرا
نمیکنی خیال نمیکند کہ چون آنحضرت بجہت خوشنودی حفصہ تحریم ماریہ قبطیہ برخود فرمودند این تحریم
پسندیدہ جناب الٰہی نشد لہذا حکم بشکستن آن تحریم صادر شد کہ چرا حرام میکنی آن را کہ حلال کردہ
است خدا تعالیٰ بر تو ماحصل اینکہ این تحریم پسندیدہ جناب الٰہی نشد و ازین معنی ہیچ نقصان در
عصمت نبوت لازم نمی آید چہ این قسم از ترک اولی بود نہ از نکاب حرام مثل زنا و صریح در کلام الٰہی مذکور
است کہ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول) لہذا اطاعت رسول بر ہمہ مومنین و مومنات واجب و فرض گردید
پس ہمین آیت کافی است حاجت وارد کردن کدام آیت دیگر برای حفصہ ماریہ چہ باقی ماند **جواب**
اگر کلام مؤلف ہدیۃ الاصنام مہمل کیا جاوے تو محمد صاحب کو کئی طرح پر قبول کیا جاوے اول آنکہ حضرت
ایک کی خوشنودی کے لئے دوسری پر ظلم جبر کرتے تھے اور مظلوم و مجبور اپنی بے انصافی پر صبر
کرا لیتے تھے پس معلوم ہوا صفت طرفداری تھا بصورت جباری بصورت آزاری دوم آنکہ حرکات و
سکنات حضرت پسندیدہ جناب کبریا نہیں تھیں بلکہ خالی از مکروہ یا نہیں پس افعال بغیر مرحوم
اعمال ابلیس مرجوم سے جدا نہیں سمجھو کہ دونوں ناپسند خدا ہیں اب مخالفین کا وہ دعویٰ کہ جو کچھ
مصطفیٰ کرتے تھے بوحی خدا کرتے تھے باطل ہوا اور علیہ بستی سو عاطل کیونکہ اگر انکی حرکات
مطابق وحی ہوتیں تو کیونکر ناپسند جناب الٰہی ہوتیں شاید کہ خدا نے محمد کو اپنے حکم کرتا چاہا

قریب لنکی کی بتی سے اُتر نیاد ل اسیر کا ہا **جواب** یہ آپکا اعتراض اور ایک گرنت
غلط ہے بہاگوت ایسی کتاب نہیں ہے کہ دستیاب نہیں ہے جسقدر نسخے بہاگوت مقاور میں ملتے ہیں
کسی جگہ یہ مضمون نہیں ہے آپکا سوال ہی من گھڑت ہے اور شرم و حیا ہی ایسے سوال و دوکی ہی
مشکل نہیں ہوتی اور یہ کیا فکر خشو نہیں ہے ۵ نمیشو و جن بیت مطربان شہر وملدیت
مسیا کا سنا لین ہے اگر رکمنی نے سری کرشن کے پاس نامہ پیغام بھیجا ہو اور پیغام محبت انکا
کہ ہم آپکے طلبگار ہیں اور سری کرشن نے اسکے جواب میں کہا ہو کہ ہم بھی تمہارے خواستگار ہیں تو ما
قباحت نہیں ہے اور مقام قباحت نہیں کیونکہ رکمنی کسیکے ساتھ بیاہی نہیں گئی تھی بلکہ کسیکے گھر
اوسکی سگائی نہیں گئی تھی بخلاف زینب کے وہ منکوحہ زید تھی اور بعد النکاح محمد صاحب نے منکوحہ
منکوحہ غیر کے عشق میں پیچ و تاب کہایا اور دیدہ و دل سے خون ناب بہایا پس سرگذشت رکمنی
سزاے الزام نہیں ہے اور اوسکو قصہ زینب سے مناسبت ہر گز نام نہیں علاوہ اسکے رکمنی کا بیان
میں ہے جو ہمارے نزدیک بالاستیعاب کہانی ہے اور حکایت زینب قرآن میں ہے جو تمہارے نزدیک کتاب
آسمانی ہے یہاں جسقدر اعتراض محمد علی نے بہاگوت پر کئے تھے تمام قرآن پر عاید ہوئے اور
تکذیب دین محمدی میں مسلمانوں کے قائد ہ شد غلامی کہ آب جو آرد باز آید غلام ہیں
و داستان عشق حضرت پوری ہوئی و او سکی برکت سے طوطی قلم نیں ہوئی ہے ۵ زبان دم کرد
عشق نبی حق ستخے راند چون شعلہ بیک بال پرواز نمی کلکم و اب ایک حکایت عجیب کہ موقع پر
اور نبوت حضرت کی تکذیب بخوبی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ محمد صاحب نے عشق ماریہ میں کہ برخلاف حیا و
بستی کی اور اپنی سوگند شکستہ جانچہ حضرت نے انکار کیا کہ ایک روز محمد صاحب حفصہ کے گھر گئے اور
کچھ دیر تک وہاں رہے اتفاقاً حفصہ کسی کام کے لئے اپنے باپ کے گھر گئی اور اپنی متاع خانگی حضرت
کے سپرد کر گئی وہاں ماریہ قبطیہ حاضر تھی جو کہ مشغول خاطر آنحضرت تھی حضرت فرصت کو غنیمت جانکر
اوسپر ہوا ہوس کے جوا بر نیسان کیطرح صدف کشادہ وہاں پر گرم بازار ہو چکے حفصہ اس حال سے خبردار ہوئی
آتش غضب مانند شعلہ شرربار گرم گفتار ہوئی کہ میری عزت کو دون فطرت کنیزک نے پامال کیا ہے

بشریت مسطور است اصل کلام این است که پیغمبر علیه السلام عشق آنکه مسعود نا محمود کرد اختلال

عصمت مثل بوس و کنار اندر انبیا یا ماده ماند این مسعود مثل داشتن تا بل مواخذه است

دغیرت ایشان منصب نبوت و آن عشق الهی هرگز نخواهد بماند بلکه زید رضی الله عنه را از طلاق

دادن منع میفرمودند آری بعد طلاق و انقضای عدت خواستگار زینب گردیدند درین هیچ

قباحت نیست بخلاف داؤد و سلیمان علیهما السلام که نزد اهل کتاب از دین گذشتند و نوبت بنا

بت پرستی و بنا سازی بتخانها رسانیدند خیال کنند که هرگاه از برادران کلان جناب مسیح

که فرزند خدا اند بعضی زنا کردند و بعضی در عشق و محبت زنان بگشتن نشان نوبت به بت پرستی

رسانیدند پس اگر دل محمد که عبد الله و بن عبد الله است اضطرار ابندی مردود نا هم مباد بگرود

از چه بود در قول مسعود انتہی یہان یہ ظاہر ہے کہ جیسے داؤد زن اوریا پر مشتاق ہوا ویسے ہی محمد کو

زوجہ زید کا اشتیاق ہوا جو کوئی کلام صدق پیام ازالۃ الاوہام سے پھریگا اوسکا منت بام

سے گریگا اگر تصدیق مؤلف ازالۃ الاوہام سے انکار کروگے بام اعتبار سے گروگے کہ ظفر مبین

کی صفحہ صد و ہشتاد و ہفتم میں آپ نے اوسکو اپنا مولا قرار دیا ہے اور اپنی حدیث اور اوسکی مولائی

کا اقرار باصرار کیا ہے وہان کی اصل عبارت یہ ہے (اگر کسی شخص کو شوق اونکے دیکھنے کا ہو کتب

مبلغہ اہل اسلام و نصاری کو ملاحظہ کرے علی الخصوص استفسار مولانا آل حسن اور ازالۃ الاوہام

مولانا رحمت اللہ اور اعجاز عیسوی ڈاکٹر وزیر خان کو الخ) اگر آپکا مولا راستی پسند ہے تو بیشک

خاطر عاطر حضرت محمد زوجہ فرزند ہے اگر مولوی محمد علی بعد ازین تعشق حضرت سے انکار کرینگے تو مخالفت

متقدمین و متاخرین اختیار کرینگے یہان تک تکذیب سوط الجبار ہوئی گلزار اسلام کی خزان بہار

ہوئی کیونکہ جن کی حق بیانی ہے اس پر سنگ بر سینہ مسلمانی ہے اسکو پتھر کی لکیر جانئے

اور آیہ (تخفی فی نفسک ما اللہ) الخ کی تفسیر لئے اب مولوی محمد علی کو جو ملزم الزام ہوا ہے اینکی

گذر کلام ہوا ہے سوط الجبار ہوا تعشق آنست کہ نشری کرشن از طرف رکمنی دختر بندا

مدول داشتند چنانکہ در داوہیانسو ہیاگوت مرقوم است کہ جب رکمنی نے سری کرشن سے

نے تو تمہاری کتابوں سے مطلب مضمون حضرت عمر کا لیا ہے اور چراغ سے چراغ روشن کیا ہے پس
کو کہ سوادی سے دشنام دیجیے اور سیاہ درونی سے سخت کلام دیجیے اگرچہ مولوی صاحب بسبب تنگی
کے تحصیلداری سے معزول ہیں مگر ہنوز سخت کلامی سے مشغول ہیں سے گفت عمر و بکدوی کلاہ
خود بازم و تا پیچ حاصل ازین آسیا و دندان ست ولیکن مفسرین و محدثین سے جنگ کیجیے اور ادن
کا قافیہ تنگ کیجیے بندہ مستعد ہے بالکل ادن ہی کا قصہ ہے جو بات اونہوں نے مذکور کی ہے اوسیکی
ہمنے نقل بدستور کی ہے تفسیر احمدی عنداہی دیکھیے اور تفسیر قرطبی و معالم کو دیکھیے مطالعہ و
کیجیے اور مصنف حیات القلوب کو جواب دیجیے شیعہ سنی کا یہی دین ہے گو مولف سوط الجبار یہ
عشق زینب سے دل حضرت بیچین ہے یہی مذہب فریقین ہے اگر کا عندو دل سیاہ کرنا اسیکا نام ہے
تو روز اول سے علمائے اسلام کا یہی کام ہے کہ بالفاظ عشق و ہوا کا عندو دل سیاہ کرتے ہیں اور یہ
عصمت تباہ آپنے مطالعہ روضۃ الاحباب کیا ہوگا اور وہ نہایا مال متقدمین بالاستیعاب متاخرین
مین جو ایک مولوی رحمت اللہ مولف ازالۃ الاوہام ہو وہ بھی اسی شراب سے سرمست مدام ہیں نسخہ
ازالۃ الاوہام دیکھیے اور عبارت صفحہ سہ صد و ہفت و ہشتم سے تمام دیکھیے لکھنا عبارت امر چہ بعلم آنکہ
انبیا بشر اند ہر آئینہ لوازم بشریت از ایشان مفقود نشد اند چنانچہ مسیحیان ہم باوجود دعوی اتحاد ذات
مسیحی بذات خدا اعتراف دارند کہ آنجناب بخورد و نوشیدند و بول و براز کردند و بسبب گرسنگی
و حزین میشدند و دعا از جناب الہی میکردند و گاہے بنفی علم و قدرت بعض اشیا از خود میفرمودند
و تکلیف بر دشتہ مصلوب شدہ جان دادند و امثال تلک الامور چنانچہ در فصل اول باب اول این
کتاب مشروحا حوالہ قلم شدہ اند و میل خاطر اضطراراً رفتن بسوے زن از زنان ہم از قبیل لوازم
بشریت ست و دین امر اضطراری سعدو ماندند باوجود آن عصمت انبیا و توفیق الہی مانع انداز
و ہمچنین از ارتکاب محرم شریعت شان ثابت نزد اہل اسلام ست انتہی صفحہ سہ صد و ہفت و ہشتم
ازالۃ الاوہام میں اس مطلب کی تفصیل ہے بڑی فی عشق حضرت کی دلیل ہے یکتہ اعبادہ دیگر ملتمس باجب
این ست اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی بودند چرا دل شان بہ زینب رفت گوییم کہ رفتن دل انبیا بجہت

فقط اس ... ظاہر ہوتا ہے کہ زید پہلے ہی نہ دل سے برہنہ تہا صاحب کی جانب سے زید کی اور باہمی
پہناتا تہا اسی بات سے اوسکو حکم ہوا کہ قید پہنیگا ہو اور زید کی دلا باشی سے دست بہ دامن گر نہ اس حکم
کی کیا ضرورت تہی اور اسکی صحت کی کیا صورت تہی **قولہ** می سید آشتی مضمر در دل خود اے اللہ
تعالی ظاہر کنندہ اوست الخ فرمائیے محمد صاحب سوا عشق زینب کے کیا چیز دل مین پنہان رکہتے تہے
اور کس سے پنہان رکہتے تہے جسوقت آپ اپنے قول کی تفسیر کرینگے لابد کلمہ ایجہ کو بلفظ عشق تعبیر کرینگے
بر آ خدا اتفاق حق کیجئے اور جگہ صلہ جوئی اور تہ کو عشق کہئے مولوی صاحب کی اس گفتگو سے ثابت ہے
کہ حضرت دل مین یہی مضمر رکہتے تہے کہ جب زینب سے دوری کریگا ہمارا دل سوختہ سیر ہم کا کو کی
مہر دیگا ہم اس سے عقد پیوند کرینگے اور اپنا مال شیرہ خرسند کرینگے جو کچھ اصل مطلب تہا وہ ہمنے
عرض کر دیا اور فقرہ فقرہ کی تفسیر سے کاغذ بہر دیا زیادہ فرصت کلام نہین ہے اور اقتضا مقام نہین **قولہ**
پس بود این آیت آنحضرت زید را اجازت طلاق زینب داد الخ مولوی صاحب کے اس فقرہ سے
ظاہر ہے کہ جب حضرت نے اس آیت کی بنا ڈالی اپنے سر سے بلا زنا ٹالی پہر تو خالد و بکر کا خوف
نہ تہا اور اندیشہ عمر بن خطاب عبدالرحمان بن عوف نہ تہا اگر زید محمد صاحب کی بات نہ مانتا اور افضل
طاعات سمجہتا تو بالیقین حضرت نشان وادوی دکہلاتے اور قتل زید نہ ہوی کراتے جان زید بکرو
رہا جاتی اور قربت روح اور یا پاتی **قولہ** از آنکہ او تیا زینب پیش از عقد زید تعنا آن شیفتہ
الخ اس فقرہ کی بندش مضبوط نہین ہے اوسکا از آنکہ ما قبل و ما بعد سے مربوط نہین ہے اور یہی سقوائی
کہ مولوی جی جسقدر الفاظ زائد لائے ہین اپنی تمنا اصل پر شاہد لائے ہین اگر ہندو مسلمان
مولوی صاحب کے شاہد قبول کرینگے تو جناب کو کوچہ بکوچہ منقل کرینگے پس مولوی محمد علی مین بہین
ہونگے نہین نہین تمکین ہونگے **قولہ** و ملنے از آن نبود فقط اوسوقت محمد صاحب کو محبت زن
زید نہین تہی اور خاطر عاطر زنجیر گیسو مین قید نہین لہذا اوسوقت زینب کی چاہ نہ کی اور کوئی
مطلب کی راہ نہ لی جبکہ خانہ زید مین زینب پر نگاہ ڈالی دل سے آہ نکالی بس فورا اوس کو
ہوئے اور ستائم کس سبب کہے خریدار **قولہ** پس اینکہ تعرض تر اشتغال بالفاظ عشق و ہوا الخ حضرت

نزن اپسر خوانند خود را سمجہا ہا تہی یہانسی ظاہر ہے کہ محمد صاحب دل سے زید کو مانع طلاق نہین ہوا اوسے
اور نفاق نہین بلکہ یہی چاہتے تہے کہ دونون مین فساد ہو اور ہماری برآمد مراد ہوے اگر زید پاس
خاطر حضرت بابرکت نکرتا اور زینب سے قطع محبت نکرتا تو محمد صاحب کسی ترکیب سے زید کو بید خل کراتے
یا فریب سے قتل کراتے جیسے داود نے اوریا کو فریب جانسے مروایا اور بطشا کی سیب نخدان سے بہرہ پایا
قولہ و چون نیستند کہ باہم این موافقت صورت نخواہد بست الخ اگر محمد صاحب جانتے تہے کہ زید
و زینب مین میل نہین رہیگا اور چراغ آشنائی مین تیل نہین تو اونہون نے کسواسطے دونون
مین یگانگت کرائی اور کس لئے زید کو طلاق سے ممانعت فرمائی شاید کہ افعال و اعمال حضرت
بے محل ہو اور بیکار ترا ز حنظل **قولہ** در دل مقرر داشتند کہ بعد تطلیق زید بپاس خاطر زینب
و رابجبائہ نکاح خود خواہم آورد الخ اگرچہ آپکی بے انصافی سابقہ سے ہماری خاطر ملول تہی مگر
چونکہ یہان آپنے گفتگو سے حرف کی سب ملال رفع ہوا اور دل پریشان حال جمع ہوا ~~ شعر ~~
ہر چند کہ از جور تو ام خون روداز دل ٭ از جور رہائی ہمہ بیرون رود از دل ٭ شکر خدا کہ ہوتو جناب
نے انصاف فرمایا اور اونکی زبان مبارک سے صاف برآیا کہ محمد صاحب کا طریق نیک نہین تہا اور ظاہر و
باطن ایک نہین بظاہر زید سے کہتے تہے کہ زینب پر شمشیر تطلیق نہ چہوڑ اور اوس سے رشتہ تعلیق نہ
توڑ دل مین یہہ ہی مخفی رکہتے تہے کہ کب زید و زینب مین جدائی ہووے اور ہماری اوس نیجر حسن سے آشنائی
متصور تا نکہ محمد صاحب دل سے زینب پر عاشق تہے خواہ کاذب خواہ صادق تہے سو لوسی صاحب کی تقریر
کا یہہ ہی مطلب ہے کہ پیغمبر اسلام دل سے عاشق زینب ہے ایسے شخص پر جو کوئی ایمان لائیگا اپنی
بطالت آپ جان جائیگا ~~ شعر ~~ باطلان را چہ بباید باطلی ٭ عاقلان را چہ خوش آید عاقلی ٭
قولہ طلاق دہ زوجہ خود را فقط یہان سے جانا جاتا ہے کہ محمد صاحب کو آپا حیا و شرم زید سے نگ کہتے تہے
اور ننگ ناموس سے جنگ کر بظاہر زید سے کہتے ہے کہ اپنی بی بی سے جدائی نکر اور ملاپ
آشنائی نکر و در باطن یہہ ہی چاہتے تہے کہ زید زینب سے پہلو تہی کرے یہہ ہی کرے یہہ ہی کرے
مطلب آنحضرت کا باطن صاف نہین تہا اور معاملہ ان سا کن انصاف نہین **قولہ** دیتو پیش آر

بیان کیجیے جسمین یہ ہو کہ محمد صاحب اپنے دل مین چہپاتے تہے وہ کیا تہی میتمری یا میان بی اصل یہہ ہو کہ
وہ عشق زینب تہا جسکے چہپانیسے کچہ مطلب تہا اب بکمال افتخار مولوی محمد علی جو ملک کلکت ایلال
ہوتی ہین اور یہ دخل بیجا سخت پامال ہوتی ہین **قوله** چون دور زینب و زید وہ اتفق نبود
الخ یہہ مضمون قرآن مین ہرگز نہین ہی اور مخالف معنی و مطلب قرآن بہ غلط نہین و گر بہ عین مضمون
مذکور ہی تو اور نقل بہ تصور فرمائیے مولوی جی وید پر تو بہتان کرتے تہے قرآن کی بہی وہی شان
کرنے لگے پس معلوم ہوا کہ جیسے اونکو ہماری کتاب قدس سے آگاہی نہین ہو ویسے ہی علم قرآن کا بہی
نہین دونون طرف سے راندہ ہین محض ناخواندہ ہین گو بتا نام محمد علی ہین مگر امّی اصلی ہین
علاوہ اسکے جبکہ زید و زینب مین موافقت نہین تہی اور درمیان میان و بی بی کے موافقت نہین
تو خدا و رسول نے کسواسطے دونون کا پیوند کیا اور کسو مصلحت فیما بین رشتہ زوجیت و شوہریت
پسند فرمایا شاید کہ تجویز خدا و رسول نا پائدار تہی اور محض فضول و بیکار **قوله** ازین ناموافقت
آنجناب ملالتی برخاطر رسید فقط اگر حضرت کو ناموافقت زید و زینب سے فی الحقیقت ملالت ہوتی تو
بعد جدائی از زینب بہی وہی حالت ہوتی حالانکہ جسوقت خانہ زید مین زینب کا دیدار ہوا تیر مژگان
سینہ کے پار ہوا پہر تو حضرت دل مین یہہ ہی کہتے تہے کہ جب زید و زینب مین جدائی ہو گی ہمارے
لئے بہلائی ہو گی یعنی غم فرقت سے رہائی ہو گی اور عروس مطلب سے کنار ہو گی بیان اسکا آیندہ
ہو گا اور منکر کو سے زیادہ شرمندہ **قوله** زید را از طلاق او مانع میشدند فقط فی الحقیقت اسکا
ثبوت دشوار ہی اور ظاہرداری کا کیا اعتبار ہی البتہ ظاہر مین محمد صاحب زید کو طلاق زینب سے منع
کرتے تہے فی الواقع خوش کرتی ہو کہ دل سے یہہ ہی چاہتے تہے کہ زینب زید سے الگ ہو وے اور ثقلا
محفوظ از سنگ سے ہو وے اگر مولوی جی کی رائے صواب ہو گی تو رجوع بروضۃ الاحباب ہو گی کہ وہان
قصۂ زید و زینب کی تاویل کی ہی اور جو ناحق گا اسی مطلب کی تفصیل کی ہی چنانچہ چون رسول
اللہ از خدا تعالی معلوم کردہ بود کہ زینب داخل زوجات وی خواہد بود خاطر مبارکش میخواست کہ
زید وی را طلاق دہد لیکن شرم نمیگذاشت کہ او را امر کند بطلاق زینب و نیز از ان می اندیشید کہ مردم گویند

بات نہین ہے لہذا ہم اوسکا معالعہ نہین کرتے صرف اسی قدر تحصیل حاصل مین تامل نہین کیونکہ
مصنف ہدیۃ الاصنام کی تکذیب مین اوسکی تکذیب ہے آقا کی تادیب مین مولی کی تادیب
ہے ابتحقیق خود مومنین مؤلف سوط الجبار کبھی ریش دراز تر از دم حار ہے **سوط الجبار**
قصۂ زید و زینب اینچہ از کتب معتبرہ و قرآن ثابت است این ست کہ چون در زینب زید موافقت
نبود و درمیان این ہر دو عقد ازدواج بموجب امر آنجناب منعقد شدہ بود ازین ناموافقت
را ملالتے بر خاطر سید و زید را از طلاق او مانع میشدند و چون سید دانستند کہ باہم این ہر دو موافقت
صورت نخواہد بست و انجام کار نوبت بمفارقت خواہد رسید در دل مضمر داشتند کہ بعد تطلیق زید
بپاس خاطر زینب او را بحبالۂ نکاح خود خواہم آورد چنانکہ خدا تعالی فرمودہ و اذ تقول للذی
انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک و اتق اللہ یعنی وقتیکہ میگفتی بآنکسیکہ خدا بروے
انعام کردہ و تو بروے انعام کردی طلاق مدہ زوجۂ خود را و تقوی پیش آر و تخفی فی نفسک ما اللہ
مبدیہ یعنی میداشتی مضمر در دل خود آنچہ اللہ تعالی ظاہر کنندۂ اوست پس بوعد این آیت آنحضرت
زید را اجازت طلاق زینب داد و زینب را بنکاح خود در آوردند کہ اولیای زینب پیش از عقد زید
تمناے آن داشتند کہ خود آنحضرت او را در نکاح خود آرند و مانعے ازان نبود پس آنچہ معترض
ترا ثرخا بالفاظ عشق و ہوا کاغذ و دل خود سیاہ کردہ ہست و بطلانش ہویدا نیست **جواب**
اول اپنی کتب معتبرہ کا نام لیجئے بعد ازان کلام کیجئے حیلہ و حوالہ سے کام نہین نکلتا صمصام جو بین ہے
انتظام نہین چلتا اگر کتب معتبرہ سے مجموعۂ تواریخ و سیر و فقہ و حدیث مراد ہے تو عشق حضرت کسواسطے
استبعاد ہے کیونکہ اہل تواریخ و سیر وغیرہ نے تفصیلہ اسبیان کیا ہے کہ محمد صاحب نے کارعشق بدل
و جان کیا ہے اگر اس بات مین شک دامنگیر ہے تو بالاعبارت روضۃ الاحباب سند آ زیب تحریر ہے
اوسی سے حقیقت حال جان لیجئے اور اپنا اطمینان کیجئے نام قرآن نہ لیجئے اہل ایمان کو شیان نہ کیجئے
کیونکہ قرآن سے عشق محمد بوضوح ثابت ہے اور جماعت مخالفین مانند گلۂ مذبوح ساکت اگر آپکو
حوصلۂ گفتگو ہے تو یہی ہے چوگان یہی ہے گوے قرآن ہاتھ مین لیجئے او مطلب آیہ (تخفی فی نفسک

حبیب ہین **قولہ** اگر بتقدیر وصل جمال آنحضرت با زینب عشق پیدا شد الخ اصل یہ ہے کہ
جسوقت محمد صاحب زینب کے طالب کار ہین تھے اور اوسکے شوہر کان فکار ہین اوسوقت جبرئیل
نے واسطے راضی کرنے عبداللہ و زینب کے آیت نازل فرمائی اور زینب محل خاص زینت
داخل کرائی اور جسوقت زن زید پر مفتون ہوئے اور لیلی جمال زینب پر مجنون اوسوقت دوسری
آیت ارسال کرائی اور زن فرزند اپنے کے حلال فرمائی فی الحال آخر آنحضرت کا آسمان
تک عمل گیا اور پردہ دینداری بالکل کہل گیا **قطعہ** بے دو رونت برہنہ از تقوی چکن
ہمعن جامۂ ریاداری و پردۂ ہفت رنگ ء انگشادہ توکہ در خانہ بوریا داری ۞ اگر حضرت مرتکب
ہوتے اور طلاق زینب سے ناراض تو کسواسطے آیات تصنیف کرتے اور تفضیح اوقات شریف کرتے
کوئی ان آیتون کو جانب الہی سے گمان کرتا ہے وہ ذات الہی پر بہتان کرتا ہے **قولہ** بلکہ
دخول او در ازواج آنحضرت محض بارادۂ الہی واقع شد فقط اگر زینب بحکم الہی ازواج حضرت
مین شامل ہوتی اور مشیت ناآشنا ہی پر تو مہر نبوت سے مانند ماہ کامل ہوتی تو اول زید کی آستان
مین نہ آتی ماہی آسمان صیاد زمین کے جال مین نہ جاتی مالکہ ملک غلام نہوتی عروس عصمت
آوارۂ لب بام نہوتی بر تقدیر یکہ حکم الہی یہی ہوتا کہ زینب داخل ام المومنین ہووے اور سرفراز ہووے
زمین تو اول اوتعالی اوسکو دیدۂ حضرت سے مستور رکھتا اور زوجیت زید پر مجبور رکھتا تعلق غیر نہوتی
سقف کعبہ دہلیز دیر نہوتی درصورتیکہ خواستۂ خدا ایسا ہی ہوتا کہ زینب زیر مشق زید ہووے اور
آہوی حرم بانی بیت الاصنام کا صید ہووے تو زید و زینب مین فراق نہوتا مار جدا تریاق نہوتا پس بیان سے
واضح ہے کہ یہ دونون حکم خود محمد صاحب نے بروقت حاجت کے مسطور فرمائے اور از جانب الہی مشہور کرائے
قولہ ودرینجا معنی دلالت میکند آیہ (واذ تقول للذی انعم اللہ) الخ جسوقت آپ یہ مذکور
کی تفسیر قلمبند کرینگے ہم آپکا دم بند کرینگے فرمائیے کیونکر یہ آیت آپکی مطلوب معنی پر دلالت کرتا
ہے کس طرح تمہید دعوی امالت کرتی ہے جب آپ اس امر کی تفصیل کرینگے ہم آپکا رنگ رد دکھلا
کرینگے چونکہ مولف اعجاز محمدی صاحب مدینہ کا خوشہ چین ہے اور اوس سے زیادہ اوسکی کتاب مین کوئی

اصرار ہے وہ کیفیت حسن و عشق سے خبردار ہو کہ حسن دم بدم رنگ بدلتا ہے اور آفتاب جب روز
اوسی افق سے نکلتا ہو ستا یکہ اوسوقت حسن زینب نئے انداز پر جلوہ آرا ہوا وہ دل پیغمبر پر خنجر
عشق مارا ہو ویسی شہرہ مرد و زن ہو کر جوانی مین گرہیا ر بہی جو ہینگے اگر محمد ہین منصف مزاج اہل نقد
وسیر کا دین ہین تو آپ بہی اون ہی کے خوشہ چین ہین لیس دنکا اور آپکا ایک مال ہے کسو اہلی
سنت پر الیس معمال ہے اب بکار افکار ملا قطب الدین پر سزاوار آتی ہین اور ہمارے قلم و ثعل سی
اپنے تئین سرفراز کراتی ہین **قولہ** مہر بحکم الہی راضی شد ندفقط اگر بحکم الہی راضی ہوتی تو سارے
قضیہ راضی ہوتے پہر ہرگز کوئی کسیکو ناراض نکرتا ایک دوسرے کی بات پر اعتراض نکرتا چونکہ بعد
نکاح میان و بی بی کے درمیان بڑی ناراضی ہوئی اور نوبت نالش پیش قاضی ہوئی اس
سے معلوم ہوا کہ وہ حکم الہی نہین تھا اور فرمان شاہی نہین بلکہ خطرۂ واہی تھا اور تراشیدۂ حضرت
خواہی نخواہی حاصل آنکہ اگر عقد زید و زینب بحکم خداوند ہوتا تو کیونکر چند روز بعد قطع پیوند ہوتا
زن و شوہر مین پرخاش نہوتی دونون طرف سے صدا دورباش نہوتی ایک دوسرے سے جنگ
نکرتا اور یا عافیت تنگ نکرتا **قولہ** آخر چون خواستہ تقدیر این بود الخ اگر خواستہ تقدیر
یہہ ہی ہوتا تو کیونکہ واسطے عقد زید و زینب کے نزول وحی ہوتا دونون مین سے ایک غلط ہے یا یہہ
حکم قدیر نہین یا وہ خواستہ تقدیر نہین **ف** ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق ہے نوحۂ غم
ہی کہی نغمۂ شادی سہی خود سمجھ لو کہ اگر خدا یہہ ہی چاہتا کہ زینب محل حضرت مین رونق
افروز ہووے اور ملازمت شریف مین شرف اندوز تو زینب کا زید کے ساتھ نکاح نکراتا اور اپنے
پیغمبر کے لئے فضلۂ غلام مباح نفرماتا غرض کہ خدا سے اسلام کے دونون ارادہ مین تناقض ہے اور
اسکی بحث طویل و عریض ہے **قولہ** درمیان زینب و زید ناراضی تمام رو داد فقط خدا سے محمدیہ
اس امر سے کہ زید و زینب کے درمیان رنجش پیدا ہوگی اور سعی کا فضول و بیکار ہوگی آگاہ
تہا یا نہین بر تقدیر اول کیونکر واسطے رضامندی عبداللہ و زینب کے آیت نازل ہوتی اور
کسواسطے زینب زید سے واصل ہوتی بر تقدیر دوم خدا سے اسلام عالم الغیب نہین ہے اور بری از

قتل کے لئے تیار ہوئے تو ایک غلام دے کہا اور یہی امر ہے کہ اب تک بہتا نہیں اور
سرگذشت مذکور کی روایت امر اول آنکہ محمد صاحب اسقدر مشتاق وصل ماریہ کے کہ لحاظ داری
صحابہ بھی جاتا ہے اگرچہ قدر لمحہ دیر ہوتی تھی حضرت کے نزدیک مدت دراز معلوم ہوتی تھی صحابہ ایسے
گستاخ تھے کہ اسیوقت مشغول سخن ان فراغ ہے مجلس تمام نہیں کرتے تھے اور ختم کلام میں تامل کی
حضرت پر خیال نہیں تہا اور دل شکنی پیغمبر سے ملال نہیں امر دوم آنکہ صحابہ حضرت قطع منازل
عشق میں کامل تھے اور علامات اصل عشق سے غافل رمز و کنایہ نہیں پہچانتے تھے اور کیفیت خود بیان
نہیں جانتے تھے اگر کاشف دقایق ہوتے اور واقف حقایق تو حضرت کے لئے بار خاطر ہوتے
نہ بار خاطر امر سوم آنکہ محمد صاحب نے اپنے مطلب کے مضامین کا تتمہ کر اور انہیں چاہتا کہ قرآن
بنایا ہے اور آتش کس جہان پر دل لگا یا ہو وگرنہ کیا تہی کہ جسوقت محمد صاحب نے چاہا او نکے لئے
بیٹے کی بی بی حلال ہوئی اور نسیم کامرانی سے طبیعت بحال ہوئی اور جسوقت صحابہ نے مخل مباشرت
کی ہدایت چاہی فی الحال اوسی مضمون کی آیت آئی جبکہ پیغمبر اسلام سوگند شکنی پر آمادہ
ہوا خدا کا بھی ویسا ہی ارادہ ہوا آیت (یا ایہا النبی لم تحرم) ارسال فرمائی اور دوبارہ
مراجعت ماریہ قبطیہ شراب کامرانی سے مالا مال کرائی شاید کہ خدا اسلام کی یہی شان ہے
یا بہتان پیغمبر مسلمانان ہے اب کلام مؤلف ہدیۃ الاصنام ہے پیدا اس تحقیق تک تا لب بام ہو—

ہدیۃ الاصنام زینب دختر عمہ حضرت رسالت پناہ بودند زن اجنبیہ کہ گمان ہے اور اندیشہ
باشند و بخانہ زید نگاہ حضرت او افتادہ و عاشق شدہ باشند زینب خود و عبد اللہ بن جحش برادر
او لا از نکاح زید ناراض بودند و مضطر بحکم الہی راضی شدند و آخر کار چون خواستہ تقدیر این بود
کہ او را از دواج حضرت شرف حصول یابد میان زینب و زید ناراضی تمام رو داد اگر بتقدیر
غرض وصال آنحضرت با زینب تعشق میداشتند آیہ مذکورہ چرا نازل میفرمود کہ از آن نکاح
زینب با زید انعقاد یافت بلکہ دخول او در ازدواج حضرت محض بحکم الہی واقع شدہ و برہمین معنی
دلالت میکند آیہ (و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ الخ) **جواب** جو کچھ واقعہ

چاہئے کہ [illegible]

دشمن ہے [illegible] ہرگز نہیں [illegible]

حق میں [illegible] و نزاع کرینگے اصل وہی ہوگا تا کہ کبھی نہ حضرت کو اس سے مطلب کیا کہ انہون
نے سوا اوس زینب کے کوئی صورت اتصال کی نہ دیکھی اور کچھ مذمت نکاح کی نہ دیکھی حقیقۃ
اسلام یہی ہے کہ جو کوئی جماع بے نکاح کرتا ہے وہ زنا کرتا ہے حاصل آنکہ عشق زینب
مین حضرت نے ردا کیا کاندھے سے اوتار ڈالی اور بنا زنا بے شمار ڈالی انتہی ترجمہ پس جبکہ
لوگ طعام کہا چکے وہین بیٹھ کر باتین کرنے لگے زینب سب کے سامنے دیوار کی طرف منہ کر کے
بیٹھی تہی محمد صاحب چاہتے تہے کہ کسیطرح جلد گہر خالی ہو و لیکن شرم کے مارے منہ سے نہین کہتے
تہے ناچار ہو کر خود کہڑے ہو گئے تا کہ لوگ اوٹھ جاوین اور زینب اکیلی رہے مگر وے نہ اوٹھے حضرت
نہایت تنگ ہوے کچھ دیر کے بعد لوگ اوٹھ گئے صرف تین شخص بیٹھے رہے محمد صاحب بسبب حیا کے نہ کہہ
سکے کہ جاؤ لیکن دوسری بیبیون کے گہرون مین بار بار جاتے تہے اور جلد جلد باہر آتے تہے اور
بار بار لوگون کو سلام کرتے تہے وے نہ اوٹھتے تہے جبکہ حضرت بیبیون کے مکانون سے پھر آئے تو
تینون حضرت موجود تہے پوچھنے لگے کہ آپکے جورون کے مزاج شریف اچہے ہین اسی طرح کئی بار
ہوا پھر ایک چلا گیا دو موجود رہے ناچار ہو کر حضرت پھر زینب کے گہر مین آئے اور اون دونون
کے ٹالنے کے لئے کسی کام مین مشغول ہو گئے یہان تک کہ وے دونون باہر نکلے پس فوراً کسی
نے حضرت کو خبر دی کہ اب زینب اکیلی ہے اور گہر خالی ہے حضرت بسرعت تمام گہر کی طرف آئے
انس کہتا ہے کہ اوس وقت مین نے چاہا کہ حضرت کے عقب مین مین بہی زینب کے گہر جاؤن مگر حضرت
نے جلد پردہ ڈالدیا تب مین سمجھ گیا اور اپنے گہر کو واپس آیا اور یہ سب ماجرا مین نے ابو طلحہ سے
بیان کیا اوس نے کہا کہ اگر محمد صاحب اسطرح پر دق ہوئے ہین تو ضرور اس مقدمہ مین آسمان سے کوئی
آیت نازل ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہ آیت فرود آئی یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت
النبی الخ فقط بیان اس امر کے شمار ہو آئے ہین مگر ہم اختصار کو کام فرماتے ہین اگر قلم حق رقم

کہ اگرچہ سابق اوسکی نذر نہین گذرا بیان مین کی ترجمہ اکثرون نے لکھا کہ اے زینب بشارت
ہو کہ حضرت تجھکو اپنی بی بی بنایا چاہتے ہین زینب بولی مین اس بات کا جواب نہین دیتی جب
تک خدا سے مشورہ نہین کرتی پہر یہہ دعا مانگی اے خدا تیرا رسول مجھکو اپنی زوجیت مین لیا چاہتا ہے
اگر مین اس لایق ہون تو اوسکے ساتھ میرا نکاح تو ہی کر دے فی الحال قبول ہوئی اور محمد صاحب
کے پاس یہہ آیت آئی (فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا) الخ مضامین بیانات سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے
اختراع آیت سے پہلے ہی زینب کی خواستگاری کی اور رسم و عادت اسلاف سے دست بردار ہوئی
یہہ اضطراب عشق پر اشارہ تھا اور دل بیخبر بیتاب بسمل پارہ تھا اگر زینب اشارہ نکرتی خاطر تمہید
تصنیف آیت گوارا نکرتی غرضکہ جسوقت محمد صاحب نے مضمون دعا زینب معلوم کیا بحیلہ اختراع آیت
آستانہ برآمد مطلب چوم لیا اسیطرح بنا قرآن پڑہی ہے اور میدان لسانی مین تیغ ایمان گر رہی ہے
ترجمہ جسوقت یہہ آیت آئی حضرت نے تبسم کیا اور کہا کہ کوئی ہے کہ زینب کے گہر جاوے اور
مژدہ بشارت سناوے کنیز انکی اوسکو سیری جو دو بنایا سلمی لونڈی دوڑی اور زینب کو خبر دی زینب نے خوش
ہوکر اپنا زیور بطریق انعام دیا اور اسطرح پر کلام کیا کہ اللہ کے نام پر دو مہینے تک روزہ رکھونگی جب سے
مجھکو حضرت کی بی بی بنایا فقط بقول شخصے ع کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن و زینب کی باتون سے
جانا جاتا ہے کہ اوسکے مشرق سینہ سے بہی آفتاب عشق کا طلوع تہا نہین نہین مادہ سوداوی کا جوش
تہا ع آن راکہ نشان عشق یارست و بر ناصیہ اش آشکارست جبکہ زینب نے حضرت کی
طرف سے خواستگاری دیکہی اپنے دل مین بہی بیقراری دیکہی بیت پہر کیا تہا دل کو بیقراری ہوئی سینہ
چہا زخم کاری ہوئی ترجمہ بعد ازین محمد صاحب بے اذن زینب کے گہر آئے درحالیکہ وہ ننگے سر بیٹھی
تہی بولی یا رسول اللہ بے نکاح اور بے گواہ آپ گہر مین چلے آئے حضرت نے فرمایا کہ اللہ نے آسمان
پر نکاح پڑہایا اور جبرئیل گواہ ہے انتہی بیانات سے ظاہر ہے کہ اس آیت کے پڑہتے ہی حضرت کو دل
کی کلی پہول گئی اور رسم عقد نکاح دل سے بہول گئی یعنی زینب سے نکاح پیش رندانہ نہین
کیا اور کوئی گواہ و شاہد نہین بلکہ یہہ ہی کہا کہ زینب کے ساتھ میرا نکاح بحضور اللہ ہوا اور جبرئیل گواہ

میں اوسکو طلاق دیدیا چاہتا ہوں محمد صاحب گو دل میں خوش ہوئے مگر بظاہر فرمایا کہ خدا سے
ڈر اور طلاق دینے سے درگذر خلاصہ اس مقام کی اصل عبارت روضۃ الاحباب مصنفہ مولوی
محمد علی میں تفصیل کرینگے اور رنگ آمیزی حضرت تبدیل اگرچہ دل حضرت میں خوش و محو ہوتا
تو مگر طلاق باعث سرور و سرمد ہوتا اگرچہ دل بجانب زینب مائل تہا مگر یہ شرم مانع تہا
شرم سے کہہ نہیں سکتے تہے کہ یہ مطلب و ماشق تمام ہو معلوم ہو مگر فرصت سے وقتیکہ طلاق سے
مانع ہے کہ فراق پر قانع ہوئے ترجمہ دوسری بار زید خدمت حضرت میں آیا اور کہا کہ میں نے
زینب کو طلاق دی اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک
علیک زوجک واتق اللہ الخ جس وقت مسلمان اس آیت کے الفاظ (تخفی فی نفسک ما اللہ) کی تفسیر
کو تسلیم کرینگے ساری تقریر شل پیکر تصویر فراموش کرینگے بصدق دل عشق زینب پر ایمان لاوینگے اور
حضرت ہدیۃ الاسلام و سوط الجبار کی فصل سوبان بتلاوینگے جس وقت مولوی محمد علی سے عشق زینب میں
ہماری گفتگو ہوگی مد نظر مولوی صاحب اوس حضرت کی شکست فتح ہوگی روضۃ الاحباب پر نگاہ
کرینگے اینٹ کی خاطر مسجد مسمار کرینگے ترجمہ عائشہ و انس ابن مالک کہتے ہیں کہ اگر محمد صاحب قرآن
کی کوئی آیت چھپا سکتے تو بالضرور اس آیت کو چھپا لیتے فقط بندہ عرض کرتا ہے کہ جب زبان سے
بر آمد اور قرآن میں آئی کاتبوں نے تحریر کی اور مضمون نے تفسیر کس طرح چھپاتے اور کیونکر چھپتی
منہ سے نکل چکا اگر کوئی کہے کہ اول ہی منہ سے نہ بولاتے اور درج قرآن نہ فرماتے تو جواب یہ ہے کہ
الہام کیونکر فراموش ہوتے اور صحابہ کی طرح مد نظر تہی ترجمہ پس جب عدت زینب پوری ہوگئی
محمد صاحب نے زید سے کہا کہ تو زینب کے پاس جا اور پیغام پہنچا کہ حضرت تجکو اپنی بی بی بنانا چاہتے
ہیں زید کو اسواسطے بھیجا کہ لوگ گمان نہ کریں کہ اوسکی جبر و جبرا چھین لی بلکہ یقین کریں کہ اوسکی
رضا سے خود محمد صاحب کے حوالہ کی پس زید خدمت زینب میں آیا درحالیکہ وہ آٹا گوندہ رہی تہی زید
کہتا ہے کہ میں عظمت زینب سے اولٹے پاؤں گھر میں گیا تاکہ اوسکے منہ پر میری نظر نہ پڑے فقط کمترین
عرض کرتا ہے کہ بالضرور اوس وقت زید کو زینب کی ایسی ہی تعظیم واجب تہی اور ایسی ہی تا کہ

سے آخر ہونا مانند شکر و شیر ہین اور مسلمان بھی اونکی طرح نکاح سوتیلی بیٹیون سے کرین
سوتیلی بھی اپنے فعل پر حلال ہوگی تو ان علما حضرت کے جواز نکاح مین جو مثال ہے اوسکو کیونکر جبر
صورت مین تم خود کہتے ہو کہ محمد صاحب مسلمانون کے حقیقی باپ نہین ہین اور ازواج مطہرات حقیقی مان
حقیقی نہین تو دونون کے نکاح مین کیا برائی ہو اور کیونکر بیٹی کی جیسی برائی ہو اگر ان مذکور کا
نکاح مخالف رسم اور عادت نہو تو نکاح زنان متبنین حضرت کیونکر پسند ہوتا اگر اسمین قباحت
نہین ہے تو اوس مین بھی قباحت نہین جب تک کہ زنان حضرت کو مادر حقیقی قرار نہ دیجے اونکی نکاح
سے عار نکیجئے اور جبکہ ازواج حضرت کو مادر حقیقی جانئیگے تو اپنے تئین اونکا پسر حقیقی مانئیگے بس
حضرت پر الزام آئیگا کہ خلاف شرع ہوا عمل کیا اور منافی شرع و عقل پسران حقیقی کی عورتون سے
شراب وصل پی اور مخالفت کتاب و عقل کی **ابیات** لا ساقی ذرا تو بادہ ناب وہ دے جلد
مجھے کہ اب نہین تاب ۔ وے جام سے مئے سنا مجھکو ۔ یاد آیا ہے اک تماشہ مجھکو ۔ اب محمد صاحب کی
ایک حرکت مسلمانون کے لئے باعث برکت کہ مناسب مقام ہے اور زینت اسلام مذکور کرتا ہون
اور خاطر عروس مسلمانی مسرور و خوش زینب و حضرت کا بیان اون لذید تر از شیرہ جان ہے مثل
بہت حکایت دراز تر گویم چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور ۔ جب حقیقت یہ کہانی ترتیب ہوگی
شہرت مسلمانی عجیب ہوگی بڑی بڑی آبرو والون کے پیٹ مین پانی پڑ جائیگا آبگینہ خاطر ٹوٹ
جائیگا اسلام کی کشتی طوفانی ہوگی بلکہ آبی مسلمانی کی طغیانی ہوگی سفہائے چمن اسلام کے ہوش
باختہ ہونگے میان محمد علی اور کی دم بخود ہونگے کہ کسکا منہ ایک دست مجال ہوگا بلندی پر پیش
اقبال ہوگا **نظم** شاخ گل ادھیکا مذبذب ہو رہی گل کا دہڑکا لگا اب مین لکھتا ہون قصہ
عشق بلبل کا بہ مشرین دو عنیۃ لا یہ قدر اس شان سے بیان کیجیے کہ مسلمانی کا ہوش پریشان
کیا ہے جیسا کہ در منثور اصحاب جرح کہ بعضا اہل تفسیر و حدیث و سیر و فقہ و تواریخ قصہ زینب
و زینب را بنوعی ذکر کردہ اند کہ ہیچ کاہل اسلام و شان حضرت چنان اعتقاد نکند انتہی محدث
جمال الدین قول مفسرین و محدثین و اہل فقہ و سیر و تواریخ مین کچھ ترمیم کی ہے اور کچھ بات تسلیم

نکاح مین کیا حرمت نہین ہوئی اور مطلق نجاست نہین ہے چونکہ صاحب ہدیہ سنیہ اسبات سے منکر ہے اور بیت

بیت الحرام اپنے قول سے انحراف نکرتا ہو اور بیت الحرام صاحب کا طواف **قوله** بلکه بوده از

ان موجب حصول کرامت و شرافت آن زنان دیگر بود الخ جیسے کہ عمات مومنین کو موجب

حرمت موجب حصول شرافت و کرامت ہے ایسے ہی مسلمانون کو شہوت ازواج حضرت باعث

حرمت و خلافت و امامت ہے کیونکہ جیسے مرد شہوت کی صحبت سے عورت کو دولت و کرامت

ملتی ہے ایسے ہی ہمبستری عورت عفیفہ سے مرد کو لئے قبلے شہامت ملتی ہے **قوله** بخلاف

جواز نکاح ازواج آنحضرت با دیگران کہ موجب بطلان شرافت حاصلہ شان میشد فقط اگر

ازواج حضرت کا مسلمانون سے عقد و پیوند ہوتا تو اسباب شرافت دو چند ہوتا جو مومنین نکلے

چراغ سے چراغ جلتا سو اسلئے ازواج حضرت سے مسلمان شرافت برتسیا آتی حتی کہ نیابت پیغمبری تک

مسلمانون کا رنگ نکلتا خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا حاصل آنکہ اس معاملہ مین اعلان

کرامت تباہ بطلان شہامت اب مولوی محمد علی حسن آفرینی کرتے ہین تہین نہین صاحب ہدیہ کی خوشہ

چینی کرتے ہین **سوط الجبار** اگر معترض اندکی بہرہ از فہم داشتی این قسم اعتراضات را از دیار

پنداشتی زیرا کہ در مذاہب با امورات حکمی و حقیقی یک منوال احکام متفرع نمیشوند **جواب**

معترض نے فہم و فراست خداداد کچھ پائی ہو اور فنون بحث و مباحثہ یاد اسی سبب قطب الدین و

احمد الدین پر غالب آیا اور ہر دو بت شکن لقب کیسے کن پایا اگر کچھ جانتے تو رد بر رد آتیے اور رد ہوجاتا

خاطر خواہ امتحان لیجیے حقیقت تشیع خانجان سمجھے جب امر اشتہار اسکے لئے دوبارہ جمع کرنا کیا

ضرور ہے اگر آپ اسکا نام جمع الجمع دھرینگے اور اس حیلہ سے اپنی بات کی سمجھ کرینگے تو جناب

معترض کے لئے فرخ ہوگا اور عمدہ سودی کیجیے جواب علاوہ بندہ مین آپکا اعتراض مدفوع ہوگا ای

امر مین نزاع لفظی ہو وہ گذرا اور بحث سنیے اگر تحسین امور حکمی و حقیقی ہی پر بنا ہو تو ازواج

حضرت ماں ازواج مومنین مین سیا ہو ہرگز جیسے حضرت مسلمانون کی پدر حکمی ہین ویسے ہی

ازواج حضرت مسلمانون کی مادر حکمی ہین پس جب حضرت اپنے پسران حکمی کی ازواج

ہے ہوا اگرچہ مادر مسلمان آنحضرت کی ازواج ہے ساتھ نکاح نہیں جائز ہے تو ازواج کی

زوجیت الاصنام ہے یہ بندہ کلام میں الجہا بین کا لعب ہے **زوجیۃ الاصنام** زیبا

و کرامت ازواج آنحضرت مثل مادر مومنین بودند ازانکہ مادران حقیقی مومنان بودند لازم آید

کہ زنان دیگر مسلمانان نیز آنحضرت حکم زنان پسران داشتہ باشند و نکاح آنہا با آنحضرت

جائز نباشد چنانکہ اندرین مخفی نیست بلکہ جواز آن موجب حصول کرامت و شرافت آن زنان

دیگر بود کہ در ازواج مطہرات نسبت شمول مے یافتند نہ موجب بطلان شرافت بخلاف جواز

نکاح ازواج آنحضرت با دیگران کہ موجب بطلان شرافت مادریشان میشد **جواب**

جبکہ تمہارے بیان بموجب صرف طلاق دینے کے نکاح چھوٹ جاتا اور رشتہ شوہریت حقیقی

ٹوٹ جاتا تو جسقدر کرامت و شرافت زوجہ کو بسبب زوجیت کے حاصل ہو گی ایک آن میں

بالکل باطل ہو گی کیونکہ جب سبب دور ہوا مسبب کافور ہوا لہذا جس وقت محمد صاحب نے اپنی

ازواج کو خلعت طلاق دیا یا قضیہ زندگانی فانی بیان کیا تو ازواج از زوجیت حضرت میں

جسقدر کرامت و شرافت پائی ہو گی یک لخت بحالت شر و آفت گم ہو گی پس جبکہ بسبب ہو گی

کے انکی شرافت و کرامت باقی رہی تو انکا حضرت کے ساتھ پیوند رہا اور کوئی مسلمان

مثل فرزند رہا پس انکا نکاح مسلمانوں کے ساتھ کیونکر برا ہے اور کسواسطے مخالف

حکم خدا ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت قبر میں زندہ ہیں اور رسالت نوازندہ تو جواب یہ ہے

کہ ہر ایک مسلمان کو ہیں زندگی رہتی ہے چنانچہ کتب محمدیہ میں مشروح ہے کہ قبر میں منکر نکیر مسلمان سے

سوال کرتے ہیں اور تفتیش حال اعمال ہیں چاہیے کہ بیوہ مسلمان کا نکاح بھی دوسرے کے

ہمراہ جائز نہووے اور کوئی اوس پر جائز نہوگا **قولہ** زانکہ مادران حقیقی مومنان بودند

الخ جبکہ اہل اسلام حضرت کی ازواج کی مادر ہی حقیقت میں ہیں تو انکا نکاح مسلمانوں کے

ساتھ خلاف حقیقت نہیں ہوا چنانچہ اس قول پر عمل کیا ہو اور آیت ماکان لکم ان تؤذوا کا ادراج

بلا دلیل ہو کوئی واقف اصل نسخ ہوا ہو کا خصم عقل و شرع وہ ہرگز نہ جانتا ہوگا کہ مادر حکمی کو

ہمت لہذا انجانب سب مخالفین ہین برخلاف احکام اسلام کے جسکی معرفت بہشتیاب ہو گئے
ہین اور وہ اہل قطاس وکتابیات بات مین اوسکی تعریف کرتے ہین اور ستایش اوا کرتے
ساعات عبادت وریاضت مین حضرت کے لئے حکم سبکدوشی ہی اور خواہشات نفسانی و شہوت
رانی مین اجازت گرمجوشی اسواسطے جانا جاتا ہے کہ مجموعۂ قرآن حضرت نے ایجاد کیا ہی بہشت بہرین
اپنے لئے مدینۂ آسایش آباد کیا ہے **قولہ** صاب نکاح شاستر خود مطالعہ فرمایند نقل
شاستر کا نام لیجئے اور اصل عبارت اوسکی سے کام کیجئے جھوٹ سے کام نہین نکلتا صبح کا ذب
رنگ چرخ ازرق فام نہین بدلتا **ف** جھوٹ کہنا کام کچھ اچھا نہین و راستی منزل پہ پہنچاتا
نہین ۔ **قولہ** کہ در تخصیص دیو بیاہ بابرہمن کہ دختر با برہمن کنانندہ مگر عطا فرمایند تخ
ابیات کسی نے اسطرح لکھا نہین ہے ۔ مخالف پیشوا کا دین ہے ۔ لکھا ایسا کہین ہر گز
دکھلائے ۔ تو کہنا ستر من کا راست آئے ۔ وگرنہ لغو گوئی سر بسر ہے ۔ سراسر بانگ خر گوز شتر
ہے ۔ جو کچھ دہرم شاستر مین لکھا ہی اوسکا یہی مدعا ہی کہ اگر کوئی شخص یگیہ کرانیوالے کی زوجیت
مین دختر دے اور اوسکے ساتھ پوشاک وزیور دے تو وہ دیو بیاہ ہے اور سزاے واہ واہ چنانچہ منو
کے دوسرے ادہیاے مین ہے ۔

यज्ञेतु वितते सम्यगृत्विजेकर्म्मकुर्वते अलंकृत्यसुता दानंदैवंधर्म्मंप्रचक्षते १

یہان سوا حسن اتفاق کے کوئی امر سبب نہین ہی اور ہر گز ترجیح و تخصیص برہمن نہین اگر
مولوی جی کو عقل و دانش سے بہرہ ہوتا تو کسواسطے آپ شرم سے تیرہ چہرہ ہوتا ایسا پوچ اعتراض
کرکے اپنے عیوب خانگی سے اغماض نکرتے حقیقت یہ ہی کہ میان محمد علی خود مجبور ہین کہ پیرایۂ فہم
و فراست سے معرّا ہین لہذا اونکی شان مین یہ مثل صادق کا ہی ہے کہ زور نہ ظلم عقل کی کوتاہی سے
بحث دینی ہر کور و کر کا کام نہین ہی اور نجاری بندر کا کام نہین **ف** فی الحقیقت ہر کسے را کار
خود دیتہ لیدہ و دخل ساند کہ بکار غیر پیدا شر شود ۔ چونکہ ہمارے مخاطب میان محمد علی بسبب حمق جبلی کے

آفت نازل ہوئی اگر محمد صاحب باہم مساوات بیبیوں کے ازواج کا یکسان مطلب
ہیلاتی تو صفر مین نوبت بنوبت بیبیون کو ہمراہ لیتے سب کو یکسان عزت و جاہ دیتے تخصیص عائشہ
وغیرہ بطرفداری کے کس واسطے کسیکا حق تلف کرتے اگر کوئی کہے کہ جب حضرت جہاد کو جاتے تھے تو
قرعہ ڈالا کرتے تھے جس بی بی کے نام ہوتا آتا تھا تو وہ ساتھ ہوا ہے بہتر نظر آتا تھا تو جواب یہ ہے کہ
حضرت قرعہ ڈالنے مین بھی کچھ منصوبہ کرتے ہونگے پاس خاطر محبوبہ کرتے ہونگے علاوہ اسکے
قرعہ ڈالنی شرع اہل سنت کے بھی موافق ملت نہین نجومی و کاہن و قرعہ زن کا ایک انجام ہے بمطابق
عقیدۂ اسلام ہے **سوال** سرکس نیست بہر آنکہ شاعر و قرعہ زن و اختر شمار است
مولوی محمد علی خیال خام پکاتے ہین اور احکام وید و شاستر پر الزام لگاتے ہین **سوط الحق**
اکنون معترض راہ تعصب بیہودہ آشکارا گوید کہ بسیار از احکام کہ بموجب وید و شاستر منو و پتر
دختران بہ مخصوص شدہ اند چہ قدر گرد تعصب بر دامن پاک خدا تعالی نشستہ است در باب
نکاح شاستر خود مطالعہ فرمایند کہ چند تفسیر وید بیاہ با برہمن کہ دختر را برہمن کنانند جگ عطا
فرمایند و دیگران را ازین خیرات محروم مے گردانند ہم رسم گنش بیاہ و گاندہرب بیاہ را مخصوص
چھتری کردہ اند **جواب** چونکہ اہل حق تعصب سے بری ہین اور مایا محو عدالت گستری
ہین لہذا (راہ تعصب بیہودہ) اسقدر عبارت مفز زائد ہے اور مولوی صاحب پر اعتراض بوالفضولی
عائد ہے شاید کہ انکو اسی بات کا اشتیاق ہو کہ گیسوے بکر فکر عالی درازتر از شب فراق
ہووے البتہ ہمارے یہان معاملات عبادت و ریاضت مین بعض اشخاص کے لئے کچھ تخصیص ہے اور
فی الحقیقت وہ دوسرون کے واسطے تحریص ہے کہ اگر وے بھی اوسیطرح رضاجوئی خداوند
کرینگے اپنا منصب بلند کرینگے پایگاہ رفیع پاوینگے سعادت پاوینگے چنانچہ سرگذشت دھرو اُتم
شہرۂ آفاق ہے اور ہمارے کلام صدق پیام کی مصداق ہے جو کوئی اوسپر عمل کریگا اپنا درجہ
ادنی درجۂ اعلی سے بدل کریگا پس احکام وید انسان کل کے لئے مفید ہین اور باعث ترقی مزید
جسکے بواسطے وے نازل ہین اور اہل حق کو حاصل ہوسکے لئے کسی بات مین موجب تخصیص نہیں ہے

ارادہ طلاق سے باز رہ کر ادائی غرضکہ محمد صاحب عائشہ سے صد چند التفات رکھتے تھے کیا اس
مساوات رکھتے تھے ہرچند سودہ کو ازواج مین شمار کرتے تھے مگر ہمبستری ضعیفہ سے عار کرتے تھے
یہ تمام سرگذشت کتب احادیث مین مرقوم ہے اور مولوی جی کو بخوبی معلوم ہے **قولہ** چنانکہ مسلم
بن حجاج نیشاپوری روایت کردہ الخ اگر محمد صاحب بسبب طرفداری سے عار کرتے اور ہر ایک بی بی
سے اوسکی نوبت کے دن برابر پیار کرتے تو حفصہ کے گھر اور اوسکے بستر پر ماریہ جاریہ سے ہم آغوش
نہوتے اور اسقدر حق فراموش اور شراب ہوا و ہوس سے مدہوش نہوتے روایت ماریہ کا جواب
تحفۃ الاسلام مین اسطرح پر بیان ہوا کہ جس سے سر منافقین در گریبان ہوا علاوہ اسکے اگر محمد صاحب
ہر ایک بی بی پر مساوی توجہ مبذول فرماتے تو کیونکر نوبت عائشہ ہی کی بغرض تحفے قبول کرتے بخاری و مسلم
مین منقول ہے کہ اگر کوئی شخص کچھ پیشکش پیغمبر کرتا تو بروز نوبت عائشہ ہی کے بہیجوا کر سرور ہوتا پس حضرت
اوس سے راضی ہوتی اور شکرگذار فیاضی دوسری بیبیاں آتش رشک سے جلتین اور جوش غضب سے
مانند دیگ ابلتین ام سلمہ نے حضرت سے اس امر کی شکایت کی ہے بہین پیغمبر اسلام کو ہدایت
کی کہ تخصیص عائشہ دور کیجیے اور یہہ ہی دستور کیجیے کہ لوگ تحفے اوسی بی بی کے گہر لائین جسکے گہر آپ
تشریف ارزانی فرمائین تاکہ کسی بی بی کو رشک آئے اور کوئی غیرت سے اشک بہائے محمد صاحب نے
ام سلمہ سے کہا کہ تو عائشہ کے باب مین مجکو ایذا پہنچاتی ہے اور بیطرح ستاتی ہے سوا عائشہ کے مین
جس بی بی سے ہمبستر ہوتا ہون اور جسکے بستر پر سوتا ہون میرے پاس جبرئیل نہین آتا اور
تنزیل نہین لاتا البتہ بستر عائشہ پر میرے پاس وحی آتی ہے ظاہرا پسند جبرئیل وہ ہی آتی ہے
پھر ام سلمہ وغیرہ نے فاطمہ کو اپنا ساعی کیا اور خدمت حضرت مین راہی پس فاطمہ نے اس مقدمہ
مین حضرت سے خطاب کیا حضرت نے اوسکو یہہ جواب دیا کہ اے فاطمہ عائشہ سے محبت کر اور ایسی بات
سے درگذر جس سے اوسکو کلفت ہووے اور جو باعث ترک الفت غرض اس سے کہ بعض فقرات حدیث
کا ترجمہ ہے اور بخاری و مسلم کا اصل یہہ ہی ظاہر ہے کہ محمد صاحب عشق عائشہ مین معاملہ یکطرفی کرتے
تھے اور جملہ ازواج کی حق تلفی عائشہ کی ایسی خرافت حاصل تھی کہ جس سے تمام بیبیان پژمرد

طبیعت محمد علی پہ بار نہوگا اگرچہ ایک غیر معتبر ہے تحسینی و حیات القلوب ہے کسواسطے خاطر
مکدر ہوتا شاید کہ اسواسطے ہی کہ گھر کی خدائی ہے کہ جو کچھ وہ کہین وہ سند ہوجاوے اور جو کچھ ہم کہین وہ رد
ہوجاوے **قولہ** آرے بر بنائے تفسیر دوم کہ ارتفاع قباحت لازم ہے آید الخ شکر خدا کہ مولوی
جی نے ہمارا اعتراض مہمل کیا اور دوستان کمبکن مین شمول کیا مگر کچھ انکار باقی ہے بعد نشہ
خمار باقی ہے اگر اسیطرح مباحثہ ایک زمانہ رہیگا اور ساقی شراب لبریز پیمانہ رہیگا تو جلد ترک نشہ
خمار سے رستگاری ہوگی اور خواب غفلت سے بیداری **قولہ** جوابش این ست کہ تا دہ فتنکہ
مذکورہ سابق در باب ممتنع بودن الخ جبکہ کلیہ کے آخر کلمہ (مذکورہ سابق) بطور صفت واقع
ہے تو لفظ در سے بیکار لو ابی تک تمام عبارت فاضل ہے مگر سمجہا کیجیے کہ آپکی اصل مین تو دائم
ہے اسیواسطے معکوس مزاج ہے جابجا الفاظ زائد لاکر ناحق طول دیا اور کلام نامعقول کیا ہے
حقیقت یہ ہے کہ میان محمد علی کو واسطے رونق بازاری اور رواج دکانداری کے تطویل عبارت
منقول ہے اور المناسبۃ کی سرشت مین مجبول ہے لہذا ہم بھی بنابر تعاقب ملاتیار ہین اور ہنگام
مباحثہ گرم گفتار ہین سو جسقدر ہے کو دو را نا اسکو منضم ہوئی دے و سنبل باغ سی ترجمانی ندی
سیو کو و اگرچہ بحث نقلی طبیعت پہ ناگوار ہے مگر سمجہا کیجیو کہ ملکم تحصیل ہے جواب کلیہ مذکورہ بالا صنف
ہوا قلم دو زبان ہوا اور جیساکہ چاہیئے آپکا اطمینان ہوا اگر اجازت ہوگی تو بعد باب تفسیر رموز
مخفی و جلی کیجاویگا اور از سر نو تسلی مولوی محمد علی اب پھر مولوی صاحب اپنی اصل کیطرف رجوع کرتے
ہین اور جہوٹی تقریر شروع **قولہ** با این ہمہ حضرت قباحت را در ازواج خود مرعی میداشت
الخ اگر محمد صاحب اپنی عورات مین قباحت مرعی رکہتے اور ہر ایک کام مین مقدم تعمیل شرعی رکہتے
تو نوبت سودہ صدیقہ کو زیادہ تے شراب کا عمرانی رفیقہ کو نہ پلاتے تنبیہ اس ابہام کی اور تفسیر اس کلام
کی یہ ہے کہ جسوقت سودہ [illegible] حضرت سے پیر ہوئی نظر حضرت مین حقیر ہوئی پس محمد صاحب نے ارادہ
کیا کہ سودہ کو اپنے حبالہ نکاح سے رہائی دین اور دیدہ انصاف مین سلائی سرمہ تطلیق بجا
لائی اور اپنی نوبت عائشہ کو عطا فرمائی جبکہ سودہ نے اسطرح یہ حضرت کی ناخوشنودی دیکھی تو حضرت سے

فرماتے ہین جس وقت آپ نقل مضامین کریگے اور نام مفسرین نشین ایک ایک کا دل پسندان
ہوگا اور ما یکابند وہان ہوگا چونکہ یہ تفسیر آپنے اختراع کی ہے اور مفسرین قدیم سے نزاع کی ہے
اسواسطے ہم اوسکی تکذیب مین طول کلام نہین کرتے جیسا کہ چاہئے اہتمام نہین چونکہ مولوی صاحب کی
ابکار افکار ایسے ناخوب ہین اور بیعیوب بے ننگا ننگ سے ہیں حوالۂ قلم رو ہوتی ہین اور بروقت امتحان
بیہودہ ہوتی ہین **قولہ** خلاصہ اینکہ بہر دو تفسیر این آیت ناسخ لا یحل لک النساء الایہ نیست فقط
آپ نے کچہہ بہی تفسیر نہین کی اور معنی آیت مین ایک سطر بہی تسطیر نہین اول ہی خلاصہ آغاز کیا اور
اصل مطلب قلم انداز گو بذریعہ حیلہ حوالہ اجمال مکتوم ہوا مگر اصل مدعا معلوم ہوا **سہ** گفتن ہمین
بس ست کہ اسپ من ابلق ست ؛ سمجہینگے اپنے دل مین جو ہونگے ہوشیار ؛ بلا شبہ آیت
(ترجی من تشاء) ناسخ ہے اور مخترعات جناب کا بہی ناسخ ہے اگر مفہوم آیت (لا یحل لک
النساء) منسوخ نہین ہے تو بہی مخترعات سامی کیلئے منسوخ ہین اسکا بیان عنقریب آتا ہے
اور رسے و مبارک پر سیلی تکذیب لگاتا ہے **قولہ** قول معترض کہ محمد از زنان ہر قدر یکہ خواہد در
تصرف خود در آرد الخ بر تقدیر یکہ آیہ (ترجی من تشاء) او ثانیہ (لا یحل لک النساء) مین رشتہ ناسخیت
و منسوخیت منقطع ہوگا تو بہی آفتاب اعتراض اندرین آسمان اسلام پر طلوع ہوگا شبہ سبحانہ
مانند چراغ روز بیفروغ ہوگا اور دعوی محمد علی مثل صبح کاذب دروغ ہوگا کیونکہ آیت سابق سے
مانند آفتاب درخشان پیدا ہے اور مثل ماہتاب تابان ہویدا کہ محمد صاحب طالب عورات مہر تمنا کی
ہووین اور فکر مہر و نکاح سے فارغ البال یعنی مہر و کابین نہین دین اور صفت عورت ازہر
جبین لین ہمارا قول سر او قل نہین ہے چاند پر خاک ڈالنا اقتضائے عقل نہین ہے **سہ** خیال
نازکم ہنیست تاب ناخن دخلی یعنی ہرگز نباشد طاقت نشتر رگ گل را ؛ **قولہ** جنیبالی
دے درباب رفع قسامت بر تفسیر الخ چونکہ تفسیر اول درست نہین ہے اور تقریر سامی بحث
نہین اسواسطے پہلے تفسیر مذکور کی راستی مین خیال ہمارا کیا مد نہین تو واحد کا جب تک کہ تمام تفسیر نہ
دہروگے اور بجنسہ عبارت تحریر نکروگے ہمارا اعتراض غیر دار نہوگا آفتاب بعضب کعبہ کن زادگان

از سر گذشت چه یک نیزه چه یک دست جھوٹا دستگار نہین ہوتا کاغذ کا جہاز پار نہین ہوتا ۵

کبھی ناؤ کاغذ کی بہتی نہین ہے کہ دیوار ریتی کی رہتی نہین ہے اگر سولہ تفسیر خیل کا ذہین نہین

ہین اور رجال الیمامہ کے ہمنشین نہین تو وہ علم جس مین پیشوایان ہنود اپنے حق مین تبرا

و خمار ظاہر شہراتے ہین اور دوسرے کے حق مین اکبر الکبائر حرام حرام تحریر کیجیے اور براءت خود تشہیر

صغیرہ و کبیرہ کیجیے اب مولوی صاحب آکر جو یہ بہینکتے ہین اور معنی آیہ (ترجی من تشاء) مین گفتگو

بیترینہ **سوط الجبّار** در تفسیر آیہ (ترجی من تشاء منہن) مفسرین را دو قول ست یکی

اینکہ ترجی بمعنی تطلق و تودی بمعنی تمسک برین تفسیر ارتفاع قسامت ہیچگونہ لازم نمی آید قول

دوم ترجی بمعنی تؤخر و تودی بمعنی تضم برین تفسیر البتہ قسامت از آن حضرت مرتفع میشود خلاصہ

اینکہ بہر دو تفسیر این آیت ناسخ لا یحل لک النساء الا یہ نیست و قول معترض کہ بعد از نزان ہر قدر

کہ خواہد در تصرف خود در آرد ظاہر البطلان ست و ہمچنان اعتراض او در باب رفع قسامت

بر تفسیر اول ہیچگونہ وارد نمیشود آری بر بنای تفسیر دوم کہ ارتفاع قسامت لازم می آید جوابش

این ست کہ تا وقتیکہ کلیہ مذکورہ سابق در باب ممتنع بودن تخصیص بسوی در اوامر و نواہی

ثابت نشود ہیچ محل اعتراض نیست با این ہمہ آنحضرت قسامت را در ازواج خود مرعی

میداشت و گاہے رعایت آن نمیگذاشت چنانکہ مسلم بن حجاج نیشاپوری باسناد خود

روایت کردہ کہ بود در نکاح پیغمبر نہ زن پس چون روزہا اوشان قسمت میکرد نمیرسید بزن اولی

نمیرسید مگر بعد نہ روز **جواب** کیون جھوٹا بہانا بناتے ہو اور کسواسطے سنگ کذب کے ساتھ کہنا

کہاتے ہو اگر سچے ہو تو نام اہل تفسیر لیجیے اور ان کی اصل عبارت تحریر کیجیے راست و دروغ مین

تفاوت بسیار ہے ہما و بوم مین عداوت آشکار ہے راستی اور کذب مین ہے فرق آئینہ کو دیکھیے

ہا عکس شکل رو ہے یہ تو بد ہے آئینہ ہو جو اگر میان محمد علی رنگونی کی عادت کرتے تو منہ مولائی پر

کیونکر اقامت کرتے ہے چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

و بنا برین ان کا یہ ہی معمول ہے کہ خود بنا لگی اپنکا رانگی کہ فرماتے ہین اور دوسرے اشخاص سے نام د

اور تدبیر شہوت رانی خواہی نخواہی نکالی سب طرح سے اپنے حق مین وسعت مرغی رکھی جو خواہش
نفس کی موافق ترتیب شرعی رکھی ہے جنے رسالہ صولت ہند و پاداش اسلام مین یہ مطلب آیات
سے اثبات کیا ہے اور مخالفین کو بات بات مین مات دیا ہے ایسا ہی اون آیات کی تکرار
خوب نہین ہے حلوا بار بار مرغوب ہین اس جگہہ دو تین احادیث قلمبند کرتا ہون او طبیعت
اہل خلق غور کرین اگر مولوی صاحب کی دل مین انصاف ہوگا او آئینہ قلب زنگ تعصب صاف
ہوگا تو بعد ازین نفسانیت حضرت سے اعراض کرینگے اور فقیر اہل دین پر اعتراض نکرینگے حدیث
مسلم مین ہے کہ اول محمد صاحب نے اپنے خاندان کی ستایش کی بعد ازان طایفہ اپنا مین اپنی
تشین نمایش دی الفاظ حدیث یہہ ہین (یقول ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل و
اصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم) یعنی محمد صاحب
فرماتے ہین کہ بیشک اللہ نے چن لیا کنانہ کو اولاد اسمعیل سے اور چن لیا قریش کو کنانہ سے اور
چن لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور چن لیا ہمکو بنی ہاشم سے فقط یہہ حدیث مسلم مین ہے کہ محمد صاحب نے
کہا کہ مین قیامت کے روز باعزت وشان ہونگا اور سرخیل انسان سب سے پہلے قبر سے برآونگا
اور سب کے اول شفاعت فرماونگا چنانچہ قال رسول اللہ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ
و اول من ینشق عنہ القبر و اول شافع یہہ اوسی کتاب مین ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ روز قیامت
میرے لئے بڑی توقیر ہوگی اور میری امت کل انبیا سے کثیر ہوگی اور سب سے اول مین ہی در جنت
پر جاونگا اور دروازہ واکراونگا چنانچہ قال رسول اللہ انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامۃ
و انا اول من یقرع باب الجنۃ اسیطرح کی صحاح مین ہزار ہا حدیثین آئی ہین جو غایت خودستائی
مین اپنی تعریف آپ کرنا برعکس عادت اہل کمال ہے بلکہ کم ظرفی و فرومایگی پر دال ہے ۵

خودستائی نیست رسم مردم صاحب کمال ٭ آب لب بست از صدا چون گوہر یکدانہ شد ٭

قولہ چنانکہ شعرایان ہنود قمار و شراب تجی خورد و امید اشتند الخ جبکہ دروغگوئی مین
کوئی آپکا ہمسر نہیں ہے تو آپ (لعنت اللہ علی الکاذبین) سے بچنا کیا اصلاح رہینگے آپ جون

کے لئے اجازت زیادہ اندازہ سے وہ سورہ احزاب مین آیت ہے پر تفسیر اوسکی کتاب ہذا کے صفحہ
بالا مین مطول ہوا وہ مائل ناسوت و مال الاعلی حیثیت سے ہے قولہ وہ این [illegible] کہ جائز ہو نہین [illegible]
طلاق و تبدیل ہم [illegible] محمد صاحب کے لئے بھی اجازت طلاق و تبدیل دی گئی ہے اور یہ ہوا اسکی
تفصیل کی گئی ہے ہم ایک مضمون کی بار بار تکرار نہین کرتے بسبب کم گنجائش کتاب [illegible] ہی ہے کہ محمد صاحب
سوا اور تھے یا اسلام کو [illegible] قولہ نسبت پیغمبر حق دیگر [illegible] فقط قرآن کی کسی سورہ یا
یہ مطلب نہین ہے اور کسی مفسر کا مذہب نہین ہے تو نشان دیجیے اور اول و آخر اوسکا بیان کیجیے [illegible]
نہین آتی کہ از خود حکایتین بناتی ہے اور راہ [illegible] آیتین بناتی ہو شاید کہ قصبہ [illegible] اون مین جبرئیل گذرا
ہے اور محمد علی کے اوپر اوترا ہے کیون نہ ایسا ہوگا کہ وہ حضرت کا ہمنام ہے اور قصبہ مذکور [illegible]
کا بیت الحرام ہے قولہ از ہمین جا توان یافت کہ این اوامر و نواہی محض بحکم الہی بودہ اند فقط
تفسیر سے ظاہر ہے کہ یہ تمام امر و نواہی ریائی ہین اور نتیجہ خیرہ رائی و خودستائی محمد صاحب ہین
[illegible] پہلا [illegible] تھے اور وہ مادام اپنے تئین سرور انبیا جتلاتے تھے اپنی تعریف اپنے منہ سے زیب نہین
دیتی ماہ کنعان کو اپنی زہرہ جبینی فریب نہین دیتی س ثنا خود بخود کردن نزیبد مرد دانا را چون
پستان خود مالد [illegible] نفس کے قولہ چہ در آن مصلحتہا گوناگون مستتر ست الخ سوائے
اسکے کوئی مصلحت نہین ہے کہ محمد صاحب تو شہوانی پر قادر نہین تھے اور چار عورت پر صابر نہین سو واسطے
اونہون نے احکام خود بنا کے اور بجانب خداوند منسوب فرمائے اگر اون مین کچھ مصلحت ہووے
تو بیان کیجیے اور سر نہانی عیان کیجیے س سر نہان آشکارا کیجیے تو کوئی سر کنارہ کیجیے
قولہ کہ تفسیر [illegible] ضرور نیست عقلاے مہربان تشریح اوسکی کیونکہ ضرور نہین ہے اور کسواسطے
آپکو منظور نہین ہے خدا کیچہ تشریح کیجیے اجمال بہ تفصیل کو ترجیح دیجیے س سر نہان کیا ہے اندر [illegible]
دور کیجیے پردہ از راہ کرم + جسوقت مولوی جی مصلحتہاے مذکور کی تشریح کرینگے ہم [illegible] تکذیب یہ
تصحیح کرینگے تب مولوی صاحب کا دم بند ہوگا انجام مسلمانون کو باعث [illegible] ہوگا قولہ اگر اوامر و نواہی
مذکورہ از طرف پیغمبر بسبب خواہش نفس [illegible] بلا شبہ محمد صاحب نے از طرف خود بنا کے اور امر و نواہی الہی

مساوات کے ناسخ کس آیت کو ٹہیرو سے چار سے زیادہ عورتین کیہ لائے اور کیونکر قبیل آیت
سورہ نسا مین اُنہین ہیہ کیا ان باتون کا جلد تر جواب بہیجو اور افراط و تفریط حضرت سے ثبوت کیجے
اب ہمارا قلم گوہر افشان مولوی صاحب کی افکار انکار پر داخل ہوتا ہے نہین نہین جوران جبتقدر داخل
ہوتا ہے **قولہ** یہ ہیچمیرز حکم دین نمط رسید کہ زواجیکہ در حبالۂ نکاح سیدار و بر آن زیادہ مکنند فقط
جسوقت محمد صاحب کے پاس جبرئیل آیا اور یہ حکم جلیل لایا اوسوقت کسی مسلمان کے نکاح مین چار
سے زیادہ عورتین تہین یا نہین بتقدیر اول اون مسلمانون نے بحکم حضرت چار سے زیادہ عورات سے فراق
کیا یا اتفاق اگر افتراق کیا تو تعصب محض ظاہر ہے کہ مسلمانون کا چار عورات سے زیادہ سے فراق کرایا
اور آپ نو عورتون سے مذاق اوٹہایا اگر اتفاق کیا تو محمد صاحب کے لئے وسعت نہ ملی اور تمام عشرت
سلی بتقدیر دوم اس حکم سے پہلے محمد صاحب نے نو عورتین کس حکم کے ذریعہ سے جمع کین اور کیونکر تمام
عشرت کی شمع کین شاید کہ اوسوقت حضرت منتظر احکام نہین تہے اور معتقد رسم و رسوم نہین کسی طرف
دل انکا نہین تہا سبح و زنا سکا کہتکا نہین **قولہ** نہ بیچے را انا نہا طلاق دادہ ہجاء ہو دیگرے
بنکاح در آمد فقط جس حکم کا ذکر آپنے بار بار ایراد کیا ہے وہ حکم حضرت نے اوسوقت ایجاد کیا ہے کہ
اونکو قواے بدنی نے جواب دیا تہا اور ضعف پیری نے خراب کیا تہا مگر اوس مین بہی محمد صاحب نے
اپنے لئے بیستا روا رکہی ہین انداج کے سوا بیشمار روا رکہی ہین وہ حکم سورہ احزاب مین ہے اور
اوسکی تفسیر ہماری کتاب مین ہے جسکا **صولت** نام ہے اور جسکی شہرت از ہند تا سندھ عام
ہے اوس حکم کو اوس مقام سے کیا تعلق ہے مولوی جی کی تقریر و تحریر سب غلط ہے **قولہ** پس باین
اعتبار کہ بروقت رسیدن این حکم عدد ازواج مطہرات نہ بود الخ یہہ تو فرمائیے کہ اس حکم کے
آنے سے پہلے کیونکر محمد صاحب نے تمام مسلمانون کے خلاف کیا تہا اور کس طرح حکم سورہ نساء سے انحراف
کیا تہا کس آیت کی موافق عورات زیادہ از چہار نکاح بند کین تہین اور یہ مسئلہ بسیار پیند اول
اوس حکم کو نبیکا ہو رہن کیجو بعد ازان مقابلہ کیجہ کن کیجیے اصل مطلب سے گریز کرتے ہو اور ناحق
حیلہ و حوالہ سے جبکہ حکم مذکور کہ منسوخ کر دوگے ہمارے سارے اعتراض قبول کر دوگے جس حکم مین حضرت

قولہ تا دست غلام بن کلیہ معترض صاحب فرمایا ہے کہ یہ کلیہ آپ ہی کا قرار دیا ہے اور معترض کی
التماس سے یہ مطلب ہے کہ ایک کلیہ ہو گر ان کو مغالطہ مین ڈالتے ہو کل بات بناتے ہو اسطرح برابر ات
مرشکل ہو گیا کہ نہ عدالت جسمیں سے آپ کلیہ معترض ذرا اسطرح تصنیف شیعہ آیا تھا اور یہ کلیہ بنایا
کہ جو کوئی اپنی ذات کے لئے احکام خاص رکھتا ہو تمام باتون مین اختصاص تو وہ رسالت
مآب ہین اور صاحب کتاب نہین اگر مولوی صاحب یہ کلیہ تسلیم کرینگے شرعی برہان کی تعظیم کرینگے پھر
حسنات سے انحراف کرینگے ایک آن دین تضعیف کرینگے خدا ایسا ہی کرے جیسے کہ تسلیم ہی کر دیا
اعتراض لغو و پوچ نہین ہے البتہ آپکا بطرف حق آسیب نہین جبتک کا احقاق حق منظور ہوگا اور جاہل
جہل مرکب سے مجبور ہوگا اعتراض بیجا کو ہیچ و پوچ کہہ گئے سکونت کو کوچ کہہ گئے یہ آپکی لغو گوئی
ہے اسی ذریعہ تحصیلداری کہتی ہے ۵ لغو گوئی آدمیت کا نہ جوہر ہو سکے * سایۂ انسان نہ
انسان کی برابر ہو سکے * اب مولوی محمد علی رد ازواج مومنین سے حجاب جتلاتے ہین اور ایک ایک
کی پیشانی سے آب شرم و حیا بہاتے ہین **سوط الجبار** مخفی نیست کہ عدد ازواج برای جمہور
مومنین زیادہ از چہار شروع نشدہ بہ پیغمبر حکم دین منظر شد کہ ازواجیکہ در حبالۂ نکاح سیاہ رود
بر آن زیادہ نکند ونہ بجا انہا طلاق دادہ بجا مے دیگرے بنکاح در آرد مین این عتبار
کہ ہنوز رسیدن این حکم عدد ازواج مطہرات نہ بود و حق پیغمبر زیادہ شد یعنی آنحضرت را امر
بطلاق زیادہ از چہار صادر نشدہ و باین اعتبار کہ عامہ مومنین را اجازت طلاق و تبدیل ہم بود
است و پیغمبر را این اجازت نیست بنسبت پیغمبر حق دیگر مومنین وسعت دادہ شد از ہمین جا توان فہمید
کہ این اوامر و نواہی محض بحکم الہی بودہ انچہ دران مصلحتہا گوناگون مضمر است کہ تشریحش درینجا ضرور
نیست اگر او امر و نواہی مذکورہ از طرف پیغمبر حسب خواہش نفس میبود بہمہ وجوہ وسعت حق خود مرعی
داشتے چنانکہ پیشوایان ہنود قمار و شراب حق خود روا داشتند و حق دیگران از اکبر الکبائر شمردہ
ایشان را منع میفرمودند **جواب** جبکہ مومنین کے لئے چار سے زیادہ عورت مشروع نہین
ہوئین اور بیبیان بطرف افراط رجوع نہین تو مرد جب کیونکر قبل مومنین کے خارج ہوگا کسطرح

اوامر و نواہی و اباحت واجب است کہ برای ہمہ عام باشند و جائز نیست کہ در حکمی از ان احکام
خواص یا عوام مخصوص باشند و حکمے کہ خاص برای خاص باشد آنرا حکم الہی اعتقاد نباید کرد تا
وقتیکہ این کلیہ را معترض محمد نصر باید اعتراض معترض سراسر لغو ست و ہیچ **جواب** مولوی جی
نے فریب سنی و شیعہ کہا ہے اور اونکی صلاح سے یہ کلیہ بنایا ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ جو حکم خاص
واسطے خواص کے ہے اور جو اختصاص واسطے اہل اخلاص کے ہے وہ انسب و اولی نہین ہے اور
از جانب مولی نہین بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے احکام آئین اور عبادات و معاملات انجام
پائین اگر وہ ہر حکم مین اپنے لئے خاص کرے اور برگزیدہ اختصاص تو لاجرم وہ سردار انبیا نہین ہے
اور اوسکا حکم از طرف کبریا نہین اگرچہ مولوی جی پیر فرتوت ہین مگر بوقت فہم معنی مثل طفل دبستان
معلوم ہوتے ہین **فقرہ** بزرگی بعقل ست نہ بسال توانگری بدل ست نہ بمال اگر بجنسہ مفہوم ہو جاتا
پاتے تو کسواسطے خیال خام پکاتے **س** رہ نبردی بہ نہان خانہ معنی از لفظ بہ غرہ جہل مرکب
چقدر چون قلمی و تمیز معنی کے لئے وہم رام درکار ہے اور فہم تام اکثر کسب کمال ہوتا ہے اور زمانہ
حسب حال **س** در آو اثر باید تا یار شود رامے بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے چونکہ اسکے
فہمید معنی نصیب نہین ہے اور سعادت ابدا نصیب نہین چونکہ محمد صاحب نے ہر باب مین اپنا فخر جتلایا، لاریب دام
مکر پھیلایا ہے، اون مین سے حکم خدا کوئی نہین ہے اور محمد صاحب مین بسے رستگوئی نہین جسکو ذریعہ سے
ہمکو علم حق و باطل ہوا ہے اور جسکو وسیلے سے وید اقدس نازل ہوا ہے اگرچہ وہ سردار انسان و ملک ہے
اور جسکے لئے زمین و فلک مگر اوسکے حق مین کوئی حکم خاص نہین ہے اور جو سوا شرف نبوت اختصاص نہ
قولہ و حکمے کہ خاص برای خاص باشد آنرا حکم الہی نباید اعتقاد کرد فقط اگر وہ حکم خاص وسی
شخص کے ذریعہ سے نازل ہے اور اوسکی اوسکا مشابہ شامل تو لا کلام وہ حکم اللہ نہین ہے اور وہ شخص رسالت
پناہ نہین پس محمد صاحب کی شریعت مین جسقدر اوامر و نواہی ہین بلکہ احکام و نواہی ہین تراشیدہ
آنحضرت ہین اسیواسطے بکثرت ہین کیونکہ سوا کام دنیا کچھ آلات درکار نہین تھا اور بجز چند
قلم و دوات اور کاغذ نہین صاحب ازواج ہی حضرت کو آلات تھے اور باعث رفع حاجت ہوتے تھے

صاف ہو کر بلا تکلف آپکی زبان سے نکلتا ہے جیسے کہ بہ نسبت ان سے نکلتا ہو اصل وحی ہی
کہ مولوی صاحب کی اصل مین زیادتی ہے اور یہی وصف جبلی بات بابت مین عاید ہو بحث اتفاقی ہیئت
بس ہو کہ مولوی جی کو زیادہ گوئی کی ہوس ہو بالیقین محمد صاحب نے حکم سورۂ احزاب از خود اختراع
فرمایا اور اوسی کی ذریعہ سے چار عورت سے زیادہ کا اجتماع فرمایا جو کوئی اوسکو وحی قیاس
کرتا ہے وہ شب تار سے نور اقتباس کرتا ہے **قوله** بعد تسلیم وحی بودن آن صرف شاعر
کردن محمد آن آیت را چہ معنی دارد فقط بجنسہ یہی بات تسلیم کی ہو کہ جیون اہل اسلام عیسی ہیں
اونکے نزدیک محمد صاحب نبی ہین اگر ہم محمد صاحب کو رسول سمجھتے تو کسواسطے اونکی دعوی کو
فضول سمجھتے اگر ہم محمد صاحب کو پیغمبر جانتے تو کیونکر اونکا رد بہتر مانتے اگر چار سکو اسلام مین
بقدر ذرہ جو ہر دانش و عقل ہوتی تو نبوت محمد کی کوئی مشکل نہوتی چونکہ اون لوگون کو عقل
و ادراک نہین ہو او تمیز نیک و ساک نہین پیغمبر حقیقی سے بغض و کینہ رکھتے ہین اور رو توجہ امی
مدینہ رکھتے ہین صاحب سوط الجبار کا عجیب حال ہو اور غریب طلب چال کہ فصل انبیا و کتب مین غیر
خدا و کتاب کبریا کی تحقیق کرتا ہو اور شتری بے بہا وہ بیداقدس کی تصدیق سن بد خیال خام لایا تا کہ
اور دیگ انکا سے طعام کہاتا ہو ایسے شخص کی بات کا کیا اعتبار ہے خواہ وہ مولف قرآن
خواہ مصنف سوط الجبار ہے اپنے طور پر یہ چند جواب اعتراض لیجئے اور وہ ال بیاض کیجئے یہی
آپکی پاس خاطر ہے ورنہ بندہ ایسی گفتگو سے نافر ہے مولوی جی کے کل فقرات کا جواب باصواب
یہہ ہے کہ مخالفین نے جن لوگون کی نبوت کا اعلان کیا ہے جیسے فصل انبیا مین اون ہی کا
چہرۂ رسالت نقاب تکذیب مین پنہان کیا ہے کیونکہ اہل حق کی احقاق حق و ابطال باطل پر نظر
ہے اور ہمہ آئینہ دل سے تو یہی محمد صاحب نے از خود مجموعۂ آیات بنایا اور اپنے سر سے بار ساقط
کر دیا مسلمانون کو تابع قرآن کیا ہے اور اپنے تئین مطلق انسان اب مولوی محمد علی کا دست
عقل و فرہنگ قلم ہوتا ہے اور عذر لنگ **تتمہ سوط الجبار** این اعتراض مبنی ست بر
منابطۂ کلیۂ غلط محض ست و آن اینکہ جملہ احکام خدا و ند متعال و عبادات و معاملات از قسم

بہی فراخی کی گلی نہ تہی **قولہ** پس چرا ازواج آنحضرت را برہنہ نان و دیگر قیاس میکنند الخ محمد
محمد کو زنان دیگر اہل اسلام پر قیاس کرنا ضرور ہی اور دلایل و براہین مذکورہ کا پاس کرنا ضرور نہیں
یہی ترجیح مین جسقدر محمد صاحب کی گرم گفتاری ہے وہ متاع حیا و شرم کی سرد بازاری کر ہو سر اصل آتی ہی
ہے اور عدالت الہی مین رخنہ اندازی اب تکذیب سوط الجبار ہوتی ہے اور بکر طبیعت میان محمد علی
اشکبار **سوط الجبار** معترض این فصل را ایراد اعتراض بر انبیا منعقد ساختہ است پس اگر
آیات مذکورہ را بغرض ایراد اعتراضات بر محمد آوردہ یعنی بتسلیم آن آیات قصد ایراد اعتراض بر
محمد سیاہ خیال باطل ست چرا کہ درین حالت امر یکہ خلاف شریعت و حکم الہی باشد از انخا ب
بظہور رسیدہ کہ بسبب آن مورد اعتراض باشد دوم برین تقدیر قول او کہ محمد این آیت را وارد
ساختہ باطل ست چہ بتسلیم وحی بودن آن صرف وارد کردن محمد آن آیت را چہ معنی دارد
جواب جب تک کہ رد سوط الجبار سے سروکار رہیگا بندہ کہہ کن مولوی صاحب کا شکر گذار
رہیگا کہ اونکی زبان سے ایسا کلام بر آیا کہ جسکے سبب رد سوط الجبار نے زرق و برق تمام تر پایا ام
ہم آپکی تفصیل کی موافق کہہ سکتے ہین کہ مولوی جی ذو اوتارون و دیوتون کے حق مین جسقدر
الزام دئے ہین اور اتہام کئے ہین وہ آپکا خیال باطل ہے اور پیرایہ صدق سے عاطل کیونکہ
آپنے اونکو اوتار او دیوتا تسلیم کرکے اور مثل خدا و ملائک تعظیم کرکے خدا و فرشتون کے مقابلہ
مین قبول فرمایا ہے اور وسیلہ تنزل خدا و رسول ٹھیرایا ہے اگر وے آپکے تصور مین برتر از ملائک
و انبیا نہین ہین اور برگزیدہ خدا و اوتار کبریا نہین تو کسواسطے آپنے اونکا ذکر خیر فصل انبیا
و ملائک مین ایراد کیا اور کیونکر اونکو ہر جگہ بہ تعظیم و تکریم یاد کیا اسیطرح اول آپنے وید اقدس کو
کلام الہی تسلیم کیا بعدہ فصل کتب مین ترجمہ انگلیہ باری سنگھ تو رقم کیا جبکہ آپکے نزدیک وید مقدس
نسخہ آسمانی ہے لہذا فضلے مرض جہل و نادانی تو وہی ہے جو کچھ آپکا اعتراض ہے وہ حکم خدا سے اعراض
ہے آپکے ان خرافات واہیات کا یہی ہی اصلی جواب ہے کہ مخالفت آپکے قول کا جواب آپکے دعا تمام ہے
قولہ دوم برین تقدیر قول او کہ محمد این آیت را وارد ساختہ باطل ست فقط یہی نہ فقط

خبردار ہوتا تو کسواسطے ہمارے الزام صدق پیام سے بیزار ہوتا آپ تو بار بار نام تفسیر حسینی کا ط
کرتے تھے لو اب اوسی سے سند دینی منظور ہے اخذا اس آیت کی تفسیر حسینی پر نگاہ کیجیے اور راستی کی
راہ لیجیے اگر آپکو مسلا تو تفسیر حسینی کی استعداد نہین ہے اور وہ فضل و ہنر یاد نہین تو ترجمہ رفیع الدین
مسموع کیجیے اور بجانب خود خود ہی رجوع (ترجی من تشاء منہن وتؤوی الیک من تشاء ومن ابتغیت
ممن عزلت فلا جناح علیک) یعنی ڈھیل دیوے تو جسکو چاہے اون مین سے اور جگہ دیوے طرف اپنی جسکو
چاہے اور جسکو طلب کرے تو اون مین سے کہ ایک کنارہ کر دیا تہا اوسکو پس نہین گناہ اوپر تیرے
مقتضا یہانکی ظاہر ہے کہ محمد صاحب چاہین جس عورت سے مسرور رہین اور دل چاہا جس کو دور اوسکے
حق مین کوئی بری بات نہین ہے اور کسی طرح ضرورت مساوات نہین البتہ دیگر مسلمانون کے
حق مین یہہ بات گناہ ہے اور مخالفت حکم اللہ **قولہ** نے بیند کہ تبدیل زنان آنحضرت ر
جائز نشدہ حق دیگر مسلمانان جائز شد الخ جبکہ محمد صاحب کے لئے تعداد عورات ضرور نہین ہے اور
ہمبستری مین مساوات ضرور نہین تو تبدیل ہونا نہونا مساوی ہے بلکہ عدم تقرر تعداد و مساوات ہی عوضا
تبدیل پر حاوی ہے البتہ فرق یہہ ہے کہ جس عورت کو محمد صاحب اپنی قربت سے دور کرین اونکے
سے پہر وہ دوسرے سے نکاح نہین کر سکتی اور غیر پر اپنے تئین مباح نہین علاوہ اسکے خود
آیت (ترجی من تشاء) سے حضرت کے حق مین تبدیل زنان ثابت ہے اور بخوبی آپکا بطلان
ثابت اس آیت کی تفسیر بحر علوم دیکھیے یا جامع التفاسیر قطب الدین مرحوم دیکھیے عبارت بحر
پیچھے پھیرے توالخ یعنی چہوڑ دے تو ساتھ سلانا جسکا چاہے تو اون مین سے اور ساتھ سلا دے تو
جسکو چاہے یا طلاق دیوے تو جسکو چاہے اور رہنے دے تو نکاح مین جسکو چاہے یا اد لوبت مقرر
کرے واسطے جسکے اون مین سے چاہے اور نوبت مقرر کرے تو جسکے لئے چاہے یا چہوڑ دے تو
نکاح مین لانا جسکا چاہے عورتون امت اپنی کی سے اور نکاح کرے تو جس سے چاہے انتہی یہان
سے ظاہر ہے کہ جیسے عام مسلمان ایک عورت کو دوسری عورت سے بدل کر سکتے ہین ویسے
ہی حضرت بہی عمل کر سکتے ہین پس اونکی بہ نسبت مسلمانون کے لئے ہیچگونہ دست نہ ملی اور

کرشن جسکا نزدہ ہزار شہوا اور ایک اوتار کے انیک اوتار ہیں سے کرشن قدرت سے صد ہزار ہوا پہر
سے ایک بیشمار ہوا یہہ قدرت خداوندی ہے یہان زبان چون وچرا بند ہی **ابیات** یہہ اعجاز
کرشن خداوندی ہے ❊ بہر وہ مند بسدیو اور نند ہے ❊ یہان لب ہلانا بہی دشوار ہے ❊ کرے بات
کرنی تو بیکار ہے ❊ یہہ راز پنہان آشکار نہین ❊ یہان فہم کا کچہہ چارا نہین ❊ ہر ایک دیوتا کو ہی حیرت
یہان ❊ کہلا یہہ کسی پر نہ راز نہان ❊ کوئی کنہ کو اسکی پہونچا نہین ❊ کہ کلے ایک جا آسمان وزمین ❊
اگر ذات محمد بہی اسطرح ہوتی اور اس بات کی کتب اسلامیہ مین تشریح ہوتی تو کثرت ازواج محمد جا کلام
نہین تہی اور باعث کسر شان اسلام نہین **قولہ** سبحان اللہ عن مثل ہذا الافترا فقط آیت اعلمنا کہ
کا وہی مدعا ہی مخالف جو نون کلہ شیوا ہے کہ ہر حق سے خاموش ہی اپنے پیر نہان کا عیب پوش ہی اگر
ہمارا افترا ہی اور مخالف سچا تو فرماہے کہ محمد صاحب نے قرآن کی کونسی آیت کہ بہرو چار عورت سے زیادہ
کی طمع کی تہی اور کس حیلہ سے اسقدر دولت جمع کی تہی اسکی سند جلد تر مذکور کریں یا ہماری تفسیر منظور
قولہ ہمین قدر فرق شدکہ تسعہ حق آنحضرت حکم اربعہ یافت الخ یہہ بہی خلاف عقل وشرع ہی اور برعکس
اصل وفرع ہونکا چار ہونا محال ہی مانند اجتماع نحوست واقبال ہی نہ جفت فرد نہین ہوسکتا اور نہ
زوج نہین جفت طاق نہین ہوسکتا اور نکاح طلاق نہین غرضکہ تسعہ کا اربعہ ہونا دشوار ہی مثل اجتماع
روز روشن وشب تار ہی جو کوئی محالات عقل سے قطع نظر کریگا گردن عقل وحکمت پر خنجر دہریگا اوسکی بات
کیا اعتبار ہی وہ جاہل تر از شوالف سوط البثار ہے اگر مصنف ہدیۃ الاصنام اسطرح خلاف فتوای عقل
وشعور کام کرینگے تو ہم اونکا قاضی جو نپور نام دہرینگے حاصل آنکہ کیسی حق مین نہ تسعہ اربعہ ہوسکتی ہیں
اور نہ اربعہ تسعہ یہہ آپکا خیال خام ہی بلکہ محمد صاحب کو جناب مین اتہام ہی **قولہ** وچرا الزام ایشان میکنند
کہ مساوات در ہمبستری بحق زنان آنحضرت بآیہ ترجی من تشاء لازم نشدہ الخ بلاشبہ محمد صاحب نے
بذریعہ اس آیت کو اپنے ذمہ سے ہمبستری کی مساوات دور کی اور بطرف بعض ازواج کثرت التفات
منظور کی تا کہ عائشہ وغیرہ حسب دلخواہ ہمبستر وہم آغوش رہین اور شب وروز مشغول خورد ونوش رہین اور بہی
ازواج حضرت پسند کرین اور ملکا لب بند اگر مخالف تفسیر آیت (ترجی من تشاء) سے

سکندہ و فرق زمین و آسمان را ہیچ بنظر نے آرد **جواب** اگر کتاب ہدیہ کو بحث و مباحثہ
مین رسائی ہوتی اور کتاب علم و حکمت سے آشنائی تو آپ اپنی شکل شناسی کرتا کسواسطے بیہودہ
ہرزہ درائی کرتا کیونکہ آیت (احللنا لک) ہی سے ثابت ہی کہ محمد صاحب قطع نظر از تعداد کرین
اور جسقدر عورت سے دل چاہے طبیعت شاد کرین مقید شمار نہین اور کسی عورت کے خنجر ہجر سے دل فگار
نہین جسکی محبت مین بیتاب ہوین اوسی سے لذت یاب ہو وین کسواسطے کہ جیسے آیت
سورہ نساء مین عورات مسلمانون کے لئے عدد قرار پائی ہی اسطرح آیت ہذا مین ازواج پیغمبر
کے لئے کہان عدد آئی ہی بلکہ اسیقدر کہا ہی کہ جسقدر عورات کا تونے مہر دیا ہی اور جسقدر
عورتون کو تونے دشمنون سے چہین لیا ہے بالکل تیرے لئے حلال ہین اور لایق استعمال
بس اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پیغمبر اسلام نے جسقدر عورات سے نکاح کیا خدا نے سبکو اوسکے لئے
مباح کیا تاکہ مسیلج کی تنگی نرہی اور رسم ترک و فرنگی نہ رہی اب رد فقرات ہدیۃ الاصنام
کرتا ہون اور تنبیہ کرشن عالی مقام **قولہ** جیا نگ کرشن واقعت الخ جس جگہ شانزدہ ہزار
رانی کا ذکر جمیل کیا ہی وہان یہ بھی حوالہ قلم تفصیل کیا ہی کہ کرشن نے شانزدہ ہزار صورت
مین ظہور کیا تہا اور ہر ایک کا گہر نور آملی نور کیا تہا ایک ایک رانی یہ ہی جانتی تہی کہ شب
روز کرشن میرے گھر جلوہ گر ہین اور شام و سحر پیش نظر روایت ہی کہ نارد منی کو شک ہوا
کہ کرشن کیونکر شانزدہ ہزار رانی کی دلداری کرتے ہین اور کسطرح اسقدر دختر و فرزند کی
غمگساری لہذا اس بہید کو معلوم کرنیکے لئے سولہ ہزار رانی کے گہر آئے اور کچہ دیر
تلاش ماہیت کرشن مین بسر لائے ہر جگہ ذات کرشن جلوہ گر پائی اور گہر گہر ایک ہی صورت
نظر آئی ؎ ذرہ مین او خود مین پیدا ہی نور تیرا ہر شے مین دیکھتا ہون رنگ ظہور تیرا
فقط بیان سے منفیتا ہوتا ہے کہ عقد شانزدہ ہزار مشتمل برراز ہی اور حیرت افزای اہل مجاز پس
مقابلہ محمد مین ذکر کرشن کافی نہین ہی اور جواب شافی نہین کیونکہ کرشن نے سولہ ہزار صورت
پر ظہور کیا تہا اور بصورت جداگانہ ہر ایک کا کاشانہ رشک تجلی طور کیا تہا پس ایک ہی

کوئی مسلمان بغیر مہر کسی عورت سے نکاح کرے تو اہل سنت کے نزدیک یہ سفاح گرنی محمد
صاحب کے لئے یہ سفاح حلال ہے بلکہ حسب رضاے خداے ذوالجلال ہے و ماسل یہ قصہ عجیب ہی
ہے نہ رضا سرمدی اللہ اللہ خدا کو رعایت خاطر رسول بدرجہ غایت ہے کہ بنا بر اجماع پیش از
نزول آیت جو سورۂ نسا میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان متعدد عورات کرے تو درمیان اونکے
احتیاط مساوات کرے چنانچہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنی پس اگر ڈرو تم یہ کہ عدل نکرو تم
یعنی اپنی عورتون کے درمیان پس ایک عورت ہے فقط محمد صاحب نے اس حکم سے انحراف فرمایا
اور اپنے لئے حکم خاص اسکے برخلاف بنایا تا کہ حکم مساوات سے بے پروائی کریں ورانداج سے
حسب لخواہ وصل و جدائی کریں وہ حکم سورۂ احزاب میں ہے اور مخصوص حضرت کی انتخاب
مین ہے چنانچہ ترجی من تشاء منہن و تؤوی الیک من تشاء و من ابتغیت من عزلت فلا جناح
علیک یعنی تو اپنی عورتون میں سے جسے چاہے لا سکتا ہے اور جسکا تو ارادہ کرے اپنے پاس رکھ
سکتا ہے اور اون میں سے جس سے تو چاہے جدا ہو تجھپر گناہ نہین ہے فقط مصنف اعجاز محمدی و
خلعت الہنود نے یہ تقریر بسیار پسند کی اور زبان انکار بند مگر صاحب ہدیۃ الاصنام ہمسوط ابناء
کیچہ چون و چرا کرتے ہین اور بطرف کعبہ گمان افترا ابواب ہدیۃ الاصنام کا رد ہوتا ہے
من بعد تکذیب سوط الجبار مین کہ **ہدیۃ الاصنام** این کس از کجا این حکم بحق آنحضرت
ثابت کردہ کہ از کنیزکان و زنان ہر قدر کہ دل او خواہش نماید خواہ شانزدہ ہزار باشند
یا زائد از ان چنانکہ کرشن داشت آنحضرت بازواج در آرند معاذ اللہ من مثل ہذا الافترا
فقط ہمین قدر فرق شد کہ تسویہ بحق آنحضرت حکم از بودیت در حق امت ودر حکم مملوکات ہیچ فرقا
نیست تسمیاوا اطلاقا یعنی جواز مملوکات بلا تعیین عدد ست در حق آنحضرت و ہم در حق امت
بلا فرق بینہما و جواز الزام این ہمی سیکند کہ مساوات در ہمبستری بحق زنان آنحضرت بآیہ ترجی
من تشاء لازم نشد بحق زنان دیگر مسلمانان لازم شد نمی بیند کہ تبدیل زنان آنحضرت را
جائز نشد و بحق دیگر مسلمانان جائز شد پس جواز ازواج آنحضرت را بر زنان دیگر قیاس

ما تشتہا جو مضمار ہوسے بس عام کفار و سیاہ برابر ہین عجیب نہین ہو اور کسی کو بہتری کی امید نہین البتہ محمد صاحب اول وہین آبائی ہو بیدا ہوسے اور ابوبکر وغیرہ رفتہ رفتہ اونکی یار غار ہو

اب محمد صاحب کا ایک دنی تعصب بیان ہوتا ہی اور نیب ستان کہ عام مسلمانون کو آیت سلطنی اور ہدایت فرمائی کہ نہایت دو یہ چار ازواج کرین اور خواہش زیادہ کا تشانہ خاطر سے اخراج چنانچہ سورہ نسا مین ہی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع یعنی بس نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتون سی دو دو اور تین تین اور چار چار فقط جبکہ حضرت کی چار سی تسلی نہین ہوئی اور دو کامرض جبل نہین تب آیت مذکورہ اپنی حق مین لا طائل ٹہیرائی اور واسطے بنا اس آیت کے طمع مائل فرمائی یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورہن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وبنات عمک وبنات عماتک وبنات خالک وبنات خالاتک التی ہاجرن معک وامراۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین یعنی اے پیغمبر ہمنے حلال کین تجکو تیری عورتین جنکا مہر تو نے دیا ہی اور تیرا داہنا ہاتھ جنکا مالک ہی اور جو کہ خدا نے تجکو غنیمت مین دی ہین اور حلال کین ہم نے تیرے چچا کی بیٹیان اور پھپہون کی بیٹیان اور تیرے ماموں کی بیٹیان اور خالاؤن کی بیٹیان جنہون نے وطن چھوڑا ہی تیرے ساتھ اور حلال کی ہمنے عورت ایمان والی اگر بخشے وہ اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے اوسکو نکاح مین لی یہ حکم خاص تیرے لئے ہے سوا سب مسلمانون کے انتہی یہ آیت سورۂ احزاب مین ہی اور اس باب مین کہ محمد صاحب بقدر خواہش کی عورات جمع کرین اور خاطرخواہ خندق طمع بہرین تا کہ تنگی عورات نہ رہی اور دیگر مسلمانون کے ساتھ مساوات نہ ہو بذریعہ اسی آیت کے محمد صاحب نے بطریق دیگر بہی اپنی تئین مسلمانون سے ممتاز کیا اور طریق اختراع لیا کہ اپنے لئے عورت بلفظ ہبہ مباح کی اور قطع نظر از مہر و نکاح کی یعنی اگر کوئی عورت محمد صاحب کو اپنا نفس عطا کری اور زوجیت کی التجا تو وہ حضرت کو لئے بی مہر و نکاح جائز ہی کہ شرائط صحت قاضی فائز ہی اگر

شک لانیوالون مین سے او ر مت ہو او ن لوگون سے کہ جہٹلاوین ایات اللہ کو سبب ہوجاوے گا تو ٹوٹا
پانیوالون سے فقط سورۂ انعام مین یہ مطلب مجملاً بیان ہوا ہے اور محمد صاحب کو فرمان ہوا کہ بذات و
صفات رب العالمین شک نکر اور لوح دل سے حرف یقین حک نکر چنانچہ فلا تکونن من الممترین
یعنی مت ہو شک لانیوالون سے فقط حدیث بخاری مین بہی یہ رمز دقیق و نکتہ باریک ہے او ر دونان
ابراہیم خلیل اللہ محمد صاحب کا شریک ہے چنانچہ قال رسول اللہ نحن احق بالشک من ابراہیم اذ قال
رب ارنی کیف تحی الموتی یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ ہم لائق تر ہین ساتہ شک کرنے کے ابراہیم سے
جسوقت کہ کہا ابراہیم نے اے پروردگار میرے دکہا مجہکو کہ کیونکر زندہ کرتا ہے تو مردون کو فقط یعنی
حدیث یہ ہی ہین کہ پیغمبر اسلام شک لاتا ہے او ر ابراہیم اوس سے افضل و اعلیٰ ہے دونون کا حاصل
یقین ہے او ر تیرہ مین ایمان و دین حاصل آنکہ ابراہیم کو خدا کی خدائی مین کاہے کاہے شک تہا اور
ذات احمدی کا اول سے آخر تک جنون لانیکا تہا پہر محمد صاحب نعمت عصمت سے متصف نہین تہے بلکہ تسلط
شیطان واجب اللعنت سے محفوظ نہین چنانچہ سورۂ انعام مین ہے اما ینسینک فلا تقعد بعد الذکری
مع القوم الظالمین یعنی اگر بہلادے تمکو شیطان پس مت بیٹہ بعد یاد آنے کے ساتہ قوم ظالمون کے
فقط محمد کیا بلکہ تمام انبیا کے اقوال و اعمال مرہون تلبیس شیطانی ہین او ر محمد صاحب اس گروہ باشکوہ
مین ہیں خاندانی ہین چنانچہ سورۂ حج مین ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ یعنی جو رسول بہیجا ہم نے پہلے تجہ سے یا نبی پس جسوقت مکا
خیال باندہو شیطان نے ملا دیا اوسکے خیال مین فقط اس آیت کی تفسیر ذکر ابراہیم مین ہو چکی جس سے
بت پرستی محمد کی تشہیر مفت تعلیم مین ہوئی سورۂ توبہ مین ہے کہ محمد و صحابہ کی توبہ قبول ہوئی او ر آخر
سرخروئی حصول چنانچہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار ظاہر ہے کہ توبہ بعد از گناہ
ہوتی ہے او ر طبیعت بخوف کیفر راجع باللہ اگر محمد صاحب نے کوئی گناہ نہین کیا تو کسواسطے یارون کی
مانند تائب ہوئے او ر کیونکر آپ نے غائب سے یہ جانا چاہا کہ چالیس برس تک محمد صاحب تابع دین
باپ کا ہم ہے او ر قوم کیطرح سبیل اصنام جبکہ بت پرستی کی قباحتون سے خبردار ہوئے تائب ہو ست بردار

راسخ نہین اب ضلالت و بطالت چلبی سے ان حضرت لاجواب ہوگئی اور حسب ارشاد مؤلف ہدیۃ الاصنام
وسوط الجبار وغیرہ نقش برآب ہوا اور ثابت ہوا کہ محمد صاحب گنہگار تہے لہذا شب و روز نامہ عذر گناہ کا
تہے بہتنے اس بات کے ثبوت مین جتنے آیات و احادیث رقیم کین یا التمام مصنف ہدیۃ الاصنام و
سوط الجبار نے تسلیم کین کچھ عذر بدل نہین کیا اور ہٹ دہرمی و بیشرمی جبلی ہو عمل نہین اسو اسطے
ہم بہی سخن دراز نہین کرتے اور محمد صاحب اعجابہ نہین اے مسلمان اب شراب ہوش نوش کر اور
دیگر کیفیت محمد گوش آیت سورۃ النساء پیدا کہ حضرت اہل خیانت کی رعایت و حمایت کرتے تہو
او مخالفت آیت و رویۃ خیانت پہیلانے مین لگے تہو اور نعمت امانت و دیانت سے بیر اسو اسطے
خدا نے محمد صاحب کو بطرف ایمان ہدایت کی اور بنا بر توبہ و استغفار کنایت چنانچہ ولا تکن للخائنین
خصیما واستغفر اللہ کان غفورا رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم یعنی مت ہو خیانت کرنے
والون کی طرف سے جہگڑنے والا اور گناہ بخشوا اللہ سے تحقیق اللہ ہی بخشنے والا مہربان اور مت
جہگڑ تو ان لوگون کی طرف سے کہ خیانت کرتے ہین جانون اپنی کو فقط یہہ محمد صاحب بیابان
شرک مین قدم فرسائی کرتے تہے اور بتون سے حاجت روائی لہذا آخر الامر سورہ یونس مین ان کو
حکم ہوا کہ مشرکین کا شریک مت ہو اور بتون کے نزدیک مت ہو چنانچہ لاتکونن من المشرکین ولاتدع
من دون اللہ ما لاینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین یعنی مت ہو مشرکون سے
اور مت پکار سوا اللہ کے اوس چیز کو کہ نہ فایدہ دے تجکو اور نہ ضرر دے تجکو پس اگر کیا تو نے پس تحقیق تو
نا انصافون سے ہے فقط یہہ محمد صاحب کلام الٰہی مین شک کرتے تہے اور آیتین بدلی لون مین مشترک
اسو اسطے انکو تہدید شدید کی گئی اور تاکید اکید کہ اگر شک لاویگا زک و شہ اوٹہاویگا چنانچہ اسی
سورہ مین ہے فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک لقد جاءک
الحق من ربک فلا تکونن من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بآیات اللہ فتکون من الخاسرین
یعنی پس اگر ہے تو درمیان شک کے اوس چیز سے کہ نازل کی ہم نے طرف تیری پس سوال
کر اون لوگون سے کہ پڑہتے ہین کتاب پہلے تجہ سے تحقیق آیا تیرے پاس حق پروردگار تیرے سے پس مت ہو

روایت مذکور کا مطلب فوت ہے کیونکہ شق صدر باعث موت ہے حیات کی ساتھ اوسکا اجتماع
غیر ممکن ہے مانند اجتماع رات و دن ہے جو کوئی اجتماع نقیضین اور رفع نقیضین قبول کریگا وہ
اپنے تئین آپ معقول کریگا ہم اوس شخص سے تاہین کرکے توجہ بطرف واہیات نہین **قولہ** ہر
مشرف بودن باین نور از رو استحقاق نبود الخ اگر مولوی صاحب کا یہ عقیدہ راست ہے تو خدمت
مبارک مین وجہ اسکی ہے کہ لولاک وغیرہ احادیث معتبر نہین یا ہین بر تقدیر اول نور نبوت کی ساتھ مشرف
ہونا محمد صاحب کا از رو استحقاق ہے نہ بتائید آسمانی و حسن اتفاق ہے بر تقدیر دوم دفتر احادیث ابتر
ہے اور سلسلہ گزشتہ **قولہ** چہ نزد اہل تحقیق ہیچکس را ہیچگونہ بر آن ذات نعنی الصفات استحقاق
ذاتی نیست الخ جو کوئی اہل تحقیق ہے اوسکے نزدیک یہ عقیدہ تکذیبیہ تر از ہیچ ہے ہر چند کہ اس کلام
نامہ بود و پیامہ نا مضبوط کے سقوط مین جا نیب نہین ہے مگر طبیعت کو تکذیب شکیب نہین اسواسطے بندہ
عنکبوتی جواب دیتا ہے اور رد محمد علی سے سوال لیتا ہے اگر اوس ذات الغنی الصفات پر کسیکا استحقاق نہین
ہے اور کوئی بات سوا اتفاق نہین تو لازم آتا ہے کہ اگر خدا سے معبود یہ ابلیس کو منصب نبوت عطا
کرے تو کیا خطا کرے کہ اوسکے نزدیک ابلیس و محمد ایک ہے نہ کوئی بد نہ کوئی نیک [illegible] آغاز شیطان
و آدم واحد ہے اور آواز زیر و بم واحد بس ترجیح بلا مرجح لاعلاج ہے اور خدا سے اسماء مستعبین کا
[illegible] ہے یہ بحث ہماری کتابوں مین اس طرح پر مشروح ہے کہ جس سے خاطر مخالفین تشفی ہو **فائدہ**
ایک عالم محمدی کہ بصفات حمیدہ موصوف ہے کہتا ہے کہ ما کنت تدری مین بالا کلمہ ایمان سے لفظ شرایع محذوف
ہے یعنی محمد صاحب قبل از نزول وحی جیسے منایع قرآن سے بیخبر تھے ویسے ہی شرایع ایمان سے بیخبر فقط اگر
تاویل ہو بھی یہ معنی ثابت ہے کہ محمد صاحب چالیس برس تک شغل کفار عرب بدوس رہے اور علم شرائع انبیاء سے
مایوس نہ شریعت موسیٰ کے قائل ہوئے نہ دین عیسیٰ پر مائل نہ تکلیفات دین نوح کے حامل ہوئے
اور نہ تعلیمات شیخ ابراہیم پر عامل آیت متنازعہ مین لفظ کتاب بھی اسی دعوی کو مدلل کرتا
ہے اور اسی قبالہ کو مسجل کیونکہ تمام کتب پر حاوی ہے اور مفہوم توریت قرآن مساوی [illegible] ہے حاصل آنکہ
بعثت سے پہلے پیغمبر اسلام کسی نبی کا تابع نہین تھا اور نہ پیغمبر شرایع بطرف توریت و انجیل وغیرہ

دور کیا اور دل اوسی جگہہ قایم بدستور کیا شیخ عبد الحق کی ذ لکہا ہی کہ محمد صاحب کا سینہ چار بار شق کیا گیا
پہر بند ٹانکوں سے ملتق کیا گیا فقط یہاں سے کئی امر ہاتہ آتے ہین اور خلاف عقل و شرع نظر آتے ہین
اول آنکہ محمد صاحب کا نفس پاک نہین ہوا جب تک چار بار سینہ چاک نہین ہوا پس مولوی محمد علی کی
ساری کہانی غلط ہی اور بالکل لنترانی غلط دوم آنکہ فرشتے ہرچند پے در پے سینہ حضرت مین شگاف
کرتے تہے اور نفس مبارک صاف مگر قبول شدنے ع کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی وہ پہر حالت
اصلی پر آتا تہا اور درخت جبلت ثمر لاتا تہا حاصل آنکہ تین مرتبہ فرشتون نے واسطے دور کرنے
سیاہ دل حضرت کی کوشش بلیغ فرمائی مگر وہ کچہہ کارگر نہ ہوئی لہذا بار چہارم سعی کی اور بعد بہلی دل
نہی دیکہا چاہیے چوتہی بار فرشتون کی سعی مشکور ہوئی یا نہین لیکن محمد صاحب کے افعال و اعمال سے
معلوم ہوتا ہے کہ تا دم مرگ قلب مبارک خون سیاہ سے سرشار تہا اور واسطے خون صحت و عفت کے
تیار سورہ مطففین کی تفسیر عزیزی مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہی کہ جسوقت بندہ گناہ کرتا ہی اوسکے
دل پر ایک خال سیاہ پیدا ہوتا ہے اگر اوس نے توبہ کی آئینہ دل اوسکا صاف و روشن ہوا ورنہ وہ
خال سیاہ اوسکے دل مین قایم رہا جسوقت اوس نے دوسرا گناہ کیا دوسرا خال حادث ہوا علی ہذا
ہر ایک گناہ باعث حدوث سیاہی ہی نہایت آنکہ تمام سطح قلب پر تاریکی چہا جاتی ہی الخ یہاں
سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب بدحال سے گناہ کرنے مین ارتکاب کرتے تہے اور توبہ سے اجتناب حتی
کہ سیاہی معصیت سے خاطر عاطر اسقدر تیرہ کی کہ اوسکے دفع کے لئے فرشتون نے بڑی سعی کثیرہ
کی چار بار سینہ چیر اگیا مگر شومی گناہ سے پہر بہی تیرہ رہا سوم آنکہ دین محمدی مین ظرف ذہب
حلال نہین ہی اور قابل استعمال نہین پس کسواسطے ملائکہ نے طشت زرین کی جستجو کی اور
کیونکر اوس برتن ناپاک مین قلب مبارک کو شست و شو دی اگر فرشتون کو حرمت ذہب کا شعور
نہین تہا تو پیغمبر بہی چندان دو بین نہ تہا چہارم آنکہ قلب پیغمبر مین امکان خون سیاہ محال ہی
کہ وہ بعقیدہ اہل اسلام نور خدا ے ذو الجلال ہی مقام حیرت ہی اور جاے غیرت کہ جو کوئی ذرا ینہ
پاک ہی اور جسکی شان مین حدیث لولاک ہے اوسکا باطن تیرہ ہووے اور بدستور تیرہ رہے پنجم آنکہ

ایمان وکتاب فقط اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت خدا نے حضرت کو ایمان وکتاب
کی اور لیاقت رسالت وہدایت دی اوسوقت وہ مسلمان ہوئے اور خاندان کفرستان سے وہ نکل
گئے اور اس سے پہلے دین آبا و اجداد مین عمر تمام کرتے تھے اور بت پرستی و شرک مین ایام گذرتے
تھے **قوله** پس ازین کلام صاف واضح است کہ ایمان از ذات آنحضرت مستفاد نیست بلکہ از کتاب
ایمان کا فیض جدا ہے اور ایک کا دوسرے سے پیدا ہونا دونون کے اتصال سے جدا نہین ہو سکتا کیونکہ انسان
گمراہ تھے (بخشید مر ترا نور ایمان وکتاب) اپنے اس نقرہ کو یاد کیجیو اور زبان مبارک سے ارشاد
کر جسوقت حضرت کو نسخہ قرآن ملا اوسوقت آپکا غنچہ ایمان کھلا پس پیشتر از دعوی نبوت قرآن
سے کہ حضرت مستفاد ہوا اسیواسطے سورہ شوری مین فرمایا (ما کنت تدری ما الکتاب) الخ
ہوا **قوله** نفس قدسیہ آن سرور نمانے از نور ایمان جدا نبود فقط اگر نفس محمد اول ہی سے منور
ایمان نورانی ہوتا اور ظلمت زدا ہے وار ظلمانی تو نورانی کا نورانی کرنا بیفائدہ ہے اور مسلمانی کا مسلمان
کرنا بیفائدہ لہذا فرمائیے کہ آیت مین لفظ نور سے کیا مراد ہے اور کلمہ جعلنہ کسواسطے ایزاد ہے یہ جملہ
قرآن مین کس جہت سے کہتے ہے اور اس سے کیا مطلوب ہے اس معما کو حل فرما دیجیو اور تسلی کر دیجیو
دیجیے یہان سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ ذات حضرت ہمیشہ سے نور ایمان سے مملو نہین ہے بلکہ از خاک و خاشاک
کفر مملو تھی حدیث مین ہے کہ کئی بار محمد صاحب کا شکم چاک کیا گیا اور آلائش اندرون سے پاک کر
نفس حضرت اگر مظہر انوار لایزالی تھا اور آلائش کفر سے خالی تو کسواسطے اونکا شکم و سینہ
شق کیا گیا اور کسواسطے گندگی سے خالی خندق کیا گیا مدارج النبوت مین ہے کہ محمد صاحب کے
پاس دو فرشتے بصورت جانور کے آئے اور ہاتھ مین پانی سے بھرا آفتابہ اور طشت زر لائے پس
فرشتون نے شکم حضرت مین سینہ سے زیر ناف تک شگاف کیا اور اندرون پیٹ بالکل صاف
کیا جو کچھ اندر تھا اوسکو باہر نکالا اور طشت مذکور مین ڈالا بعدہ بخوبی جب کہ آلائش کی جستجو کی
اور قرار واقعی شست شو دی پس بجا خود دھر دیا اور ویسا ہی کر دیا پھر ہاتھ شکم مبارک کے اندر
ڈالا اور دل شریف باہر نکالا جسقدر اوسکے اندر خون سیاہ تھا اور جو کچھ شد رہا صوفت اللہ وہ

وہ صفت والا ہے اور اسطرح پر سب نرالا ہے حالانکہ آیت مین تناقض پیدا ہی کہ اثبات
صفت مین زمانۂ قریب اور نفی صفت مین زمانۂ استمراری ہی قرآن حاضر ہی اور ترجمۂ رفیع الدین و
عبد القادر ہی سورہ شوری کا دیکھیے اور معنی لفظ ما کنت اور جملہ پر غور آپکا تراشیدہ ترجمہ
اگرچہ سب باطل ہی مگر اوس سے بھی ہمارا مطلب حاصل ہی بہ آ خدا اوسکو از بر کیجیے اور دوبارہ پر نظر
مقصود وہی ہے کہ دعوی نبوت سے پہلے محمد صاحب ہمیشہ دین و ایمان سے نا فہم تھے اور مانند
بنی ہاشم و قریش کافر جبکہ اونکی عمر سے چالیس برس گذرے معراج کفر و شرک سے آ اور خدا پر ایمان
لائے اور مسلمان کہلائے بیان پر اگرچہ میدان سخن تنگ نہین ہے مگر فرصت و رنگ نہین ہے
مولوی صاحب کی جملہ بکار انکار قلم تکذیب سے سفاح پسند ہوتی ہین نہین نہین نکاح بند ہوتی
ہین **قولہ** چنانکہ و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی الخ اگر مولوی صاحب آپکی
مستندہ مثال پر نظر انصاف کرینگے کہ فرجل سالہ حضرت پیغمبر اعتراف کرینگے کیونکہ وہان
دونون جگہہ ایک زمانہ ہی اور آیت سورہ شوری مین دونون جگہہ وقت جدا گانہ ہی پس شتہ
و نصبہ مین سیل نہین ہی اور عبارت حضرت کیسیل نہین جسوقت تم اپنے واہیات فقرات سے خبردار
ہو گے شل اور بہار شکبار ہو گے اپنے سینہ پر کودون دلو گے اور کف افسوس ملو گے **قولہ**
یعنی تو کہ بالذات بغیر اعتبار موہبت و الطاف نبودی الخ اس ترجمہ کا کیا اعتماد ہی کہ
تحصیلدار صاحب کا طبع زاد ہی کمی بیشی پر شامل ہی اور تبدیل و تحریف کا حامل ہی تسلیم کیا
ہے کہ محمد صاحب بالذات دین و ایمان سے آگاہ نہین تھے اور بغیر الطاف خدا برگزیدہ درگاہ
نہین بلکہ جسوقت اون پر خدا نے الطاف کیا تو اونہون نے مسجد توحید مین اعتکاف
کیا مگر اس صورت مین محمد صاحب کے حق مین کچھہ رسوخ نہوا اور فرمان ضلالت منسوخ ہوا
کیونکہ جسقدر کفار عرب اسلام لائے اور بنا بر حج بیت الحرام آئے اونکا ایمان بھی بالذات
نہین تھا اور بغیر الطاف خالق کائنات نہین پس محمد صاحب کو اون پر ترجیح نہین ہی اور
مولوی جی کی معنی تراشی و سمع خراشی صحیح نہین **قولہ** معنی با کرام خود بخشیدم ترا نور

قرآن کا رد ہے جسنے متن اعجاز محمدی کی تفسیر کی اور دامح را آبرنا وہیں **قوله** یا مراد بانی
صلوٰة است فقط اگر محمد صاحب کی یہ ہی انداز ہے کہ چالیس برس بھی روزہ و نماز رہے تو اوس کی
تفریح چہل سالہ میں کلام نہیں ہے اور راستی و درستی پر آغاز اسلام نہیں اول تا آخر نتیجے وار
انجام سب کا ہی یہ ہی حال ہے اور یہ ساری ترقی عین زوال ملتے اگر فقط ایمان سے
مفہوم صلوٰة مطلوب ہوتا تو بالضرور بجائے ایمان وہی مکتوب ہوتا بجائے اجزاء اوکل کیا ضرور
تھا شاید کہ مسلمانوں کو فریب دینا منظور تھا اب مولوی محمد علی اپنی بکر فکر پیش کرتے ہیں اور
سنان ملامت سے جگر عدو ش ذکر ریش **سوط الجبار** ضابطہ کلیہ ست کہ اگر وصفی را از شخصی
نفی میکنند و ہمدران کلام برائے او ہمان وصف را ثابت میکنند نفی آن وصف از شخص
لازم نمے آید بلکہ درینچنین صورتہا اعتبار دو حیثیت واجب مے آید کہ باعتبار یک حیثیت نفی
صفت و باعتبار حیثیت دیگر آنرا ثابت کردہ میشود چنانکہ وارد شدہ (وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی) یعنی نہ انداختی انچہ انداختی ولیکن اللہ انداخت فقط پس معنی آیت (ما کنت
تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی) این ست کہ یعنی تو کہ بالذات بغیر
اعتبار موہبت و انعام نبوی کہ رسید آنی کتاب و ایمان را لیکن باعتبار عنایت و انعام کہ بر
حال تو مبذول ست محض باکرام خود بخشیدیم ترا نور ایمان و کتاب پس ازین کلام سلب
فلک ایمان از ذات آنحضرت مستفاد نیست نفس قدسیہ آن سرور کائنات در زمانی
از نور ایمان ہرگز جدا نبود آرے مشرف بودن باین نور از رو استحقاق ذاتی نبود بلکہ محض
مکرمت و موہبت پروردگار او بود چہ نزد اہل تحقیق ہیچ کس را ہیچگونہ بر آن ذات علی العموم
استحقاق ذاتی نیست کہ بسبب آن استحقاق ذاتی دادن چیزے وجوباً بر او تعالی لازم
آید **جواب** لا کلام ضابطہ کلیہ ہے اور مقبول سنی و شیعہ لیکن نفی صفت و اثبات صفت
میں ایک ہی زمانہ مستعمل ہو یعنی ماضی یا حال یا مستقبل ہوتا، مثلاً کہیں کہ او تعالی محض ذات
ہے اور موصوف بصفات ہے تو لاجرم یہ ہی حاصل ہوگا کہ کسی طرح پر

کی طرف اوسکو نیاز نہین ہی اور کوئی اوسکا انباز نہین تو جواب یہہ ہی کہ اسقدر تو مکہ کے
کفار بہی جانتے تہے اور ایک آفریدگار بہی مانتے تہے پس حاصل وہی ہی کہ حضرت دین آبائی
رکہتے تہے اور بیانات دفتری یہہ سب ائی قطع نظر ازین یہود و نصارا بہی ایک کردگار پر
اقرار کرتے ہین پس مسلمان اونکو کیونکر کفار شمار کرتے ہین اگر محمد صاحب کے خویش و اقربا اسقدر
بے بہرہ تہے کہ خدا کی خدائی سے بیخبر تہے تو بالیقین ابتدا مین محمد صاحب نے تعلیم توحید یہود و نصارا
سے پائی تہی بعد ازان رفتہ رفتہ جبے نبوت دماغ مین سمائی تہی مقصود وہی ہی کہ چالیس
برس تک محمد صاحب کا تیرہ تین اعتقاد تہا اور مدینہ دین و ایمان چارون طرف سے برباد تہا۔
قوله والا آنحضرت با ایمان بود پیش از وحی الخ دعوئی نبوت سے پہلے ایمان حضرت
مین نہ کوئی برہان ہی اور نہ آیت قرآن اگر ہووے تو بیان کیجئے اور مسجد راستی مین اذان
دیجئے ضلالت حضرت تو آیات قرآن سے ظاہر ہے او حضرات کو بیان سے باہر کیونکہ جس
صورت مین تم خود کہتے ہو کہ محمد صاحب نے چالیس برس کی عمر مین اپنے تئین نبی قرار دیا اور خوف
قریش سے بطرف مدینہ فرار کیا تو اس سے بہی یہہ ہی لازم آیا کہ اگر محمد صاحب اول ہی سے مخالفت
قوم اختیار کرتے اور اپنے تئین مسلمان آشکار تو قوم مین رہنا دشوار ہوتا اور بجانب عیال
خوار جانا چاہ چونکہ ایسا نہین ہے دعوئی صاحب اعجاز سچا نہین **قوله** یا مراد ایمان تفصیلی تفصیلست
بشرایع فقط اجمالی و تفصیلی دونون طرح کا ایمان بغیر کتاب دشوار ہے تا طلوع آفتاب صبح
صادق شب تار رہے چونکہ دعوئی رسالت سے پہلے محمد صاحب سنت و قرآن سے خبردار
نہین تہے اور خواب گران سے بیدار نہین پس اونہون نے کہان سے ایمان اجمالی پایا اور کیونکر کفر
آبائی سے اونکے ہاتہ سے تم فارغ البالی آیا قطع نظر ازین جو کوئی ایمان اجمالی رکہتا ہے وہ
کفر و شرک سے فارغ البال کہنا اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ تو بڑا ایمان ہے سراسر بہتان ہے خدا سے
محمدیہ دراست گفتاری پر لات ماری او جہوٹی کتاب تیار کی جسمین محمد صاحب کو بیدینی کے ساتھ
مسلمون کیا اور بیدینی انصاف کا خون عبارت اعجاز محمدی کا یہہ ہی مقصد ہی اور دو

آیت سے جانا جاتا ہے کہ محمد صاحب چالیس برس تک تابع دین آباواجداد تھے اور والی
سواد کفر آباد واقف نہین تھے کہ ایمان وکتاب کیا ہے اور میزان وحساب کیا مؤلف
ہدیۃ الاصنام نے یہ تقریر پسند بسیار کی اور بند زبان انکار اب صاحب اعجاز محمدی کچھ حیلہ
وحوالہ کرتے ہین اور یہ ورد آشتی نیلا اور کالا **اعجاز محمدی** ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان یعنی نمیدانستی تو پیش از وحی کہ بخوانی قرآن را وچگونہ دعوت کنی خلق را بایمان
وبعضے گفتہ اند کہ مراد بایمان فرایض واحکام ست ورنہ آنحضرت باایمان بود پیش از وحی
بتوحید حق پس از ان نازل شد فرایض کہ دریافت آنرا یا مراد ایمان تفصیلی ست نہ اجمالی
یا مراد بایمان صلوۃ ست **جواب** یہ ترجمہ سر بسر بے ٹھکانہ ہے گیسوے نارسا کا شانہ
ہے سو ہم بافتہ صاحب اعجاز ہے پریشان تر از زلف دراز ہے وہی ترجمہ پسند علما روی زمین
ہے جو کہ چکیدہ کلک فصیح الدین ہے چنانچہ (ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی نہ
جانتا تہا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان فقط اب جو کچھ صاحب اعجاز کی سحر کاری ہے وہ حوالہ
قلم تیغ بیباری ہے **قولہ** بعضے گفتہ اند کہ مراد بایمان فرایض واحکام ست فقط بعضوں نے ایسا
کہا ہے اور بعضوں نے ویسا یہ کمال اختلاف ہے بلکہ ابطال اسلاف ہے مثلا ایک چیز کو حق میں
چند شخص مختلف بیان کرین اور گوناگون گمان لابد ہر ایک کا بیان خبط ہوگا اور باہم کہان
ربط ہوگا **ع** ز انشاف این وآن سر رشتہ را گم کردہ شد پریشان خواب تو از
کثرت تعبیرہا **قطع نظر** ازین اگر لفظ ایمان سے فرایض واحکام مراد ہوتی تو قرآن مین یہ ہی
کلمات کہا ہے نا تمام ارشاد ہوتی شاید کہ خدا نے مسلمان مصنف قرآن کا زور ہے اور لوگون
کو اختلاف مین ڈالنا منظور ہے **ع** خدایت باسفاہت کار دارد وحیا دختر رحم بالبس
خوارہ **قطع نظر** ازین اگر محمد صاحب چالیس برس تک فرایض واحکام سے بیخبر تہے اور تمام
اسلام سے بیخبر تو کس طرح کا ایمان رکہتے تہے اور کن ارکان سے اطمینان رکہتے تہے اگر کوئی کہے
کہ انکو اسقدر معلوم تہا کہ جہان کا کوئی پیدا کرنیوالا ہے اور وہ سب سے افضل واعلی ہے کسی حد

قولہ اور یہہ تدبیر سوچی کہ دین ابراہیم کیطرف پہر جاویں مبعوث کرون تعبد اوس وقت دین ابراہیم پر کوئی نہ چلتا تہا اور کسی کتاب سے وہ نہ نکلتا تہا تو محمد صاحب نے دیکہکر معلوم کیا کہ دین ابراہیم بہی کوئی دین ہے اور سرا آفرین تحسین ہے طلب تہا اسکا جواب بہی پانچوین عزیزی میں غرقاب کیجئے **قولہ** بالضرور اوس دین کی احکام کہوج اور تلاش کرنے مین بیقرار ہوکر تسبیح تہلیل تکبیر اعتکاف ادا کرتے تہے الخ اس سے لازم آتا ہے کہ مصنف قرآن نے تسبیح وغیرہ کو بلفظ ضلال تعبیر کیا گویا تبراق کخنزیر تحریر کیا **ع** این چہ کفر است و این چہ ژاژ و فشار تو نیبہ اندر وہان خود بفشار **۰** اگر کوئی مسلمان عبد العزیز کا یہہ مضمون سمجہیگا شاہ صاحب کو ملعون سمجہیگا شرم سے آب ہوگا آتش غضب سے جلکر کباب ہوگا شاہ عبد العزیز سے اس مقام مین بہت باتین ایسی سرزد ہوئی ہین کہ باعث رنجش نیک و بد ہوئی ہین واہ ری تقریر ہر ایک شاہ صاحب کا منہ تکتا ہوگا بلکہ ہر صغیر و کبیر کو مثل آئینہ سکتا ہوگا **قولہ** اسی سبب سے اس راہ پانے کی بیقراری کو راہ بہولنے سے نسبت دی یعنی ضالا فرمایا فقط تلاش دین حق کو ضلالت سے نسبت دینا بہت برا ہے گویا واسطے گردن عدالت کے چہرا ہے آدمی کو لئے امتیاز حق و باطل ضرور ہے اور فرق عالم و جاہل ضرور **ع** امتیاز این و آن کردن سرشت آدمی ست **۰** گاؤ گردون را نگوید کس کہ این گاو زمی ست **۰** اگر کوئی مسلمان عبد العزیز کا یہہ مضمون سمجہیگا حد سے زیادہ زبون سمجہیگا شاہ دہلوی کی ڈاڑہی کا ارادہ کریگا میدان کالی پہاڑی کا کشادہ کریگا جو کوئی دین حق کو ضلالت کہیگا اور صحت کو علالت اوسکی بات بلا اثبات معتبر نہین ہے بلکہ دنیا مین اوس سے زیادہ کوئی واہیات خبر نہین علاوہ اسکے تاویل عبد العزیز کا بہی وہی حاصل ہے کہ چالیس برس تک محمد صاحب دین حق سے دور ہے گویا بد شعور رہے یہی مدعا آیت سورہ شوری ہے اور میان محمد علی کی ناحق شور اشوری ہے چنانچہ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلنہ نورا یعنی نہ جانتا تہا تو کیا ہے کتاب ورنہ ایمان و دین کیا ہم نے اوسکو نور فقط الخ

اور خود بوقت جواب ہر ایک کتاب سے اخذ مضمون کرتے ہین اور سخنان کو نا کون کبہی رازی
سے طالب مہرہ مار ہوتے ہین اور کبہی تفتازانی کے کفش بردار گاہی زمخشری صاحب کشاف
کے قائل ہین اور گاہے بطرف شاہ عبد العزیز مائل پس گویا یہہ بیت آپکی حسب حال ہی
اور یہہ ہی جناب کا قال و مقال ہے ؎ جو کتاب مذہبی ہی غیر قرآن و حدیث ؛ معتبر میرے
لئے نامعتبر تیرے لئے ؛ بہرحال اگر آپکو تفسیر عزیزی مقبول ہی تو فسق ہاروت و ماروت و
یوسف و داؤد سے کیونکر خاطر ملول ہے کہ جیسے شاہ عبد العزیز نے (ووجدک ضالا) کی
تاویل کی ہی ویسے ہی ثبوت فسق یوسف وغیرہ مین گفتگوے طویل کی ہی بس دونون کو تسلیم
کیجئے اور مسلمانون کو تعلیم دیجئے یا دونون پر پشت پا ماریئے اور دستار دو رنگی سر سے اوتاریئے
اب ہم فقرات شاہ عبد العزیز پر امعان نظر کرتے ہین اور مولوی صاحب کو مثل آئینہ حیران و
ششدر **قولہ** اور پایا تجہکو راہ بہولا الخ یہہ ترجمہ آیت ٹہیک ہی اور اوس مین یہہ ہی رمز
باریک ہی کہ اول مین پیغمبر اسلام ضال تہا اور تکلیفات شرعی سے فارغ البال انتہی شاہ عبد العزیز
معنی آیت تبدیل کرتے ہین اور نام اوسکا تاویل دہرتے ہین **قولہ** کہ بدو شعور سے آنحضرت صلعم
کمال عقل و دانائی کے سبب سے معلوم ہوا الخ ہجرت کی بارہوین صدی مین تو دہلی مین شاہ عبد العزیز صاحب ہوے
تیرہوین صدی مین وہی دہلی مین ہوا ہے اوس نے بارہ تیرہ سو برس کا حال محمد عربی کا علی جالی کیونکر جانا
اور بدو شعور ہی سے محمد صاحب کو عقل و دانش مین صاحب کمال کیونکر پہچانا اسکی دلیل قرآن و حدیث سے فی الحال
پیش کیجئے یا چہرہ حال بناخن انفعال ریش کیجئے اگر محمد صاحب دعوی نبوت سے پہلے پرستش
اصنام کو برا کام جانتے اور رسمیات جاہلیت کو حرام مانتے تو بعد از دعوی رسالت تراشہ
حمد اصنام نہ گاتے اور بیت الحرام کو قبلہ اسلام نہ بناتے ذکر شفاعت اوثان نکرتے اور ایسا
کلمات عزی و لات زیب زبان نکرتے تفصیل اسکی دور دراز ہے اور ذکر ابراہیم مین حوالہ
قلم ہو چکی طرازہے دوبارہ اوسکی تکرار ضرور نہین ہی اور درد سر تحصیلدار منظور نہین ؎
حدیث عشق دراز ست و یار نازک طبع ؛ وما ع در دسرش نیست میدہم تخفیف ؛

پائی اور صمصام انتقام چلائی اسواسطے اونکی بدآئینی بھی اچھی تہی اور بیدینی بہی بہی ؎
زلف ہاتھ مین آوے تو پریشانی بہی اچھی ۔ دل آئینہ ہو جاے تو حیرانی بہی اچھی ۔ ہم بہی ہو دیکہا
حاصل تقریر یہہ اور باقی مکرو تمویہات مولوی محمد علی اپنی سبب تمیزی عیان کرتی ہین اور مضمون
تفسیر عزیزی بیان **سوط الجبّار** درین مقام نقل تفسیر شیخ با تمیز عبدالعزیز نوشتہ
میشود (ووجدک ضالا فہدی) اور پایا تجھکو راہ بہولا پہر راہ بتائی تجھے اس ہدیٰ او ضلال
کا بیان وہ ہے کہ بدو شعور سے آنحضرت کو کمال عقل و دانائی کے سبب معلوم ہوا کہ بتون
کی پوجا او کفر و جاہلیت کی رسمین سب بے اصل و بے پوچ ہین تو دین حق کی کہوج اور تلاش کر
و سپے ہوئے اور یہہ تدبیر سوچی کہ دین ابراہیم کی طرف پورا پورا رجوع کرون لیکن چونکہ دین
ابراہیم پر کوئی اوسوقت نہ تہا اور نہ کسی کتاب مین لکہا ہوا تہا اور نہ آنحضرت کتاب پڑہ
سکتے تہے بالضرور اس دین کے احکام کہوج اور تلاش کرنے مین بیقرار ہو کر تسبیح تہلیل تکبیر
اعتکاف وغیرہ ادا کرتے تہے اوسوقت تک کہ اللہ تعالی نے اپنی وحی سے اونکو پاک
دین پر مطلع فرمایا اوسدم وہ اونکی بیقراری جو دین حق پانے کے واسطے رہتی تہی جاتی رہی
گویا اپنی کہوئی ہوئی چیز پائی اور جس راہ پر چلا چاہتے تہے وہ راہ مل گئی اس سبب سے اس
راہ نپانے کی بیقراری کو راہ بہولنے سے نسبت دی یعنی ضالا فرمایا **جواب** تفسیر
عزیزی بزبان فارسی ہے آپ نے کسواسطے عبارت مذکورہ کی اردو کی ہے شاید کہ کچھہ دل
مین کالا ہے مولوی صاحب نے اصل مضمون بدل ڈالا ہے ؎ وارد آن ہیرچہ ندیدہ
سرفن ماہ ہر سرفنی را بدلی ہجو فلک مغالطہ چونکہ عبارت سوط الجبّار فارسی ہے اسواسطے
مناسب یہہ ہی ہے کہ نقل تفسیر عزیزی ہو بہو ہووے اور دل تصرف یکسو ہووے قطع نظر
ازین مولوی صاحب کی عجیب عادت ہے اور غریب طبیعت کہ فقیر اندرین کو حکومت جتلاتے ہین
اور رعونت دکہلاتے ہین کہ سوائے قرآن و حدیث کے دوسری کتاب قابل التفات نہ
جاننے اور لایق اثبات نہ ماننے صرف ان ہی سے الزام پر لائے او تکذیب اسلام فرمائے ہے

کسی کتاب مین مسطور نہین ہے اور یہ کہ باستثنا چند ان وہ نہین اکثر وجود یون کی باعث جو
ہے مگر جلد نسخ سے آپکا قیاس منقود ہے افسوس ترجمہ وار اشکوہ تک بھی آپکی رسائی نہین
ہے کل ہے یا مقصود چیبہ رسائی نہین **قولہ** بعد رسائیدن آزادی وکثرت تفکر الخ آزادی
وتفکر ایک دوسرے کے خلاف ہین مثل انعقاد واحتشا ہین را ہمچند رہینا دونون کا اجتماع ممکن
نہین ہے امکان اتحاد ملک وجن نہین جو کوئی اس کلام رستی انجام سے بہرہ لیگا اور سکانشست
بام سے گریگا **قولہ** تمنے اپنے دشمنون کو اسیر وفرمان بردار کرلیا ہے فقط جب تک رامچند
اید وہیا مین ایام گذارتے تھے کاروبار سلطنت بر کنار تھے اونکا کوئی دشمن نہ تہا مقابل برق
خرمن نہ تھا پس اوسوقت اونکی نسبت یہ کہنا کہ تم نے اپنے دشمنون کو اسیر وفرمانبردار
کیا اور پایہ بحیرہ بر دار محض دروغ ہے اور مثل شمع روز بفروغ اگر آپکو فی الجملہ عقل وشعور
ہوتا اور گرو اجیا کتب معتبر تو جہوٹی باتون کا اثبات نکرتے اور ناحق تضیع اوقات کرتی
آپکے مستندہ باقی فقرات کا بہی یہہ ہی حال ہے ہر ایک لکدکوب ابطال ہے بیان اسیقدر
کارد کافی ہے کہ نمونہ انبار بقدر مشت وافی ہے **قولہ** این راہ گم کردن وازین گمراہی
براہ رسیدن آنچنان نیست الخ لاریب ضلالت محمد صاحب باعث عداوت حق ہے اور موجب
شقاوت مطلق البتہ اوس گمراہی سے راہ پر آنا اور پایگاہ پہچانا معترض کے نزدیک برا
نہین ہے اور مخالفت خدا نہین گم کردیدن وبراہ رسیدن ایک نہین ہے اور تحریر میان محمد علی
نیک نہین **قولہ** این گمراہی کہ ثمر ہدایت عظمی ست سعادتیست الخ اس فقرہ سے لازم
آتا ہے کہ جسقدر کفار محمد صاحب پر ایمان لائے اور مسلمان کہلائے تمام کا کفر سعادت عظمی
ہووے اور افادت کبری کہ کل کے لئے مثمر ہدایت ہوا اور اکثر کے لئے منتج ولایت بس محمد صاحب
نے کسیکو مسلمان نہین کیا اور کسیکو خلعت ایمان نہین دیا کیونکہ اسلام سے پہلے ضلالت
حضرت وصحابہ کا ایک حال تہا اور ایک قال لہذا ایام سابق از اسلام کا نام جاہلیت
ہونا جہالت ہے اور مخالف عدالت الغرض چونکہ آخر الامر کفار قریش نے دولت اسلام

کی بہول ہی ہم آنکہ اکثر فقرات کا مضمون خلاف رامائن بالمیک ہی جو کہ رامچندر کی تاریخ صحیح
سب کے نزدیک ہی **قولہ** خود راجہ رامچندر تا وقتیکہ بہ تلمذ بششٹ و بشوامتر الخ کمالات رامچندر
کو تلمذ بششٹ و بشوامتر کی احتیاج نہین ہی شہباز شکار مچھر و وراج نہین رامچندر کو
تمام کمالات خود بخود حاصل ہین کہ وے ذات پرماتما سے واصل ہین روایت ہی کہ راکشس سامان
یگیہ خراب کرتے تہے اور آتش غم سے دل بشوامتر کباب بشوامتر راجہ دسرتھ کے پاس آکر
اور زبان پر کلمات ہراس لا کر راکشس تنگ کرتے ہین قصد ناموس و ننگ کرتے ہین لہذا
رامچندر کا ہمارے ہاتھ مین ہاتھ دیجیو اور حفاظت کے لئے ساتھ بھیجو راجا دسرتھ نے کہا کہ رامچندر
ہنوز صغیر سن ہین کب لایق مقابلہ دیو جن ہین بشوامتر نے کہا کہ انکو انسان نجانیو اور طفل
و جوان نمانیے یہہ جلوہ گر وگار ہین اور پرماتما کے اوتار ہین **ابیات** شمیم خلد معلی ست
نام رام مرا ٭ بہار باغ تمناست نام رام مرا ٭ بذکر رام کہ پاک ست زندہ ابدم ٭ براز
خزاں مسیحاست نام رام مرا ٭ ہجوم رنج بخاطر نیاد ردو دل شاد ٭ کہ قاتل صف غمہاست نام رام مرا
٭ مرا بہ میر مغان نیست التجا ہرگز ٭ شراب ساقی و میناست نام رام مرا ٭ بشوامتر کی بات پراور
رامچندر کی کرامات پر بششٹ نے بہی گواہی دی اور راجہ دسرتھ کی تسلی کماہی کی پس
دسرتھ نے رامچندر کو چندروز کے لئے رخصت دی اور واسطے حفاظت بشوامتر کے اجازت
پس رامچندر نے راکشسون کو ہلاک کیا اور اونکے فتنہ سے روے زمین پاک کی تہی جبکہ رامچندر
کا یہہ کمال ذاتی ہی تو تذکرہ واسطے قیل وقال دیہاتی ہے بلکہ جو کچہ بششٹ و بشوامتر
کو منصب حاصل تہا اوس سب کا باعث الطاف رامچندر سبب کامل تہا **قولہ** چہ قدر صحو تہا در ین ؟
پیش آمد الخ یہہ میان محمد علی کا خیال خام ہے بلکہ سراسر اتہام کیونکہ رامچندر دانا ئے
اسرار ہین اور جملہ سالک سے خبردار سالکون کے ہادی ہین اور اہل حق کے لئے باعث
خرمی و شادی ہین جو کوئی کہے کہ وے تلاش راہ کرتے تہے یا تمنا خشم و جاہ رکھتے وہ چاہ ضلالت مین
پڑا ہی محمد حسنا سے جہالت مین بڑہا ہے **قولہ** چنانکہ در شروع جوگ بششٹ الخ یہہ حال

سپید و پدند ورا ہ نے یافتند چنانکہ در شروع جوگ بششٹ این حال مفصلاً مرقوم ست مختصراً
برا ے ملاحظہ معترض بمعرض تحریر مے آرم کہ چون راجہ دسرتہ بعد سہ ساینہ آزادی و کثرت تفکر رام
رامچندر پیش خود و بہ مجمع بششٹ و بشوامتر وغیرہ طلبیدہ بہ سیہ عبارۃ بکذا راجہ دسرتہ نے رامچندر
سے پوچھا کہ پرمیشر کی کرپا سے تمکو عقل سلیم وعلم حکمت میسر ہی اور اوسکا نتیجہ سرور بے اندوہ ہی جیسا
کہ تمکو اونسے غم اور اندوہ جو جاہلون کو چاہئیے عاید حال ہو بششٹ نے رامچندر سے کہا کہ تم
نے اپنے دشمنون کو اسیر و فرمانبردار کر لیا ہی پہر کسواسطے غم و فکر کے دریا مین غوطے کہاتی
ہو الخ این رہ گم کردن و ازین گمراہی براہ رسیدن آنچنان نیست کہ معترض آنرا موجب
شقاوت مے پندارد این گمراہی کہ مثمر ہدایت عظمی ست سعادتی ست کہ خواص بشر آرزوئے
آن دارند **جواب** یہ بہی از اول تا آخر کئی طرح پر غلط ہے اور مستلزم الزام ہر نمط ہے
اول آنکہ جوگ بششٹ کتاب ہمارے مذہب کی نہین ہی اور مقبول سب کی نہین ہی تشریح اسکی
عنقریب ہو چکی اور خاطرخواہ آپکی تکذیب ہو چکی دوم آنکہ جوگ باششٹ مین یہ مطلب نہین
ہے تمکو بات کہنے کا ڈھب نہین جبتک کہ آپکی اصل کتاب تک رسائی نہو گی جہوٹے ترجمون سے کار روائی
نہوگی اصل عبارت جوگ باششٹ رقم کیجئے اور بحث و مباحثہ کی تعلیم لیجئے چنانچہ جسوقت
آپنے ہم سے کتب محمدیہ کا اصل مضمون طلب کیا ہے ہمنے آپکی تسلی کے لئے داخل کتاب سب
کیا ہے بخوبی آپکی تسلی کی ہی اور ظلمت کدہ درون مین تجلی ہرگاہ آپ اس کتاب پر نظر
بعبارت کہولینگے تن سے سلاح شرارت کہولین گے سوم آنکہ مضمون مذکور دارا شکوہ کا ترجمہ
نہین ہی کنہیال الکہدہاری کے مسلمہ نہین ہین پس وہ آپکی سکاری ہی یا فریب الکہدہاری
خواہ مخواہ دونون سے ایک شق منظور ہوگا محمد علی یا الکہدہاری کا زور ہوگا ہم اسواسطے کہتے
ہے کہ یہ ترجمے اپنی ساعت نہین ہین اور سزاے اشاعت نہین چہارم آنکہ مضمون مذکور شایان
الزام نہین ہی کہ اوس مین گمراہی منسوب بام نہین جسطرح قرآن سے ضلالت خیر الانام عیان
ہے اوسطرح وہان ذکر رام کہان ہے پس بطور الزام اوسکا ایراد فضول ہی اگر تحصیل ارب

نہین یہان سند آہم ایک فقرہ حدیث مسلم رقم کرتے ہین اور باقی سے رحم کا اسیقدر کافی
ہے اور مولوی محمد صاحب کے قول کا جواب شافی ہے قال ہذا المرء یہجر یعنی کہا عمر نے کہ یہ شخص ہذیان
کہتا ہے فقط اگر مولوی صاحب سنی ہیچ مین تاویل بنائینگے تو ہم اونکو نہایت ذلیل بنائینگے کتاب
صراح دکھلائینگے اور اونکی راہ مین مصباح جلائینگے مختصر کو اپنے پیغمبر پر قیاس کیجئے
اور بیہودہ گوئی مین تضیع انفاس نکیجئے **قوله** و بایقین دانی کہ سالکان طریقت را الخ نزدیک
(ووجدک ضالا) سے پہلے محمد صاحب سالک طریقت نہین بن سکتے اور واقف حقیقت نہین کیونکہ ثبوت
تک بے محکوم باحکام شریعت نہین تھے اور آگاہ از آغاز و انجام شریعت نہین حالانکہ طریقت کے
اول شریعت ضرور ہے جیسے مذاہب کا یہی دستور ہے کہ جب تک کوئی شریعت مین کامل نہین ہوتا
اہل طریقت مین شامل نہین ہوتا ایک دوسرے پر محصور ہے مانند سایہ و نور ہے پس جس صورت
مین محمد صاحب چالیس برس تک بے سنت و کتاب ہے اور راہ و رسم آبا و اجداد کی اجتناب نہ
تو کیونکر سالک طریقت ہو اور مالک حقیقت علاوہ اسکے جو کوئی میدان طریقت مین قدم
دہرتا ہے وہ آسایش ابدی کا دم بھرتا اوسکو سختی و صعوبت سے کیا کام ہے وہ بری از مصائب و آلام ہے
اگرچہ وہ خدا نہین ہے لیکن خدا سے جدا نہین ہے جو کوئی اوسکو شعب صعب مین بھٹکتا سمجھتا اور
سنگ حیرانی و پریشانی پر سر ٹپکتا وہ بڑا نالایق ہے بلکہ از نالایقان روی زمین فایق ہے
قوله تا آنکہ الطاف الہی دست شان گرفتہ راہ منزل مقصود مے نماید الخ سالک تو
خود الطاف الہی ہے اور الطاف نامتناہی الطاف کو الطاف کی احتیاج نہین ہے اور
اوصاف کو اوصاف کی احتیاج نہین **قوله** نہین ست معنی راہ گم کردن و براہ آوردن
الخ جبکہ آپکی تمام منطق بیجا ہے تو اس نتیجہ کا بھی وہی ماجرا ہے آپکی تصدیق کرنے کے لئے کوئی شکل
نہین ہے کہ جناب کو تصوری مین چندان دخل نہین **سوط الجبار** رد جوگ بششٹ
کہ کتاب حکمت و تصوف مذہب ہنود ست ملخص فایدہ خمد ما ابد را مجہند تا دانستہ کہ بہ
تلمذ بششٹ و شنوا متر مہیکال فائز نشدند چہ قدر صعوبت ہا دین راہ پیش آمدند و ہر گو

خبر دو بار ہر بار بگردانیدہ باز داشت پروردگار من بفضل خود مرا ازان **جواب** بطرف
ضلالت ارادہ کرنیوالا ضال نہین ہی عام فعل و فاعل فعل کا ایک مآل نہین پس کیونکر مصنف
قرآن نے محمد صاحب کو ضال قرار دیا اور کس طرح ارادہ بفعل و عین فعل مین اتحاد اختیار کیا چونکہ
ذکر یوسف مین اسکا بیان تفسیر بسیار کیا گیا یہان اسیقدر بناگزیر اقتصار کیا گیا اب مولوی
محمد علی کاغذ کے گھوڑے دوڑاتے ہین اور اپنے تئین پانچ سوارون مین داخل فرماتے
ہین رکاب حمید اعجاز ہاتھ مین لیتے ہین اور اشہب قلم کو کاوہ او سکے ساتھ مین دیتے ہین
سوط الجبار اگر معترض از کتب تصوف خود ہم آگاہ بودے اینچنین ہذیانات بر زبان
نیاوردے و بالیقین دانستے کہ سالکان طریقت را در ابتدا شعب صعب در راہ تا سخت پیش می آیند
و دران تا چندی متحیر و متردد مے مانند و راہ بجائے برند تا آنکہ الطاف الٰہی دست شان گرفتہ
بمنزل مقصودی نماید ہمین ست معنی راہ گم کردن و براہ آوردن کہ در آیت (و وجدک ضالا فہدی)
واقع شدہ **جواب** اگر مؤلف سوط الجبار کتب معترض سے خبردار ہوتا اور دیدہ استبصار
تار تار ہوتا تو جوگ باسشٹ کو ہمارے مذہب کی کتب مین شامل نجانتا اور تصوف کی حال نہ
پہچانتا وہ کسی وجودیہ نے مغرب بنائی ہے اور مکر و فریب سے شہرت عجیب پائی ہے اوپر اسکی
تفصیل بار بار ہو چکی اور گوشنگذار اہل روزگار آپکی ابکار افکار زیبق قلم تکذیب ہوتی
ہین اور گو یہ بطلان مین طبع زادگان صاحب عجاز و ہدیہ کے قریب ہوتی ہین **قولہ**
اگر معترض از کتب تصوف خود آگاہ بودے فقط معترض تو اپنے مذہب کے تصوف سے بخوبی آگاہ
ہے اور ابھی شاہد قدس کی خاک و ہر آپ سلسلہ بارگاہ ہین اور جھوٹون کے بادشاہ **قولہ**
اینچنین ہذیانات بر زبان نیاوردے فقط ہذیان تو زبان پر تا دم مرگ آپکے سرور انبیا لاتے
رہے اور حضرت عمر اونکو یہ زور ابتلاتے ہے جو کوئی طرفداری و تعصب سے آزاد ہوگا اوسکو
قصہ قلم و قرطاس یاد ہوگا کہ جسوقت مرض الموت مین حضرت نے قرطاس و قلم طلب کیا عمر فاروق
نے حاضرین سے کلام عجیب کیا کہ اسوقت پیغمبر کی بات لائق اعتبار نہین ہے کہ سوا ہذیان اونکا گفتار

شما الخ **جواب** یہ بھی دو طرح پر غلط ہے اول آنکہ آیت (و وجدک ضالا) سورہ ضحیٰ
معراج سے پہلے نازل ہے پس کس طرح کیفیت معراج کی حاصل ہے اگر بعد از معراج نازل
ہوتی تو صاحب اعجاز کی کچھ مراد حاصل ہوتی جسوقت آپ مطالعہ اسباب نزول کرینگے لابد
ہماری بات قبول کرینگے دوم آنکہ صاحب نسیان ضال نہیں ہے اور لفظ ضال کا بمعنی ناسی
ہرگز استعمال نہیں نسیان و ضلال مین تفاوت ہے جیسی دو جال مین عداوت ہے **ص**
خود ستا و حق ستا مین فرق ہے بیگمان بوم و ہما مین فرق ہے **اعجاز محمدی** تا من
آنکہ مراد آنست کہ یافت ترا میان اہل ضلال پس معصوم گردانید از آن و ہدایت کرد بسوے
ایمان وارشاد ایشان **جواب** شکر خدا و علی الاطلاق ہے کہ ہمارا صاحب اعجاز کا اتفاق
ہے کہ اونہون نے ضلالت حضرت قبول کی بلکہ اوسکے اثبات مین سعی مبذول کی **ص** شکر
ایزد کہ میان من و او صلح فتاد ﴿ حوریان رقص کنان ساغر و پیمانہ زدند ﴾ بلا شک مراد
یہ بھی ہے کہ او تعالیٰ نے محمد صاحب کو درمیان اہل ضلال پایا اور ضلالت سے معصوم بعد چہل سال
بنایا پس حاصل وہی ہے کہ وہ مدت تک عبادہ بتان رہے اور دور از دین و ایمان اگر اول
ہی یہ بات آپکو قبول ہوتی تو کسواسطے اسقدر گفتگو طول ہوتی **اعجاز محمدی** ثالث
آنکہ یافت ترا متحیر در بیان چیزے کہ فرستادہ بسوے تو از کتاب پس ہدایت کرد ترا مر بیان
آن الخ **جواب** مفہوم ضلالت و حیرت واحد نہین ہے اس دعوی کو ثبوت مین لغت
و محاورہ شاہد نہین اگر ضال بمعنی متحیر ہے تو مخالف مخیر ہے کہ کتب لغت سے سند پیش کرے
اور ثبوت دعوئی خویش علاوہ اسکے یہ تاویل اس صورت مین بن سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ
نے محمد صاحب کے پاس کوئی تفسیر قرآن ارسال کی ہووے اور تفصیل اجمال بھی ہووے یا ایک آیت
کی دوسری تفصیل ہووے اور ثبوت دعوی کی دلیل لیکن چونکہ نظم قرآن اس طرز نہین ہے نیز
ہے جیسے اعجاز کی تصدیق کرنیوالا کوئی روے زمین پر نہین **اعجاز محمدی** عاشرا آنکہ
قرہ داآنحضرت کہ قصد کرد وہ امرین در ہیچ وقت وصال چیزے از آنچہ کہ اہل جاہلیت عمل میکردند

لفظ ضلالت بمعنی محبت نظم نہین کیا اور ضلالت بمعنی مشاجرین کا عزم نہین اہل
تفاسیر کہ ضلالت یعقوب کو محبت قیاس کرتے ہین وہ خفت قوم سے بہ تشبیرین کی آس کرتی
ہین اونکا الفاظ قرآن پر دہیان نہین ہی اور کلمات آسمان پر ایمان نہین **قولہ تسمیہ**
محب بضال بسیار آمدہ الخ محب خدا کو کوئی ضال نہین کہتا عشق کو کوئی کنگال نہین
پسران یعقوب خود یعقوب کو گمراہ جانتے تہے کب پیر دستگیر و قبلہ گاہ مانتے تہے اگر وہ اوسکو رسول
اللہ سمجہتے اور مقبول درگاہ تو کسواسطے اوسکے نور چشم لخت جگر کو چاہ مین گراتے اور چہوڑ جاتے انکا
مین پہر علاوہ اسکے آیت سورۂ یوسف مین محبت یوسف کو ضلال کہا ہے لاجرم مطابق واقعہ
وحسب حال کہا ہی فی الحقیقت اسقدر محبت فرزند ضلالت ہے اور بدرجہ نہایت جہالت تذکرہ
الاولیا مین ہے کہ سرسقطی ولی نے خواب مین یعقوب کو نہایت سرزنش کی اور بغایت بکوہش
کہ تو بڑا بے شعور ہے کہ محبت پسر مین مخمور ہے پس پسران یعقوب نے محبت غیر خدا ضلالت قرار
دی ہے لاجرم عدالت آشکار کی ہے اگر یعقوب عشق غیر نکرتا اور عبادت دیر نکرتا تو
اوسکو ضال کہنا خلاف ادب تہا کہان اسطرح محاورہ عرب تہا طالب معرفت کو کوئی ضال
نہین کہیگا نحوست کو کوئی اقبال نہین کہیگا حاصل آنکہ آیت سورۂ یوسف واسطے براءت
حضرت کے مفید نہین ہی کہ اوسمین کوئی بات محاورہ سے بعید نہین ہی علاوہ اسکے آیت اول مین
ضلالت و گمراہی زلیخا مذکور ہی جو کہ مشہور و مشغلہ ... مذکور ہے یعنی زنان مصر کا بیان ہے
کہ گمراہی و ضلالت زلیخا صحیح دعویٰ ہے پس یہ آیت بیان ایراد کی لایق نہین تہی کہ مصنف
اعجاز محمدی کے مراد کی موافق نہین تہی مترجم قرآن کہ رفیع الدین و عبد القادر ہین جنکو
ترجمے تفسیرون کی نگاہ مین لاثانی و نادر ہین وہ بہی صاحب اعجاز کی بطلان پر گواہی بہرتے
ہین اور لفظ ضلال کا ترجمہ گمراہی کرتے ہین **اعجاز محمدی** سانح آنکہ یافتنا
ماہی پس تذکیر کرد ترا و این بحالت لیلۃ المعراج حمل میکند کہ از دہشت و ہیبت آن مقام
فراموش کرد کہ چہ گوید و چہ خواہد چہ کیفیت ترا نعمہ بسراید پس ہدایت کرد او را حق تعالی کیفیت

سزا نہین **اعجاز محمدی** رابع آنکہ عرب درختے را کہ تنہا در بیابان باشد ضال می
نامند گویا میگوید سبحانہ کہ تو اے محمد یگانہ بودی ہمتا بودی دران بلاد مثل آن درخت کہ فرید
و وحید ست در بیابان و با سیدار میوہ ایمان و توحید و ہدایت کرد و راہ نمود حق تعالی
بسوے تو خلق را بہرہ ور گشتند پس تو **جواب** اگر آیت (و وجدک ضالا) مین لام ضال بہ
تشدید ہے تو ضلالت ہے اعجاز مرید از مرید ہے اگر کلمہ ضال تخفیف لام ہے تو بمعنی درخت لا کلام
ہے اہل لغت ذو معنی ضلالت و درخت مین کس طرح امتیاز دیا ہے کہ تشدید و تخفیف لام کا
اندازہ کیا ہے اگر حسب اعجاز قرآن کی تلاوت نہین کر سکتے اور تشدید و تخفیف مین تفاوت نہین تو
کسی حافظ سے معلوم کرین اور سعادت طبیعت مرکوم کرین **قولہ** ہدایت کرد و راہ نمود حق تعالی
بسوے تو خلق را الخ کلمہ (فہدی) کا یہ ترجمہ ہرگز نہین ہے اور کوئی مفسر اس پر فائز نہین **اعجاز محمدی**
خامس آنکہ گاہے مخاطب کردہ میشود سید قوم و مراد گروہ ایشان و مراد بدان قوم اوست یعنی یافت
ترا اے ایشان را گمراہ پس ہدایت کرد ایشان را بسوے شرع تو **جواب** اگر یہ سلسلہ تاویل
قرآن ہوگی اصلیت فرقان پنہان ہوگی مسلمانون کے پاس قرآن سے کچھ بھی نہ رہیگا اسکے
بیان و تفسیر کو کوئی وقعت نہ رہیگی بلکہ اعتماد قرآن کا نزول فضول ٹھیریگا اول سے آخر تک تاویل
کا طول ٹھیریگا مصنف قرآن پر سارے الزام آئینگے تمام قال و مقال خدا کے سمجھ مین اختتام پائیگی
کہ کسواسطے ایسی کتاب نازل کی جسمین مسلمانون کو تاویل لاطائل کی علاوہ اسکے جسوقت آیت
(و وجدک ضالا) ہے تو نازل ہوئی تھی تمام قوم حضرت کی دشمن ہوئی تھی بازار خصومت گرم تھا
کہان حرفت صلح و آرزم تھا پس اسوقت محمد صاحب کسطرح سید و سردار تھے کہ لوگ انکی مطیع
و فرمانبردار تھے **اعجاز محمدی** سادس آنکہ مراد بضال محب یعنی یافت ترا محب و طالب
معرفت من تفسیر ضال بسیار آمدہ کہ گم میکرد خود را از اختیار خود چنانکہ انا لنریک فی
ضلال مبین و انک لفی ضلالک القدیم **جواب** محب کو کوئی ضال نہین کہتا اقبال
کا کوئی زوال نہین بلا شبہ ضلالت گمراہی ہے اور دنیا و آخرت کی رسیاہی آجتک کسی نے

کیا تسلیم کیا ہم نے کہ حالت صغر مین پیغمبر اسلام راہ بہکا تہا اور اثناء ان جوع حضرت وہ بہکا
تہا مگر یہہ تو فرمائیے کہ پہر وہ خود بخود گہر آیا یا کوئی دلسوز مکان پر لایا وجہ اول اس لایق نہین
ہے کہ بطریق احسان بیان کیجاوے اور داخل کتاب آسمان کیونکہ یہہ حالت اکثر انسان کو پیش آتی
ہے اور جوع بھی اپنا جوہر کم وبیش دکہلاتی ہے پہر وہ راہ پاتا ہے اور اپنی منزل پر [illegible]
آتا ہے مگر اس سے اوسکو کچھہ رسوخ حاصل نہین ہوتا اور اوسکے نام فرمان منت نازل
نہین ہوتا غرض کہ اس قسم کی راہ دکہلانی ایسی نہین ہے کہ خداے تعالیٰ اپنے پیغمبر کو زیربار
احسان کرے اور تذکرہ احسان ریب بان کہ تو گمراہ تھا مین نے تجکو آگاہ کیا دیکھو اکثر
اوقات دہقانین جنگل مین گم گشتون کو راہ دکہلاتے ہین اور پیاسون کو پانی پلاتے ہین
مگر اوسکو احسان نہین سمجہتے آیا خداے مسلمان مثل دہقانین بھی نہین ہے بلکہ اونکی بہ نسبت
کوتاہ ہمت ہے بر تقدیر دوم وہی دلسوز محمد صاحب کا ہادی ہے منت خدا اوال بر بیاد ی ہے کیونکہ
خدا نے اوسکو [illegible] بدر پہرایا اور دلسوز گہر پر لایا **قولہ** مشہور آنست کہ حلیمہ مرضعہ آنحضرت را از عاے
خود بمکہ مے آورد الخ اگر یہہ ہی مشہور انام ہے اور یہہ ہی منظور امام تو مضمون آیت متنازعہ واہی
ہے بلکہ غلط خواہی نخواہی ہے کیونکہ محمد صاحب اون دونون راہ وسبیل سے واقف نہین تہے حقیقت
فرسنگ ومیل کے کاشف نہین کہ اوس وقت حضرت طفلک شیرخوار تہے اور عقل وتمیز سے برکنار
مقام آپکا گہوارہ تہا صرف شیر سے گذارہ تھا پس انکی نسبت یہہ کہنا کہ تو گمراہ تھا اور سرگردان
بیابان جانکاہ ہم نے تجکو روبراہ کیا اور آگاہ [illegible] کیا محض خیال خام ہے بلکہ سراسر
اتہام ہے **اعجاز محمدی** ثالث آنکہ بدوی مقہور ومغلوب وکفار بلکہ بہیں قوت
واقتدار خدائیتعالی تا ظاہرہ غالب کہ تی دین اور **جواب** لغت مین ضال بمعنی مقہور
ومغلوب نہین ہے اور آیت (ووجدک ضالا) مین معنی ثالث مطلوب ہین اگر آیت کا یہی
مفہوم ہوتا تو آخر مین کیونکہ کلمہ فہدی مرقوم ہوتا بلکہ اسطرحپر مضمون آیت پہنچا تہا کہ تو مغلوب تہا
ہم نے تجکو غالب کیا اور تو مجذوب تہا ہم نے تجکو جاذب کیا چونکہ ایسا نہین ہے معنی ثالث معاف

آگے اوسکے سے اور پیچھے اوسکے سے نگہبان محفظ **ابیات** بس یہ معنی وہ چلاتا ہے
اسے ہٹہاتا ہے اور رہتا ہے آگے اور پیچھے اوسکے جو گھیا ا رہ کہ رکھین اوسکے محفوظ پاس
سے کار دینی کرتا ہے غیب سے آگاہ اپنے ہر ایک رسول کو اللہ بہر وہ رکھتا ہے اوس پہ
چوکیدار وتا نہ شیطان دخیل ہو نہ پاوے اور نہین بڑہنے پاسے اوسکا جی بغلط فہمی وکجی
کجی ہو گیا اس کلام سے معلوم ہو کہ نہین اصل انبیا معصوم بعد ازین مصنف اعجاز محمدی
نے دس وجہہ سے محمد صاحب کی عیب پوشی کی ہے اور گندم نمائی وجو فروشی اب ہم ہر ایک وجہ
بلفظ رقم کرتے ہین اور تشریح ضلالت حضرت بوجہ اتم **اعجاز محمدی** سنی آیہ ووجدک
ضالا بوجوہ کثیرست اول آنکہ یافت ترا ضال ونادان از مسائل نبوت واحکام شریعت و
این مرویست از ابن عباس وغیرہ ومویداین ست آیت (ماکنت تدری ماالکتاب الخ
جواب بعد بلوغ غریبت سے نا واقفی عین ضلالت ہے اور گمراہی پر دلالت خود انصاف
کرو کہ جو چالیس برس تک قرآن سے بیخبر رہا وہ کیونکر مخالف ملت جدید رہا لاریب حضرت
مدت تک تعظیم اصنام کرتے رہے اور اسی کام مین عمر چہل سالہ تمام کرتے رہے جا بجا اسی
امر کی تفصیل قرآن مجید مین ہے اور آیت ماکنت تدری بھی اسی بات کی تائید مین ہے
جو کوئی اول سے نبی آخر زمان کو ایماندار جانتا ہے وہ قرآن کو بیکار مانتا ہا یقین جناب
کہہ کن کو مقابلہ مین مسلمان سرگشتہ ہین یا قرآن سے برگشتہ اس امر کی تفصیل کثیر بار ہو گی اور
اون کی ہٹ دھرمی اون ہی کے گلے کا ہار ہو گی **اعجاز محمدی** ثانی آنکہ روایت
کردہ شدہ است کہ رسول آنحضرت گم شدہ بود از جد خود عبدالمطلب در حالت صغر تا نزدیک
شد کہ بکشد جوع مرا پس راہ نمود مرا پروردگار ذکرہ الامام فخرالدین کذا فی المواہب
مشہور آنست کہ حلیمہ مرضعہ آنحضرت را از جائے خود بمکہ آورد تا بسپارد باہل وے پس خود در
راہ گم شد ظاہر آمراد امام نیز ہمین ست **جواب** روایت کردہ شدہ بصیغہ مجہول ہی لہذا
بے اعتباری پر محمول ہی اگر آپ نے حضرت کے فرمانے پر اعتماد کیا تو کسو اسطے صیغہ مجہول یاد

الخ مؤلف اعجاز محمدی کو اس شرانہ مین درپردہ انکار اقرار کیا ہی کہ پیغمبر اسلام نے چالیس
برس تک دین آبا و اجداد اختیار کیا ہے **س** ختم قنانت معزاب نشاستہ سکشدہ نعوذ
اقرار با از پردہ انکار با **قوله** لیکن نقل و دلیل ہمی برہان ست کہ این حاشا نعوذ نیامدہ
فقط وضعنا عنک وزرک الخ اس آیت کی تفسیر مین سارہی ہے کہ عالم اہل سنت ہی روایت ہی
کہ یہان وزر سے مراد شرک ہی جو جامۂ توحید کا چرک ہی کیونکہ محمد صاحب چالیس برس تک دین آبا
و اجداد پر عامل تھے اور کفار قریش مین شامل تھے پھر مسلمانون کا دین پناہ حسن شاہ خلعت الیہود
مین تقریر راستی طراز کرتا ہے اور تکذیب صاحب اعجاز ہکذا عبارتہ قبل از نبوت نزدیک جمہور
اہل سنت حق آنست کہ گلہ سے گناہے حقیقی صادر شود و مدتی مدید تضرع و زاری و نالہ و اشکباری
بکار رود و صفا کامل حاصل شدہ رتبۂ نبوت دست داد انتہی جبکہ یہی حقیقت حال ہے تو کسی کی
مجال ہے کہ اسقدر آیات و روایات کو بیکار کرے اور کفر و شرک چہل سالہ حضرت سے انکار **قوله** و انبیا
ہمہ معصوم اند پیش از نبوت الخ دلیل عقلی و نقلی اسی بات پر قایم ہے کہ ابراہیم و محمد وغیرہ ہر ایک رسول
سزاے لوم لائم ہے کہ یہ گروہ پشت کفار سے پیدا ہوا ہے اور مدت مدید تک ننگ گفتار و رفتار
پرشیدہ ایس کیونکر بطرف ملت آبا و اجداد رجوع نہین لایا اور کسطرح اوس جانب ذوق و
نہین پایا بیٹا باپکا راز ہے چنانچہ حدیث صاحب اعجاز ہے الولد سر لابیہ سورہ جن کی ایک آیت
سے ورباب ہوتا ہے کہ بذاتہ انبیا کو عصمت سے کچھ نسبت نہین ہے او بغیر ان حضرات کو گناہ سے
نفرت نہین اگر اوتعالی چوکیدار انکے آس پاس نرکھے اور اسقدر نبوت کا پاس نرکھے تو پیغمبر
شب و روز حرکات شیطانی مین بسر کرین کسواسطے شرک و زنا سے درگذرین پس اکثر اہل
دنیا پیغمبرون سے اچھے ہین کہ مدت العمر جرائم سے بچے ہین باوجودیکہ کوئی نگہبان نہین ہے
اور پاچوکیدار درمیان نہین وہ آیت یہ ہی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من
رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا یعنی وہ ہی جاننے والا غیب کا ہے نہین خبردار
کرتا اوپر عیب اپنے کے کسیکو مگر جسکو کہ پسند کرتا ہے پیغمبرون مین سے پس تحقیق وہ چلاتا ہے

ہماری بات پر یقین نہین ہی تو قرآن و حدیث پر ساتھ و ہرین اور کلام خدا و رسول سے ثابت
کرین کہ تا عمر چہل سالہ محمد صاحب یہود و نصارا ر یا مجوس و قریش کی طرح آوارہ رہے **قولہ**
نقل کردہ ست ہیچکس از اہل اخبار الخ کل اہل اخبار نے لکھا ہی کہ اول مین ابراہیم کا یہی مذہب
تہا کہ ہر ایک ستارہ اوسکا رب تہا مصنف سراج العارفین ہی صاحب اعجاز کی تکذیب کرتا ہی اور
تقریر آتی قریب بکذا بلفظہ بایزید بسطامی میفرماید کہ دوازدہ سال روح خود را خدا تصور میکردم
و ندانستم کہ این روح ست باز کہ از مقام روح گذشتم معلوم شد کہ این مقام روح ست و
مقام ذات باری برتر ست و ہمین سبب حضرت ابراہیم را نیز درین مقام شبہہ گشتہ اول انوار
ستارگان را از چشم ملاحظہ کردہ گفت کہ این خداست و باز مہتاب را دیدہ گفت کہ این نور غالب ست
کہ این خداست بعدہ آفتاب را دید و گفت این خداست الخ آپنے بہی ابراہیم کے حق مین
یہی بات گوارہ کی ہے اور اوسکی بیدینی بدفعات آشکارہ حال ابراہیم ترقیم ہوا اور آویزۂ
گوش ہفت اقلیم دوسری بار ہم اعادہ نہین کرتی ناحق کتاب زیادہ نہین علاوہ بحث معنی کے
فقرہ ہذا مین جب تک کہ کلمہ از انہا کے بعد کاف نہو گا مفہوم فقرہ صاف نہو گا اسواسطے کاف بیانی
لائیے اور کانخ معانی بنائیے اگر صاحب اعجاز کم استعداد نہوتا اور مدینۂ فضل و امتیاز بربا
نہوتا تو استعبارت گندہ نہوتی اور بدست کعب کن بیخ صاحب اعجاز برکندہ نہوتی **قولہ**
معتزلہ برآنند کہ جائز نیست عقلاً الخ اگر بعضے معتزلہ مراد ہین تو یہ کلمات لایق صاد ہین اگر کل
فرقۂ معتزلہ مقصود ہی تو فقرہ صاحب اعجاز مردود ہے کیونکہ ابو الہذیل و ابو علی کہ اعاظم مشایخ معتزلہ
کے ہین بعثت از بعثت انبیا سے صدور کبائر تجویز کرتے ہین فرقۂ نجاریہ کہ شاخ معتزلہ ہی اوسکا یہ بہی
مقولہ ہے کہ پیغمبر اسلام نبوت سے پہلے ایمان بخدا نہین رکھتا تہا اور مذہب آبا و اجداد سے
مذہب جدا نہین (ماکنت تدری ما الکتاب) اونکے دین کی برہان قاطع ہی جو کہ رتبۂ
نبوت سے پہلے محمد صاحب کے ایمان کی مانع ہے تفصیل اسکی بار بار ہو چکی جسے مسلمانی زار زار
رو چکی **قولہ** و نزد اہل سنت این ہم جائز ست کہ حق تعالی یکے را از چاہ ضلالت برآوردہ

تحصیلدار صاحب نے جو اس حدیث سے انکار کیا ہے وہ اپنے ارتداد کا اشتہار دیا ہے یہ فقیر اندرین
کی حق بیانی ہے جس جگہ محمد علی پانی پانی ہے ســه زبان پر لاحرف انکار کا چڑہا ہے جق
کسی نے تکرار اسکا مصنف اعجاز محمدی نے ہی ضلالت حضرت کا جواب دیا ہا ام روم سرخا کیلیے لہذا
بندہ کعبہ کن سامان بحث درست کرتا ہے اور عنان اشہب مباحثہ بجہت **اعجاز محمدی**
آنحضرت ہرگز پیش از نبوت و نہ بعد از وے متصف بضلالت نشدہ و نشار اوبر توحید و ایمان
ست وہمچنین تمام انبیا بر آن ناشی اند و نقل نکردہ است ہیچکے از اہل اخبار کہ یکے از آنہا بہ نبوت
و رسالت اصطفا و اجتبا یافتہ اند موصوف و معروف بودہ پیش از آن بکفر و ضلالت اختلاف
دران ست کہ آیا جائزست عقلاً یا نہ معتزلہ بر آنند کہ جایز نیست عقلا کہ آن موجب تبعید و تنفیر
ست و نزد اہل سنت این ہم جائزست کہ حق تعالی یکے را از چاہ ضلالت بر آوردہ بہدایت
رسانیدہ بمرتبہ نبوت رساند ولیکن نقل و دلیل سمعی بران ست کہ این جائز بوقوع نیامدہ و نبا
ہمہ معصوم پیش از نبوت **جواب** اب جو کچھ موافق رہا ہوا ہے اور جو کچھ اسکا جواب ہے بقید
تحریر لاتا ہوں اور پیشانی صاحب اعجاز سے عرق تشویر بہاتا ہوں ســه غرض بوکم و کاست
لکہتا ہوں مین وجوہ واقعی راست لکہتا ہون مین ❊ فقرۂ اول کی ترکیب غلط ہے تو ہی
نفی کی ترتیب غلط ہے صاحب اعجاز کو عبارت نویسی کا شعور نہین ہے اور حل مسائل کا تو کچھ
نہیں صرف کلمہ شد سے کے اوپر نون چاہیے عقل دور بین سہون چاہیے اب رد اکثر فقرات صاحب
اعجاز کرتا ہون اور بعضی ازان قلم انداز **قولہ** و نشار او بر توحید و ایمان ست الخ بلا تامل لتائے
محمد صاحب شرک و بت پرستی ہے و بادہ کشی و بستی ہے کیونکہ اونکے ماں باپ عبادت اصنام
کرتے تہے اور بیشتر سے مسلم قاعدہ کلیہ ہے کہ ابتدا مین ہر شخص دین آبا و اجداد پر مداومت
کرتا ہے اور اون ہی کے معبود کی ملازمت پس بالضرور محمد صاحب چہل سال تک حق جو نہیں تہے
بلکہ کفر و شرک سے یکسو نہین ہوئے اسیواسطے حضرت نے اپنی دخترون کا کفار سے نکاح کیا تہا
حوران جنت سے شیاطین کو انشراح دیا تہا اگرچہ گفتگو برخلاف عقیدۂ مخالفین ہے اور دیکھو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ یبیت اللیالی المتتابعۃ طاویا ہو واہلہ لا یجدون عشاء و
کان اکثر خبزہم خبز الشعیر یعنی رسول اللہ گذارتا تہا راتون کو پے ہم خالی پیٹ وہ اور اہل بیت
اوسکے نہ پاتے رات کا کہانا اور تہی اکثر روٹی اونکی جو کی فقط وقد کانت لہ صاع عند یہودی
خاوعہد مانگہاتی مات یعنی بیشک تہا حضرت کا زرہ گرو یہودی کے پاس پہر نہ پایا اسقدر کہ
چہوڑاوین اوسکو یہان تک کہ وفات پائی انتہی اب ایک روایت ابو داؤد کا ترجمہ تحریر کرتا ہون
اور غلطی محمد صاحب واضح راے صغیر و کبیر کتاب ابو داؤد مین لکہا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا
ابن اعبد کو کہانہ بیان کرون مین روبرو تیرے ایک بات اپنی اور فاطمہ بیٹی حضرت کی اور تہی
فاطمہ بہت پیاری حضرت کی اونکے اہل مین سے اور تہی میرے پاس اور پیستی تہی چکی یہان تک کہ نشان
ہوگیا تہا اوسکے ہاتہون مین اور پانی لاتی تہی مشک مین یہان تک کہ نشان ہوگیا تہا اوسکے
سینہ مین اور جہاڑو دیتی تہی گہر مین یہان تک کہ خاک آلودہ ہوگئے کپڑے اوسکے اور پکاتی
تہی ہانڈی یہان تک کہ میلے ہوگئے تہے کپڑے اوسکے اور پہنچی تہی اوسکو بسبب ان چیزون کے
مشقت و محنت و ایذا اسنا مین نے کہ غلام لونڈی آئے ہین کسی غزوہ سے حضرت کے پاس کہا
مین نے کہ جا تو اپنے باپ کے پاس اور مانگ حضرت سے ایک خادم کہ کفایت کرے تجہکو ان کامون سے
پس آئی فاطمہ حضرت کے پاس پس پایا اونکے پاس چند نوجوانون کو کہ بیٹہے تہے پس حیا کی
اور پہر آئی لیکن عایشہ نے یہ قصہ روبرو حضرت کے بیان کیا حضرت یہ قصہ سنکر فاطمہ کے
گہر تشریف لائے کہتے ہین حضرت علی کہ آئے حضرت ہمارے پاس اور ہم لیٹے ہوئے تہے اپنے
بسترون مین کپڑے اوڑہے ارادہ کیا ہم نے کہ اٹہے ہون فرمایا اسیطرح لیٹے رہو پس تشریف
لائے اور بیٹہ گئے درمیان میرے اور فاطمہ کے یہان تک کہ پائی مین نے ٹہنڈک دونون پاؤن حضرت
کی اپنے سینے مین الخ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جیسے محمد صاحب مشغول رونق تہے ویسے ہی
بیٹی سے تعلق تہے کہ جس جگہ داماد و دختر سوتے تہے حضرت اونکے سر پر جلوہ گر ہوتے تہے ہم نے یہ گل
داؤدی گلشن ابو داؤد سے چنا ہے آجتک ایسا کسی نے دیکہا کسی نے سنا ہے جواب جلد ہند مین

مین محمد صاحب چالیس بیالیس برس کی عمر تک احکام شریعت سے آگاہ نہین ہوئے اور واقف عبادت
اللہ نہین تو لاجرم اسقدر مدت دراز تک ایمان سے خالی ہے اور مانند اجداد خود لا اُبالی رہے پس اونکی ضلالت
مین کیا شک ہے اور صاحب ہدیہ کو حق سے روگردانی کرنا عجب ہے فی الواقع اوس نے ہمارا اعتراض صحیح
مان لیا اور دعوئی نبوت سے پہلے محمد صاحب کو کافر مطلق جان لیا لا کلام احکام شریعت سے نادانی
بھی ضلالت ہے بلکہ بدرجہ غایت بطالت ہے اگر آیت مذکور سچ ہے تو لامحالہ محمد صاحب ضلالت
مین پڑے تھے اور اونکے میدان خاطر مین کفر کے جھنڈے گڑے تھے اگر مفہوم آیت جھوٹ ہے
تو مصنف قرآن راستکار نہین ہے اور اوسکی تصنیف سے اعتبار نہین حال حضرت سب پر
پوشیدہ ہے غنچہ مسلمانی صرصر نادانی سے خوشیدہ ہے اب صاحب ہدیہ کے باقی فقرات پر نگاہ
کرتے ہین او فدائے محمد یکی عقل پر قاہ قاہ **قولہ** تو یتیم بودی خدایتعالی برای پرورش تو
ابوطالب را گماشت الخ کسی کو ماباپ کی جان لینا اور اوسکو پرورش کے لیے دوسرے کی گود مین دینا
ہرگز انعام نہین ہے اور کرام کا کام نہین بلکہ بعید از انصاف ہے اور شیوہ اہل اعتساف ہے **ع** مدار چشم
ازین کور باطنے انصاف کہ گشتہ ست بتقاسم آشیان انصاف یہ معاملہ بدلایل انعام نہین ہے اور
شریف اکرام نہین شاید کہ عبد اللہ و آمنہ کی جان وتن پر دست برد کرنیوالا عیب ہے اور محمد صاحب
کو ابوطالب کے سپرد کرنیوالا غیر قطع نظر اس سے کہ صاحب ہدیہ امور مذکور کا نام انعام رکھتے ہین یا اوکو
موسوم باکرام کرتے جو کوئی ایذہ رسان کہلاتا ہے وہ کب دنیا امر کا احسان جتلاتا ہے **ع** بزبان
خاتین مکن منت احسان را ، پردہ شرم مکش شاہد پنہانے را ، خود ستائی او وہی ہے او رخدائی
اور **قولہ** تو فقیر بودی خداے تعالی ترا غنی نمود بسیار اموال الخ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ
بعد دعوئی نبوت بھی محمد صاحب مفلس تھے زر ہے اور منع زیر ہے بہت بار بھوکے مرتے تھے اور اکثر اوقات
نان جوین سے گذر کرتے تھے گاہ اپنے سلاح رہن دہرتے تھے اور تمہید شکم و دہن کرتے تھے
چنانچہ شمائل ترمذی مین ہے ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ یعنی
نہین پیٹ بھر کہائی اہل بیت محمد کے نے جوکی روٹی دو دن برابر یہانتک کہ قبض کی گئی روح

ہم تجھکو البتہ نزدیک تھا کہ میل کریں تو طرف اونکے کچھ تھوڑا اوسوقت البتہ چکھاتے ہم تجھکو دوگنا عذاب
زندگانی دنیا کا اور دوگنا عذاب موت کا مقتضا حاصل آنکہ عنقریب تھا کہ محمد صاحب قبول دین حق سے
رکجاوین اور طرف کفار کے جھک جاوین شیاطین انکو ضلالت کیطرف لیجاتے ہین آخرت مین عذاب پاتے مین سورہ یوسف مین آیا ہے وان
کنت من قبلہ لمن الغافلین یعنی تحقیق تھا تو پہلے اس سے البتہ غافلون مین سے فقط بیان سے واضح ہے کہ محمد صاحب
پیشتر از نزول قرآن دین و ایمان سے بہرہ مند نہین تھے اور تابع حکم خداوند نہین اگر کوئی کہے کہ
آیت ہذا مین ارکان ایمان سے غفلت مراد نہین ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ حضرت کو قصہ یوسف یاد
نہین تھا تو جواب اسطرح ہے کہ آیت سورہ اعراف اس تاویل سے انکار کرتی ہے اور سینہ اہل
تاویل سے پیکان تکذیب پار کرتی ہے مثلا واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول
بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین یعنی یاد کر پروردگار اپنے کو دل اپنے مین عاجزی اور
ڈر سے اور کم آواز بات سے صبح و شام کو اور مت ہو غافلون مین سے فقط یہ آیت حجت ساطع ہے
کہ ابتدا مین محمد صاحب آیات حق سے غافل تھے اور جہل جبلی سے شاغل اسیواسطے سورہ ہذا مین
صحبت جہال سے حضرت کو پرہیز فرمایا اور گریز کرایا ہے مثلا واعرض عن الجاہلین یعنی منہ پھیر لے
جاہلون سے فقط سورہ ضحی مین یہ مطلب مفصل بیان کیا گیا ہے اور مخالفین کا متعقل ہان چنانچہ
ووجدک ضالا فہدی یعنی پایا تجھکو گمراہ پس راہ دکھلائی فقط اس آیت سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب عوض
نبوت سے پہلے خندق ضلالت مین پڑے تھے اور کوچہ جہالت مین اڑے تھے مخالفین نے اسکے
معنی مین طرح طرح کی تاویل کی ہے اور شخص بیدل اب بندۂ خدای ذوالمنن کچھ کچھ اونمین سے حرفا
حرفا نقل کرتا ہے اور جواد علم و فضل **ہدیۃ الاصنام** خداوند تعالی جلائل انعام
و جزائل اکرام خود را نسبت آنحضرت رسالت منزلت ارشاد میفرماید کہ تو یتیم بودی خدای تعالی
ترا پرورش نمود بوطالب را گماشت و قوانین احکام شریعت غرا را واقف و نا آگاہ بودی
خدای تعالی ترا واقف و آگاہ گردانید و تو فقیر بودی خدای تعالی ترا غنی فرمود بغیر سوال
جواب اگر یہ جواب قبول کیا جاوے تو مصنف ہدیہ کو اسطرح معقول کیا جاوے کہ جس صورت

تیری حفاظت ہو آیت دال ہو کر کمان بار گناہ سے حضرت کی پیٹھ ٹوٹی تھی اور فراق عصیان
اونکی متاع عصمت لوٹی تھی بلا تامل اول مین محمد صاحب سے کار بد ہوا اور گناہ کبیرہ سرزد
ہوا اسواسطے علماء محمدیہ نے لکہا ہے کہ حضرت بسبب انہی آثام سابقہ کے غم کہاتے تہے اور اشک
ماتم بہاتے تہے سورۂ الفتح کی لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک اس آیت کی تفسیر معالم التنزیل مین
لکہا ہے کہ سورۂ ہذا کے نزول سے پہلے ایام جاہلیت مین محمد صاحب جتنے کبائر پر قادر ہوئے اور اون
حضرت سے جتنے صغائر صادر ہوے سب کو اللہ تعالی نے معاف کیے اور دفاتر اعمال سے نقوش سیئات
صاف کیے اگر میان محمد علی اہل عبارت معالم کی گفتگو کرینگے تو ہم اسطرح پر اونکے منہ پر بل
کی وارد کرینگے فی الجاہلیۃ قبل الرسالۃ وما تاخر الی وقت نزول ہذہ السورۃ وقیل ما تاخر مما
یکون وہذا علی طریقۃ من یجوز الصغائر علی الانبیاء وقال سفیان الثوری ما تقدم ما عملت
فی الجاہلیۃ وما تاخر کل شیء لم تعملہ ویذکر مثل ذلک علی طریق التاکید الخ یہانتک ہے یہ تمام
عبارت بنظر التفات ڈالیے اور خاطر عاطر سے خار شبہات نکالیے سورۂ انعام مین ہے
ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی فلا تکونن من الجاہلین یعنی اگر چاہتا اللہ البتہ جمع کرتا اونکو اوپر
ہدایت کے پس ہرگز مت ہو جاہلون مین سے فقط اس آیت سے جانا جاتا ہے کہ محمد صاحب ہی
تیر ملامت کا نشانہ کرتے تہے اور حرکات جاہلانہ جہالت کا جو کچھ انجام ہے وہ مشہور خاص و عام ہے
پہر اسی سورہ مین ہے وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ یعنی اگر کہا مانیگا تو اکثر
اون لوگون کا کہ درمیان زمین کے ہین گمراہ کرینگے تجہکو اللہ کی راہ سے فقط اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ عہد طفلانی مین درخت کفر بہی پہولتا پہلتا تہا اور نخل اسلام گفتار و رفتار کفار
سے جلتا تہا اسیواسطے سورۂ احزاب مین اونکو اطاعت کفار سے مکرر باز رکہا اور ہمیشہ
اوپر بات خط باز رکہا چنانچہ یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین یعنی اے نبی ڈر اللہ سے اور
مت کہا مان کافرون کا فقط سورۂ بنی اسرائیل مین آیا ہے ولولا ان ثبتناک لقد
کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف الممات یعنی اگر نہ ثابت رکہتے

واحدی گفتہ معصراینکہ موافق حکم امتہ بر روایت آنہا جمع کردہ شیود ہم گفتہ اند کہ حضرت
یوسف قصد صحیح کرد کہ مرتکب زنا شود و نشست بیان دعاں زن قسمیکہ مرد و رد وقت ارادہ
جماع می نشیند علما ہی البرہان من ربہ زالت کل شہوۃ عنہ بعد ازین روایت نمودہ از امام
ثقبا باسنادہ او از علی بن ابو طالب گفت طمعت فیہ وطمع فیہا و کان طمعہ فیہا وطمع یوسف با
زلیخا این بود کہ ارادہ نمود گرہ ازار بند بکشاید و از ابن عباس روایت کردہ کہ زیر جامۂ
زن را بکشاد و جلس فیہا مجلس الختاین و ہم از و مرویست کہ شروع کردہ بود بہ برہنہ کردن
او و ہم گفتہ کسانیکہ تابت کردہ اند کہ این فعل از یوسف بعمل آمد عارف تر اند بحقوق انبیا
وارتفاع منازلہم عند اللہ من الذین نفوا الہم عنہ انتہی یہانتک ظاہر ہے کہ فسق یوسف کا
مدار قول اجماد و تفاسیر پر ہے نہ اہل تواریخ کی تقاریر پر مولوی محمد علی نے برأت یوسف
مین جسقدر لن ترانی کی تہی اور داد سخن رانی دی تہی بالکل رد ہوئی اور ندامت طاری ایک
سے صد ہوئی سے ذکر یوسف با ختتام رسید و شہرتش تا بصرہ و شام رسید حاصل آنکہ
اگر پیغمبروں نے قصداً گناہ نہین کیا تو کیونکر روز قیامت ہر ایک پیغمبر مسلمانون کے سامنے اپنے
گناہ پر مقر ہوگا اور کسواسطے شفاعت سے منکر حدیث قیامت بالا ترجم ہوئی اور مخالفین کے
حق مین سرمایۂ ذم یہان تک آدم وغیرہ انبیا کا حال تہا جن مین خاص خاص بات کا
کمال تہا اب ہند کامل عیار محمد صاحب میزان نظر مین تلتا ہے اور جو مسلمانی کہلاتا ہے
حضرت مین ہر ایک بات کا کمال ہے جس سے رونق مسلمانی ماہ و سال ہے سے خوبی و شکل
و شمایل حرکات و سکنات و آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری جسم و فہم مین مذکور ہین
اور دیگر وجوہ مین بشہرہ حوری مین طاق ہین اور حسینہ زندگی مین شہرۂ آفاق یہہ حضرت وہ
ہی ہین کہ جو خدا کے مومنین کے حبیب ہین اور اونکے دل بیمار و حزین کے طبیب ہے عشوق سے
گناہ کی گرم بازاری ہے اور معاملہ عاشق سے بخشش آمرزش جنید آری ہے چنانچہ سورۂ الم نشرح مین آیا ہے
و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک یعنی اوتار رکہا ہمنے بوجہ تیرا جس نے توڑی تہی پیٹہ

سنا مفسرین نے تحقیق کہا اور بدرجۂ غایت کم بخت **قولہ** این سطور درین مقام محض بطرح
فریق خود نوشتہ ام الخ آپکی نصیحت کو کوئی مسلمان نہ سنیگا مثل عیسائیوں کے کوئی گل
زبان نہ چینیگا سہ کون سنتا ہے کہانی آپکی • خوب ہے سب لن ترانی آپکی • **قولہ**
تمام از تواریخ ہیچ مضمون اخذ نکنند و در امور دین الخ کسی مسلمان نے قصۂ یوسف تواریخ
سے نہیں لیا ہے سب نے قول مفسرین سے اخذ کیا ہے مضمون تفسیر عزیزی و غزالی واضح و اعالی
ہوا اور مقبول مسلمان جنوبی و شمالی ہوا علامہ زمخشری نے بھی مفسرین کی خوشہ چینی
کی ہے مگر آخر کار بمقتضائے تنگ ظرفی و اوکوتہ بینی دی ہے یعنی کلام مفسرین سے انکار کیا ہے اور
اونکو حشویہ و جبریہ قرار دیا ہے اب جنس نقل ترجمۂ زمخشری ہے کہ کیسی تہذیب بھری ہے کہ اصحاب
ہم یوسف را تفسیر کردہ اند بانہ حل الہمیان و جلس منہا مجلس المجامع و بانہ حل تکۃ سراویلہ
وقعد بین شعبہا الاربع و ہی مستلقیۃ علی قفاہا و برہان را تفسیر کردہ اند باینکہ آوازے شنید
کہ ایاک و ایاہا پس از آن باز نماند پس مرۃ ثانیا شنید پس باز بمقتضائے آن عمل نکرد پس
در مرتبۂ ثالث شنید کہ کسے میگوید اعرض انہا باز از آن خیال دست بردار نشد تا اینکہ حضرت
یعقوب بوے متمثل گشت کہ انگشت خود را بدندان میگیرد و قیل ضرب بیدہ فی صدرہ فخرجت
شہوتہ من انامل و بعضے گفتہ اند کہ صیحہ رسید باو کہ یا یوسف لا تکن کالطائر الخ و بعضے گفتہ
اند کہ دستے از غیب آشکارا شد کہ بازو نداشت و در آن مکتوب بود اینکہ وان علیکم لحافظین
کراما کاتبین و باوجود آن از آن کار ناشائستہ انصراف نہ نمود بعد دران دست مکتوب بود
لاتقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلا و ہنوز از ان اعراض نہ نمودہ بعد از آن دید
کہ در آن نوشتہ شدہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ باز از آن ارادہ باز نیامد پس
حق تعالی بجبرئیل فرمود کہ دریاب بندۂ مرا قبل از اینکہ مرتکب گناہ شود پس جبرئیل نازل گردید
و گفت اے یوسف میخواہی کہ عمل سفہا کنی و حالانکہ نام تو در دیوان انبیا مکتوب گشتہ است آہی
اب تقریر فخر الدین رازی مرقوم ہوتی ہے جس سے یوسف کی خیانت پیدا ہی معلوم ہوتی ہے [illegible]

بجای حسین آمده است یوسف گفت مرا الیه آمد گفتم من کیا ہاشم که پیغمبر خدا بزیارت من آمده
است و درین بودم که یوسف علیه السلام از تخت فرود آمد و مرا در کنار گرفت و با خود بر تخت نشاند
پہلوے خویش گفتم یا نبی الله من که باشم که با من این لطف کنی گفت در آن ساعت که دختر
بادشاه عرب با غایت جمال خود پیش تو انداخت تو خود را بحق تعالی سپردی و پناه بدو
جستی خدای تعالی ترا بر من و جمله ملائکه عرض کرد و جلوه ظاہر نمود و گفت بنگر اے یوسف تو آن
یوسفی که قصد کردی بزلیخا و او آن یوسف است که قصد نکرد بدختر بادشاه عرب بحکمت الخ بیان
سے لازم آتا ہے کہ فرید الدین عطار جیسا بزرگ کتاب بیہودہ و تذکرۃ الاولیا مانند وغیرہ
کتاب بیہودہ ہے **قولہ** زمخشری و امام رازی در تفسیر خود بر آنچنین کس سخت نفرین کرده اند
اقول اگر زمخشری و رازی نے چنان و چنین کہا ہے تو مسلمانوں پر نفرین کی ہو اگر آپ انکی راہ
مین خاک چہانینگے تو مسلمان آپکو بڑا پاک مانینگے علاوہ اسکے مذہب زمخشری اعتزال
ہے مطالعہ تفسیر کشاف شاہد حال ہے و بصورت اگر زمخشری تمام اہل سنت کی تکذیب
کرے تو کیا عجیب کیونکہ بدعتی ہے کہ زمخشری و رازی نے اول عیب یوسف اپنے گمان
کی زبان سے تحریر کیا ہے اور رد اول کشاف و کبیر کیا ہے بعد ازآن اون پر زبان طعن دراز
کی ہے اونکے سخن آماج بحث مضمون کا یہ گفتار و رفتار ہے اونکی بات کا کیا اعتبار کر
لاریب عکرمہ و قتادہ و مقاتل و ضحاک و حسن بصری و مجاہد وغیرہ مین سے بعضے بشرف
صحبت حضرت سرفراز ہین اور بعضے بزمرہ تابعین و علما ممتاز ہین چنانچہ تصنیف ابن اثیر
منبع جامع الاصول ہے وہان ان صحابہ و تابعین کے ذکر مین عبارت طول ہے مطالعہ
کتاب مذکور سے واضح ہے کہ یہ اشخاص تابعین اصحاب ہین اور خدمت پنجتن و چار یار سے
فیضیاب ہین بارہ یوسف مین شاہ عبد العزیز کا بہی یہی عقیدہ ہے کہ جائز عصمت غیر
عقیدہ ہے ملاحظہ تفسیر عزیزی فرمائیے اور مدد آپکی تمیزی کرائیے عبارت فتح العزیز ذکر دادر
مین مرقوم ہوئی اور کیفیت اوسکی سب و من معلوم ہے پس شاہ عبد العزیز آپکی راہ مین

دستگیر ہو بھلا تجھ پہ آفت بتا کیا پڑی ہو تو کرتا ہے آسان مشکل اوری ہو کہا اوس نے تہا ایک
خدا کا حبیب وہ نہایت ہی پاک اور نہایت عجیب وہ بڑی مضمون سی کیا اوسکو رام ہو کر عاشق تھا
اوس سے کا حرام ہو خدا نے دیا بھیج جبرئیل کو ہو دیا روک اوس بندہ اہل کو ہو دیا پیٹھ پر ہاتھ کو اوس
نے مل وہ پڑا ہاتھ مین اوسکے نطفہ نکل وہ گیا بھاگ وہ اٹھ کر وہان سے شتاب ہو میرا ہو گیا جل
سینہ کباب ہو کہا بعض نے ایک دیکھی تھی حورہ ہو ہوا حور پہ قلب یوسف کا جو ہو کہا واسطے کس
سبب ہے تو بتا ہو کہا اوس نے جو چھوڑ دیوے زنا ہو واحدی مصنف بسیط کا بھی یہی عقیدہ ہی
کہ مفسرین معتبرین کے نزدیک عصمت یوسف آفت رسیدہ ہے قول واحدی بالا شرح ہوا جس
سے انکار محمد علی بدرجۂ اعلی مقدوح ہوا **قولہ** پس ہر کہ اینچنین خرافات بزبان آورد او
کذاب است فقط اس سے لازم آتا ہے کہ عکرمہ و سعید بن جبیر و قتادہ و مقاتل و واحدی و غزالی
و جامی وغیرہ صحابہ و تابعین و علما از پس کذاب ہو وین او رخمخانۂ رحمان الیماہ سے مست و
خراب ہو وین مولوی محمد علی ابطال اسلام کی راہ چلے ہین جناب کے کیا خوب صلے ہین
صحابہ و علما کی مذمت کرتے ہین اور کعبۂ کفر کی مرمت جسوقت مسلمان مولوی صاحب کی کلمات
گوش کرینگے مخالفت کعبہ کی فراموش کرینگے گل کے وضو شکست ہونگے حوصلے پست ہونگے
فرید الدین عطار مصنف تذکرۃ الاولیا نے ذکر یوسف بن حسین مین تنقیح کی ہے کہ یوسف پیغمبر
نے نیت صحیح کی ہے کہ زلیخا سے برا کام کیے اور مخالفت اسلام کہنا بلفظہ چون دختر امیر عرب
یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ را بدید فتنۂ او شد کہ عظیم صاحب جمال بود آن دختر فرصت
جست ناگاہ خود را پیش او افگند او بلرزید و دختر را بگذاشت و بقبیلۂ دور تر رفت و آن شب
خفت سر بزانو نہادہ بود در خواب شد موضعے دید کہ در عمر مثل آن ندیدہ بود و جماعتے سبز پوشان
دید و یکے بر تختے نشستہ بود بادشاہ وار یوسف بن حسین را آرزو کرد کہ بداند کہ ایشان کیانند
خود را بنزدیک ایشان افگند ایشان او را راہ دادند و تعظیم کردند گفت شما کیانید گفتند
فرشتگانیم و اینکہ بر تخت نشستہ است یوسف پیغمبر است علیہ السلام کہ بزیارت یوسف

دی اسنے کہول ٭ نہ سمجہا لکہا وہ پہیلی کا بول ٭ اسیطرح کف پر یہہ دیکہا لکہا ٭ کہ یوسف اگر
تہنے کی یہہ خطا ٭ ترا نام نبیون سے کٹ جائیگا ٭ نبوت کا فرمان پہٹ جائیگا ٭ پہر اسپر بہی
اوسنے نہ کی کچہہ نظر ٭ وہ دی کہول چوتہی گرہ بیخطر ٭ وہی کف ہوئی سبز ظاہر تمام ٭ لکہا تہا
یہہ جو زنا کا تو کام ٭ یہہ ہے فاحش اور یہہ بری راہ ہے ٭ اسے دیکہتا تیرا اللہ ہے ٭ کیا کچہہ نہ یوسف نے
اسپر خیال ٭ گرہ پانچوین کہول دی بے ملال ٭ لکہا دیکہا جو کچہہ کہ کرتے ہو واہ ٭ سمجہہ کر کرو اسکے ہم
ہین گواہ ٭ نہ اسکا بہی اسنے دیا کچہہ جواب ٭ چہٹی بہی گرہ کہولدی پہر شتاب ٭ اوسی کف پہ
دیکہا لکہا یہہ تمام ٭ کہ یوسف نکر یہہ تو فوتی(?) کا کام ٭ تو اولاد ہے انبیا کی سمجہہ ٭ نصیحت ہے تجہکو خدا
کی سمجہہ ٭ اسے بہی وہ سمجہا کان لم یکن ٭ گرہ ساتوین کہولدی اوسکو سن ٭ ندا اوسکو دی
ہاتف غیب نے ٭ کہ تجہکو کہا عالم الغیب نے ٭ کہ اے نیک صدیق کر لے نظر ٭ پرندے کی جو ہے تو یا بال و
پر ٭ یہہ دن تکو تو قایم کر اپنے ضرور ٭ اگر ان مین آیا ذرا بہی قصور ٭ تو اوڑنے سے البتہ رہجائیگا
وہ بہت اوسکی ایذا اوٹہا پائیگا ٭ پرندے کے قایم ہین جبتک کہ پر ٭ ہوا پر اوڑے ہے یہہ باور تو کر ٭
گئے پر تو کر تیتہ(?) ہے تیل ہیل(?) ٭ ملے ہو آخر وہ لڑکون کا کہیل ٭ زنا گر کیا تو نے پیری حبیب ٭
نبوت سے جائیگا تیرا نصیب ٭ روایت ہے یہہ بہی کہ اک جانور ٭ پرندہ کتف پر پڑا آنکر ٭ کہا
کان مین کیجیو مت زنا ٭ کہ ہونا ہے دفتر انبیا ٭ پہر اسپر بہی بیٹہا وہ مردون کے طور ٭ زلیخا پہ
اور کچہہ نکی اوس نے غور ٭ خدا کا ہوا حکم جبرئیل کو ٭ کہ یہہ بندۂ خاص ضایع نہو ٭ ملک کے جو سکتے(?) ہیں
ہی روح الامین ٭ ہکسہ(?) ہے تمثیل یعقوب بس وہین ٭ گویا دانت مین اپنے اونگلی دئے ٭
یہہ کہتے ہین یوسف مین تیرے لئے ٭ بڑی دور سے قصد کر آیا ہون ٭ کہ اس کام سے مین تجہے
روک دون ٭ نہ قاصد ہون جس کام کے اولیا ٭ یہ لایق نہین جو کرین انبیا ٭ اوسے دیکہکر اوسکو
آئی حیا ٭ کہا دل مین ظالم تو کرتا ہے کیا ٭ روایت ہے یوسف نے جس وقت یہ ٭ زلیخا پہ کی
آنکہ پہر نظر ٭ لگا رونے ابلیس آواز مار ٭ لگا پیٹنے سر کو کپڑے اوتار ٭ ہوا جمع لشکر سب اوسکا
تمام ٭ کہا تجہہ کیسا پڑا سخت کام ٭ ہمارا تو مرشد ہے اور سبکا پیر ٭ ہمارا ہے سب بات مین

ہ قصد بہت ہ وہم ہوا **ابیات** زلیخا نے یوسف پہ قصد آ کیا ہ اوبا اوس نے بہی اوس پر
ارادہ کیا ہ ارادہ کا یوسف کے تہا یہ سبب ہ بلا انبیا پر اوتار ہے سب ہ دکہ تا یا دکراہ کی
طاعت کرین ہ عبادت مین اللہ کی وہ رہین ہ یہ یوسف پہ گذری تہی جو واردات ہ تجہے
اوسکی بتلاؤن مین ساری بات ہ کہا اپنے دل مین تہا یوسف نے یون ہ بہلا بہائیون سے
مین ستے ہون ہ کہ وے ہین گنہگار اللہ کے ہ میرے قتل پر سارے طیار تہے ہ گناہون سے
مین ہون بہت پاک صاف ہ نہ مجہ سے ہوا کچہ خدا کا خلاف ہ خدا نے بلا مین کیا مبتلا ہ زلیخا
نے جو بد ارادہ کیا ہ جبل مرد کی اوس مین شہوت ہوئی ہ اوسے اوس گہڑی سخت غفلت
ہوئی ہ بچا اس عورتون کی زلیخا مین تہی ہ سو شہوت بہت اوس پہ غالب ہوئی ہ ہوئے
جب گہر مین وہ دونون بہم ہ رکہا آگے ابلیس نے وہان قدم ہ بدن کو لگا ہاتہ سے روکنے ہ
وہ یوسف کی گہین لگا کہولنے ہ رکہا دوسرا وہ زلیخا پہ ہاتہ ہ ہوا جمع آکر وہ دونون کے
ساتہ ہ کیا جمع دونون کو یک کام پہ ہ کیا قصد دونون نے یا مگر درمیان ہی ہوا ہ نہین یکتا گر خدا کی
دلیل ہ تو شیطان کے ہاتہون سے ہوتا ذلیل ہ کیا ہیگا برہان مین اختلاف ہ کہ کیا تہے
تہی جس سے بچا اوس صاف ہ دیا کعب احبار نے یون یہ کہہ ہ کہ یوسف نے جو سات دی تہی گرہ
ارادہ کیا تہا کہ کہولے اوسے ہ جو پہلی گرہ تہی شلوار اوسے ہ جو دیکہا تو ہے سامنے ایک کف ہ
وہ تہی صاف شفاف مثل صدف ہ ہتہیلی ہوئی ایک ظاہر وہان ہ کسی ہاتہ کا وہان نہ تہا کچہ گمان
کہ کسکا نہین ہاتہ ظاہر وہان ہ فقط اوس کف دست کا نشان ہ لکہا اوس پہ یہ تہا
کراما کاتبین ہ وہ جانتے ہے جو کچہ کہ ہے دل مین تمہارے ہ ہتہیلی تہی جبرئیل کی جان تو ہ لکہا
اوس پہ یہ تہا اوسے مان تو ہ نہ یوسف نے اوسپر کیا التفات ہ دیا کہول اوسکو نہ سمجہی یہ بات
ہ اسی طور سے ہاتہ ظاہر ہوا ہ لکہا تہا یہ اوسپہ اوسنے پڑہا ہ کہ جو شخص تم مین ہے چہپا
ہ تو چہپا اوسے جانتا ہے خدا ہ اگرچہ تیغ مین سنگے ہو شورت ہ چہپا ہو خدا اوسکو تو ہوتی
ہے پتا ہ اوسنے اس پہ کیا التفات ہ گرہ کہول دی دوسری سن یہ بات ہ گرہ تیسری بہی وہ

حق بیانی پسند ہوگی زبان بادخوانی بند ہوگی تعجب کہ ان کو صادق جانتے اور یوسف
کو فاسق مانتے گئے کیونکہ اوس نے بسوء صحبت ظلم کیا اور لوح زلیخا پر عزم رقم اب ہمنے قرآن کا
بروے استماع کیجئے اور مجتہدین اسلام کو اطلاع دیجئے **قولہ** یہ جو آنکہ مرتکب دواعی و اسباب
النح بانسبت یوسف مرتکب اسباب فسق و فجور ہوا اور دسوا آنزہ دیکھ دور اندام نہانی زلیخا منزل
آلہ تناسل کیا مگر بمشاہدہ برہان رب تامل کیا یہی مقصود قرآن ہے اور یہی ہے تفسیر
مفسرین میں سے ایک ملا حسین ہے جسکی یہ تحریر شیرین ہے و لقد ہمت بہ وہم بہا یعنی ہر آئینہ تحقیق قصد
کرد زلیخا بیوسف و قصد کرد یوسف بزلیخا بمیل طبع و شہوت غیر اختیاری گفت ابن عباس
کہ گشاد بند ازار و نشست میان ہر دو پای زلیخا چنانکہ نشیند مردان مرزنان را و مجاہد گوید حل
سراویلہ و میگشاید بند جامہ این قول اکثر متقدمین است گفت سعید بن جبیر و حسن بصری کہ
جاری شد شیطان میان ہر دو ابو عبیدہ گوید کہ شیطان یک دست انداخت در گریبان یوسف
و یک در جیب زلیخا تا کہ جمع کرد ... انتہی اگر اتفاق حق مقصود ہو تو مرادآباد میں تفسیر ملا حسین جو
ہے ملاحظہ فرمائیے ہٹ دھرمی سے شرمائیے فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جن
مفسرین نے بطرف یوسف نسبت عصیان کی ہے برہان رب کی طرح یہ بیان کی ہے عکرمہ
و سعید بن جبیر و قتادہ و ضحاک و مقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ جس وقت یوسف درمیان دو ران
زلیخا کے استادہ ہوا اور دخل پر آمادہ جبرئیل نے اپنے تئین صورت یعقوب میں آشکار کیا اور
سینہ یوسف پر ہاتھ مارا بس منی یوسف انگلیون کی راہ سے باہر نکل گئی اور وہم کی طرح
نکل گئی روایت ابن عباس میں ہے کہ ہر چند یوسف نے یعقوب کو دیکھا مگر اپنے ارادہ سے باز نہ رہا
تب جبرئیل نے یوسف کے سر پر ایک لات ماری اور اوسکی دستار عصمت سنماری بس شہوت یوسف
دور ہوگئی اور یہی جبرئیل منکر ہیں پھر تفسیر کبیر میں ہے کہ جن لوگون نے عصمت انبیا میں سکوت کیا
بعد گناہ یوسف میں ثبوت دیا ہے وہ آسمان اسلام کے مہر و ماہ ہیں اور ارتفاع منازل انبیا سے
آگاہ ہیں سورہ یوسف کی ایک تفسیر تصنیف امام غزالی ہے اور حق بھی یہی حال حالی ہے چنانچہ

اعتماد نکریگا اوسیحاح کی خرافات پر کوئی صاد نکریگا برین تقدیر جس شخص کو عصمت یوسف پیغمبر
ہے اور اوسکی معصومیت جس شخص کے ذہن نشین ہے وہ مقدم محمد علی سے ہے اور اوسنے راہ مخالفت حق چلی
ہے **قولہ** آنوقت زن عزیز بزبان صاف آورد فقط شہود جوانب اطراف ہے کہ مولوی صاحب
کا تکیہ کلام کلمہ فقط ہے بے اختیار وہان سے نکلتا ہے جیسے شرار و نگدان سے نکلتا ہے اوسکے
لئے موقع درکار نہین ہے جنون زدہ کو ہذیان سے عار نہین **قولہ** اکنون روشن شد حق
صرف من طلبگار شدم الخ یہ ترجمہ آیت منین ہے اور کلمہ ہدایت نہین مولوی محمد علی نے بنایا ہے
اور وہابیون کو بہکایا ہے خلاف مفسرین و مترجمین ہے اور برعکس دین و ائین کی وشتی سے یہ ہے
نامربوط تر از گفتگوے آپکے ہے ترجمہ رفیع الدین یہ ہے اور سلمہ تنقیح المومنین یہ کہ اب کھل گیا
حق مین نے طلب کیا تہا اوسکو جان اوسکی سے اور تحقیق وہ سچون سے ہے **قولہ** یعنی ہنگام این ادعا
من کہ او ارادہ بد کردہ الخ یہ تفسیر با فیہ مولوی محمد علی ہے خر زہرہ حماقت کی کلی ہے ساختہ
وہابی ہے اسلام کی خرابی ہے لہذا مسلمانون کو نسخہ سوط الجبار گواہ ہمین ہے تر تشنگان شربت
دیدار کا شوربہ ہجر سے گذارہ نہین برائت یوسف کی دلائل مانند رقص ابلیس خوار ہین بلکہ
ذلیل تر از سوسمار (۲۱۳) اب اوسکا بقیہ رقم کرتا ہون اور مخالف کا ناک مین دم **سوط الحق**
پس چون ازین آیات بینات واضحا متحقق شد کہ یوسف از ارادہ گناہ ہم بری بودہ چہ جائے
آنکہ مرتکب دواعی و اسباب آن گردیدہ بمشاہدہ صورت یعقوب از ان باز ماندہ باشد پس
ہر کہ ہمچنین خرافات بزبان آوردہ از بس کذاب است زمخشری و امام رازی و تفسیر خود
برا ہمچنین کس سخت نفرین کردہ این سطور و درین مقام محض بنظر نصح فریق خود نوشتہ ام کہ این
النصیحۃ تا از تواریخ ہیچ مضمون اخذ نکنند و در اصول دینیہ پابند اصول مذاہب حقہ باشند **جواب**
دروغ زنی کرتے ہوا پہنچی کہ زمہ دروغ سے کسکو فروغ نہوا آگ کو دودہ سے کبھی روغ نہوا
قدر انسان کی بڑہاتا نہین حرف دروغ ہے شمع تصویر کو ہوتا نہین ہرگز فروغ
ابہی تک آپنے کسی آیت سے متحقق نہین کیا کہ یوسف ارادہ زنا سے بری ہے اور مثل پیغمبری عصمت ہو

نہین ہوئی ؎ جنس باید کہ جنس را داند ؛ نیکی کاتب نوشتہ کو خواند ؛ **قولہ** چون دریا
نفط سور کہ نگرواست الخ سیاہی فہم و فراست سے کام کیجئے ساقی عقل و دانش سے جام لیجئے
کہ ارادۂ بدی عین بدی نہین بلکہ کنارۂ بدی ہے عین بدی نہین عمل اور اور اوسکا ارادہ اور ہے
دونون مین تفاوت مثل انفعال و جوب ہے **قولہ** یعنی بد و نیک بدی خواہ از قسم عمل باشد
الخ لفظ خواہ کے ہمراہ خواہ ہی تکرار پاتا ہے اور کلمۂ یا کے ساتھ یا ہی دوسری بار آتا ہی
چنانچہ حافظ کے دیوان مین ہے اور سعدی کی گلستان مین ؎ من آنچہ شرط بلاغ
است با تو میگویم ؛ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال ؎ یا مکن با پیل بانان دوستی ؛ یا بنا
خانۂ در خورد پیل ؛ غرض ایسا اجتماع خواہ و یا کو زبان فارسی سے بیگانگی ہے یہہ کم عیارن
بیپیراؤن کی بانگی ہی علاوہ اسکے عمل و ارادۂ عمل مین اتحاد نہین ہے لہذا آپکا یہہ
فقرہ لایق داد نہین عمل و ارادۂ عمل مین بہت فرق ہے تفاوت غرب و شرق ہے پس حاصل
آیت وہی ہے کہ اگرچہ یوسف بدکاری سے معزول ہے مگر نا ہنجاری سے محفوظ ہے کہ اوسنے
پلنے پر جیسا پیر رکھا اور موضع نہانی زلیخا پر ذکر رکھا ارادۂ زنا کیا اور بیت الحرام ہوائی
بنا کیا **سوط الجبار** سادسا چون بعد ازین شہادت زنان ہم عصمت یوسف
بہمکنان بدرجۂ یقین رسید آنوقت زن عزیز بر زبان خود آورد و آلان حصحص الحق انا
راودتہ عن نفسہ و انہ لمن الصادقین یعنی اکنون روشن شد حق صرف من طلبگار او
شدہ بودم و او بلا شبہ از صادقان ست یعنی ہنگام این ادعا من کہ او ارادۂ بد
کردہ و او از ارادۂ خود انکار آوردہ بود در انکار خود صادق ست **جواب** اگر قرآن
موجود ہے اور احقاق حق مقصود تو مضمون شہادت مرقوم کیجئے اور حقیقت حال معلوم
ہرگز اسطرح مضمون گواہی نہین ہے کہ یوسف عاشق روسیاہی نہین علاوہ اسکے
عورتون کی بات کا اعتبار نہین ہے کہ اوسکو راستی سے سروکار نہین ؎ نہین کچھ
منتہ عورت کی ہی ثبات ؛ نہ اوسکی بات کا ہرگز ہے اثبات ؛ ولیس شہادت عورات بیکوئی

ہیچون **سوط الجبار** خامساً زنان مصر بہنگام استغفار بقسم بیان کردند کہ ما ہیچ گونہ
بدی بہ یوسف نہ پنداریم واز ینکہ در محل خود قرار یافتہ ست کہ چون نکرہ در حیز نفی مے آید فائدۂ
تعمیم میدہد و چون بر آن نکرہ لفظ من داخل شد زیادہ تر مفید استغراق و شمول افراد
میکرد و چون درینجا لفظ سوء کہ نکرہ است بعد از من در حیز نفی واقع شدہ فائدۂ تعمیم
و نفی جمیع افراد بدی کہ از انجملہ ارادۂ بد ہم ست بخشید یعنی بروے ہیچ بدی خواہ از قسم عمل
باشد یا ارادہ نہ پنداریم چنانکہ گفتہ ما علمنا علیہ من سوء **جواب** اگر فی الحقیقت زنان
مصر کا بیان بسوگند ہوتا تو بالضرور قرآن مین قلمبند ہوتا اگر قرآن مین ذکر قسم بطور یہی
تو نور علی نور ہے عبارت قرآنی ایراد فرمایئے چشم ایمان روشن و دل مسلمانی شاد فرمایئے
قولہ کہ ما ہیچگونہ بدی بروے نہ پنداریم لفظ پنداریم پنداشتن سے بنایا جاتا ہے اور
پنداشتن بمعنی غلط جاننے کے آتا ہے چنانچہ **س** پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد ؛ بر گردن او
بماند و بر ما بگذشت ؛ **س** ما زیاران چشم یاری داشتیم ؛ خود غلط بود آنچہ مے پنداشتیم ؛
پس عبارت سامی کا یہ بھی مطلب ہے کہ زنان مصر نے اپنی غلطی پر اقرار کیا اور یوسف
کو بیگناہ قرار دیا بلا شبہہ آپکا یہی مقصود ہے کہ عصمت یوسف مردود ہے **قولہ** از ینکہ در محل
خود قرار یافتہ ست الخ فرمایئے لفظ از ینکہ کسی کلمہ سے متعلق ہے یا اوپر معلق ہے میانجی
نے مہمل الفاظ لا کر کتاب بڑہائی ہے اور ہرزہ درائی مین طبع آزمائی ہے اب بے
لفظی سے قطع نظر کرتا ہون اور قباحت معنی سے خبر اوس محل خفیہ کو آشکارہ کیجئے اور
اشارہ و کنایہ سے کنارہ کسی کتاب مین قرار پایا ہے یا آپکی افکار ابکار مین سمایا بر تقدیر اول
اوس کتاب کا نام لیجئے اور نشان مقام دیجئے بر تقدیر دوم مردان سخن کو اپنی افکار ابکار
دکھلایئے اور منظور انظار کرایئے **قولہ** و چون بر آن نکرہ لفظ من داخل شد الخ و ہمی
کیا ہے کہ جس وقت نکرۂ مذکور پر لفظ من داخل ہوگا تو فائدۂ نفی افراد حاصل ہوگا مگر ایک
جنس کی افراد مین دوسری جنس شامل نہین ہوتی مردوں مسلمانی یا ابلیس کی حامل

لفظ ارادہ اور یا بیچ بار اوسکا اعادہ تفسیر قرآن ہے اور تفسیر مفسران راستی کی رہ یہ بچو اللہ
مضمون آیت ہذا پر نگاہ کیجیے وان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وہو من الکاذبین
وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وہو من الصادقین فلما رأ قمیصہ قد من دبر قال انہ من
کیدکن یعنی اگر پھٹ گیا کرتا اوسکا پہٹا ہوا آگے سے پس سچ بولی یہہ عورت اور وہ ہے جہوٹوں
سے اور اگر ہے کرتا اوسکا پہٹا ہوا پیچہے سے پس جہوٹی ہے یہہ عورت اور وہ ہے سچوں سے
پس جب دیکہا کرتا اوسکا پہٹا ہوا پیچہے سے کہا تحقیق یہہ مکر تمہارے سے ہے مقطر یہاں سے
ثابت ہے کہ میاں گئی نے نفی ارادہ از خود بنائی ہے اور قرآن میں صلاح فرمائی ہے
حاصل یہہ ہے کہ اگرچہ یوسف نے عین زنا نہیں کیا مگر ارادہ خطا بالیقین کیا جا سکتی
زلیخا پر اپنا آلہ تناسل لگایا اور زر عزیز پر اپنا سکہ شہایا اگر برہان رب نہ حائل ہوتا زنا
کا ارتکاب کامل ہی میں شامل ہوتا **سوط الجبّار** را بگا بعد این واقعہ زن عزیز خود بیش
زنان مصر باعلان حال عصمت یوسف ہا منودہ چنانکہ گفتہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم یعنی
ملتگار او شدم پس او پرہیز کرد **جواب** اگر زلیخانے یہہ ہی کہا کہ یوسف نے زنا سے
پرہیز کیا اس طریق کہ بنا لیا تو اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ یوسف ابدا خطا سے بری ہے
اور دوایا یہو فرمان بری بلکہ اوسکے یہہ ہی معنی ہیں کہ اول یوسف نے زنا کا ارادہ کیا اور کمر بند
زلیخا کشادہ اوسکی جا مستمر پر اپنا آلہ تناسل رکہا اور صورت تنگ نکر چکہا بعد از آن جب قوت
برہان سب پر نظر نہ کرا کی قربت زلیخا سے راہ فرار لی انسان کا ایک طور پر حال نہیں ہے
اور نہ ملکی یا پری سا انہا سال نہیں گا ہے انسان سے ملکیت ظہور فرماتی ہے اور گاہے
شیطانیت ظہور پاتی ہے **ع** بہر لحظہ بہر ساعت بہر دم ہ دگرگون میشود احوال آدم
ہ اگر مدت العمر انسان کا ایک شعار ہوتا تو انجام کار پر ہمیشہ کیونکر فی النار ہوتا ابلیس
آخر ملاہر ہو ... جہنم ہوا اور رحمت سے محروم اول میں بندہ نیک نہاد تہا اور فرشتوں کا
اوستاد تہا مگر نافرمانی کی اور راہ شیطانی لی تا ابد الآباد ملعون ہوا اور راندہ درگاہ

فعلت كذا الخ غلط محض ہی کیونکہ فایدہ معنی وجود فقط پر منحصر ہی بلا بنا لفظ ہی معنی مدد ہی
اگر فایدہ قصر و تخصیص بدون الفاظ حاصل ہے تو وضع لفظ محض وصف وحید و لا طائل ہی
معہذا یہہ کہ جس صورت مین واسطے معنی قصر و تخصیص کے الفاظ کی ضرورت نہین ہی تو کاغذات
شرعی سے تحقیق معاملات کی کوئی صورت نہین ہے لہذا یہان پر جو کچھہ آپکی تقریر ہی کہ ون
مسلمانی مین سو کا تیرہوان سال ہی اسلیے مسلمانی اختتام پا ئیگی اور مدت تیرہ صدی کا تکمیل
تمام حسن اتفاق ہے کہ جن محمد و علی کی بدولت رونق اسلام ہوئی اون ہی کے ہمنام کی
باعث ترکی تمام ہوئی **قوله** وہ جنیان معنی ہی راودتہ عن نفسہ این ست الخ اگر
یہہ معنی مفسرین کو مقبول ہیجو تو کسی تفسیر مین منقول ہیجو چونکہ کسی تفسیر مین نہین ہین کتنا کہ یہ مین
نہین تراشیدہ ملا سمجہہ اون ہین ابتیل ستو خرس نا ہمایون اگر آپ مسلمانون کے روبرو یہہ
تقریر کرینگے تو وہ آپکو غرق عرق تشویر کرینگے اگر آپ سے کوئی مسلمان دریافت کریگا کہ
مفہوم قصر کہان سے بنایا اور ترجمہ (عن نفسہ) کسواسطے اوڑا یا تو کیا جواب دو گے کیونکہ راہ صواب
دو گے **سوط الجبار** وچون مطابق شہادت شاہد محاکمہ برین قرار یافتہ کہ اگر قمیص
او از پیش دریدہ باشد آن زن در دعوی ارادہ یوسف صادق ست و یوسف کہ منکر
ارادہ خود ست کاذبست و اگر از پس دریدہ شد زن در دعوی ارادہ یوسف کاذبست و او صادق
ست و بالآخر زن در دعوی خود کہ صرف نسبت ارادہ بسوے یوسف بود کاذب قرار یافت
پس انتفاء ارادہ بد از یوسف تحقیق و ثبوت رسید **جواب** اول تو اس مین کوئی
دلیل نہین ہی کہ وہ شہادت صحیح تہی اور اوس محاکمہ کو محاکمہ رحمان الیہا مہ پر ترجیح تہی
اگر کوئی دلیل کتب محمدیہ مین مرقوم ہووے اور آپکو معلوم ہووے تو بیان کیجے دوسرے وہ محاکمہ اسی
بات پر قرار پایا تہا کہ اگر قمیص یوسف آگے سے پہٹا ہے تو وہ جہوٹا ہے عورت سچی ہے
اور بہتر راستی اور اگر قمیص یوسف پیچہے سے پہٹا ہے تو وہ سچا ہے عورت جہوٹی ہے اور نا
راستی اوس سے جہوٹی ہے قرآن مین اس سے زیادہ نہین ہی اور ذکر ارادہ نہین پس

یہہ بہی کہتی کہ یوسف نے بہی یہہ حرکت شیطانی کی ہے اوسکا دوسرے مدعا کی جہوٹ سا تقریت کا جو
نکلا ہے اور صدق مالکین کو ہر ڈالا ہے کیونکہ اس صورت مین یوسف کو سزا زناکاری ملتی
صحبت ذلت وخواری ملتی اہل انصاف کی رائے مین زلیخا بدکار تہی اور یوسف نے نیت زنا کی تہی **قولہ**
تو یوسف از دعوئ صدق کہ ارادہ فعل بدلود انکار کردہ بجواب گفتہ تھا یوسف نے دعوی زلیخا سے
انکار نہین کیا اور برخلاف اوسکے اظہار نہین دیا قرآن سے روگردانی کرتے ہو اور آبروے
مسلمانی پانی آپکی مستندہ آیت اسیواسطے ایراد کی گئی ہے اور اوس سے یہی مراد لی گئی
ہے کہ یوسف نے زلیخا کی بات قبول کی اور خاطر انکار طول **قولہ** قال ہی راودتنی عن
نفسی فقط آیت ہذا کا ترجمہ صحیح ترین یہہ کہ اوسکے مفسرین یہہ کہ کہا یوسف نے اس عورت نے
طلب لیا مجکو جان میری سے فقط ظاہر ہے کہ جس شخص کو کوئی عورت اوسکی جان سے طلب کریگی
اور امیدوار ہیگی فقن وابستہ ابکریگی تو بعید نہین ہے کہ وہ ایسی عورت کی خواہش ہوسے اور
اوسکی محبت مین اپنی جان وتن کی کاہش نکرے پس بیان سے واضح ہے کہ یوسف نے دعوی
زلیخا سے انکار نہین کیا اور آپکی طرح جہوٹی بات پیدا نہین **قولہ** یعنی این زن طلبگار ما
شدہ بود الخ یہہ دونون فقرے آپکے تراشیدہ مین علم عاط تم جناب سے علیدہ ہین ترجمہ قرآن
نہین ہین اوسکے مسلمان ہین اگر مولوی صاحب ہر بات سے کہو رہتے تو مطابقت مفسرین سے
کسواسطے کنارہ جو ہوتے **سوط الجبار** از روے قواعد علم معانی در محل حصر مہد شدہ کہ ترکیب
انا فعلت کذا ومن فعل کذا وانت فعلت کذا فایدہ قصر وتخصیص میدہد چنانکہ گوئی انا سعیت
فی حاجتک معنی آن این ست [illegible] وحدہ اسعی کردہ ام نہ غیر من نکردہ وہمچنان معنی
(ہی راودتنی عن نفسی) این ست کہ صرف این زن طلبگار من شدہ بود نہ من **جواب** اسلامی کم
بہنام کرتے ہو اور علم معانی پر اتہام اوس محل مخفی کو مکشوف کیجیے اور یہ قاعدہ گوئی موقعہ
علم معانی کی کسی کتاب مین مہد ہے اور کسی عالم کی زبان قلم سے سرزد ہو نام کتاب لیجیے
اور نشان باب بحبی لنترانی سے کام نہین چلتا آگ سے پانی نہین نکلتا **قولہ** کہ ترکیب انا

سراسر ثنائی اخلاص ست **جواب** اگر بالفرض قرآن کلام الٰہی ہے تو بھی آپکی غلطی ہر
نمایاں ہے کیونکہ دنیادار آدمی کا ایک انداز نہیں رہتا اور ہر دم کوئی بات زینت و نہیں کبھی
بطرف نیکوکاری رجوع کرتا ہے اور کبھی گنہگاری شروع کرتا ہے بر عیسائی عادت . بد آمادہ
عبادت پروردگار ہوا آخر الامر زنا کار ہوا اسی طرح اگر یوسف کسیوقت مخلصین میں مشہور رہا اور
کسیوقت مرتکب فسق و فجور تو بعید نہیں ہے اور مخالف قرآن مجید نہیں بلکہ یہی مقصود قرآن ہے
عیان کا کیا بیان ہے **قوله** اخلاص کہ از عبادت مطلب ست فقط لفظ اخلاص میں دم بند ہے
اور اسکی خبر نا پیدا ہے یہ مولوی صاحب کی کم استعدادی ہے اور مدینہ فضل دہنکی بربادی خبر بتلا
نہیں سکتے تھے مولوی جی کی ابتدا نہیں ہے بحث لفظی سے ہمکو کیا کام ہے درد اسلام منظور ہم
ہے **قوله** اگر یوسف ارادۂ آن میکرد زنہار با خلاص متصف نشدے الخ جسوقت یوسف نے
ارادۂ زنا کیا اوسوقت خدا نے اوسکو رسوا کیا اور جسوقت یوسف نے ارادۂ اخلاص کیا اوسوقت
اللہ تعالیٰ نے اوسکو برگزیدہ اشخاص کیا چنانچہ ہرگاہ آدم نے کار خلافت کو انجام دیا اوسوقت تعالیٰ
نے اونکو مسجود انعام کیا اور ہرگاہ اوس نے اطاعت شیطان کی خدا نے اوس سے سلطنت جنان
لی غرضکہ اوقات متغایر میں دو امر مخالف کا وجود ممکن ہے جیسے کہ امکان زیان و سود ممکن ہے
ایک سے دوسرے کا ابطال باطل ہے ہم تراشی محمد علی لاحاصل ہے **سوط الجبار** تا لثا
زن عزیز دعوی این نکرده بود کہ یوسف با وی فعل بد کرده دعوی او همین بود کہ او اراده بدی
با من کرد چنانکہ گفته ما جزاء من اراد باهلک سوءا یعنی چیست سزا کہ با اہل تو اراده بد کرده
و زنهار آن زن این نگفته کہ با اہل تو کرده و یوسف از دعوی وے کہ اراده فعل بد بود انکار
کرده بجواب گفته ہی راودتنی عن نفسی یعنی این زن مرا طلبگار شده بود و من طلبگار او نشده و
بعدم **جواب** لاریب زلیخا صادق ہے اور یوسف خاطی کہ اوسنے ارادۂ کار بد کیا
اور اپنے لئے سزا وار حد اپنی مالکہ کو چاہا اور زنا کے لئے تیار اپنا آلہ تناسل فرج زلیخا
سے ملایا آتش حجاز کو چاہ زمزم پر بٹھایا اگر زلیخا جھوٹ بولتی اور یوسف پر ورا ذہبت کہولتی

یوسف بمشاہدہ برہان رب یل ہوئی تو زنا کی شہوت زائل ہوئی اب ہوا ہی محمد علی برائت
یوسف مین قرآن سے دلائل چند لاتے ہین گویا خلل کا قند بناتے ہین **قولہ** و آئندہ تین تحریر
کلام مجید ہو یعنی فقط سیاہی ہونٹون کی شراب لرش کیجئے اور تصریحات کلام مجید کا جواب کو تین تحریر
اب تبسل تصریحات قرآن کرتا ہون اور سر سیاہی در گریبان **سوط الجبار** اولاً در سابق
ذکر رست کہ وقت پیش کردن زن عزیز ارادۂ خود ابر یوسف یوسف انکار ازان کرد و گفت
کہ (معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون) یعنی پناہ میگیرم بخدا از فعل بنا
گرفتن بد ستی کہ او پرورش کنندۂ من ست وبجای من نیکوی کردہ است اگر چنان کنم ظالم باشم
و شان این ست کہ ظالمان رستگاری نمی یابند **جواب** یہ مفید نہین ہر کہ ایک وقت
انسان جس بات سے پرہیز کرے تو ہمیشہ اوس سے گریز کرے چنانچہ ابو بکر و عمر و غیرہ اول مین
اسلام سے انکار کرتے تھے رفتہ رفتہ اوسپر اصرار کرنے لگے اسیطرح یوسف اول زلیخا سے
گریزندہ و مانند تہ ہوا بعدہ آمیندہ شل شکر و شیر ہوا اپنے آلہ تناسل کو اوسکے اندام نہانی
سے پیوند دیا آتش سوختہ کو شربت قند دیا اگر یوسف کو ابتدأ زلیخا سے کنارہ ہوتا تو مفسرین کو
کیونکر اثبات فسق یوسف گوارہ ہوتا آیا مفسرین جناب یوسف سے بغاوت رکھتے تھے یا راست
گوئی سے عداوت اب میان محمد علی ترجمۂ آیت تحریر کرتے ہین اور اپنی کم استعدادی کی تشہیر
قولہ یعنی پناہ میگیرم بخدا ازین فعل پناہ گرفتن الخ یہ ترجمہ غلط ہے ترجمہ ملاحظہ ہے شیخ
شیخ الدین یہ [illegible] تو نہین ہیو کہ پناہ پکڑتا ہون مین اللہ کی تحقیق وہ رب میرا ہے
اچھی طرح سے کیا اوسنے رکھنا میرا تحقیق نہین فلاح پاتے ظالم فقط سیاہی ذرا ایک فقرہ قرآن کی
فارسی کی وہ بھی کما ینبغی نہو سکی اسی استعداد پر دعوئ فضل و کمال ہی اور امید اخذ دولت
و مال **سوط الجبار** ثانیاً درہمین قصہ خداے تعالے اور اصفت اخلاص یاد کردہ
کما قال (انہ من عبادنا المخلصین) یعنی یوسف از بندگان مخلصین ست و اخلاص کہ از عبادات
غالب ست اگر یوسف ارادۂ آن میکرد ہرگز با اخلاص متصف نشدے چہ ارادۂ عصیان

ست • دست بچون کیرد موت ناخوش ست • **قوله** چنانکہ شیخ رضی علیہ الرحمہ در شرح کافیہ
تشریح بر آن کردہ فقط علمائے اسلام مین ایک ملا جامی ہے جو شہرون مین گرامی ہے اوس نے بہی
کافیہ پر شرح کی ہے جسکی استاد آپنے طرح دی ہے شرح ملا کا استعدد درس جاری کر رکہا ہے بہت
جلد شیوخ ماری ہے جس جامی کی یہہ شان ہے اوسکا یون ہی بیان ہے کہ یوسف نے
زنا کا ارادہ کیا اور ازار بند زلیخا کشادہ اپنا آلت تناسل اوسکے اندام نہانی پر رکہا تشنہ و تفتہ
نے چشمہ آبحیات کا مزہ چکہا ناگاہ یوسف کو ایک پردہ نظر آیا پس زلیخا سے فرمایا کہ یہہ پردہ کیسا
ہے اور اسکے اندر کیا ہے اوس نے جواب دیا کہ عمدہ اصنام ہے جسکی عبادت مین بندی مصروف
سحر و شام ہے چارنا چار اوس پر پردہ ڈالا ہے اپنی پردہ پوشی کا ثوب لنگا لابت **ع** زن
آئین بیدینی نہ بندد • درین کارم کسے بینی نہ بیند • یوسف یہہ بات سنتے ہی بدستور ہوش
مین آیا اور مثل خم بادہ جوش و خروش مین کہ جس صورت مین مجکو پتہر سے شرم ہے اور دیدہ
سے آندم تو مجکو پروردگار دانا کیون نہ دیکہتا اور اس کار نازیبا کیون نہ حذر ہو پس یوسف نے
خوف خدا کیا اور اندام نہانی زلیخا سے اپنا آلۂ تناسل جدا کیا **ع** الف کردہ از دو شاخ
لام الف بود • باندازہ کار سیمین شمع کافور • **قوله** غرضکہ باتفاق مفسرین از ہمین آیت پیدا
ست الخ کیون ملاں دروغ بیانی کہولتے ہو کسواسطے عرق شرم مین بدن مسلمانی ڈہولتے
ہو **ع** کوئی کذب مین تیری ثانی نہین • سخن راست ہے لن ترانی نہین • کسی مفسر نے بیان
نہین کیا کہ یوسف نے ارادۂ عصیان نہین کیا جملہ مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ یوسف
خلیل اوباش مین طاق ہے کہ اوسنے اپنی مالکہ سے ارادۂ زنا کیا اور بیت الحرام فسق بنکا
فرج زلیخا سے اپنے آلۂ تناسل کو اتصال دیا حوالی بیت الحرام حرام زادہ وبال کیا چنانچہ امام
فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ واحدی نے کتاب بسیط مین لکہا ہے کہ مفسرین سبکے سب
متفق مین کہ یوسف نے قصد صحیح کیا کہ زن عزیز سے زنا کرے اور اپنے تئین فاسقون مین گن لیا
کرے اور بیٹہا درمیان دوران زلیخا کی جیسے کہ مرد وقت جماع کے بیٹہتا ہے پس جبکہ طبیعت

ازار بند کہولے اور میران صحبت مین متاع لذت لولے پہر تفسیر کبیر مین ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یوسف نے زلیخا کو برہنہ کرنا شروع کیا اور بطرف بیت الحرام ارادۂ رکوع کیا پس یہ گفتگو کہ مفسرین قرآن تفسیر این آیت بہ بنظور میضربانید محض بے بنیان ہے اور بخلاف تفسیر سنیان ہے گو شیعہ تاویل بہ بیل کرین اور شاہ ہی کو دلیل مگر آپکے لئے مفید نہین ہے کیونکہ تفسیر قرآن مجید نہین **قولہ** معنی برہان رب علم و معرفت و عصمت نبوت ست فقط یہ بہی دو وجہ سے بے اصل ہے ایک خلاف عقل ہے دوسری برعکس نقل کیونکہ قرآن سے یہہ ہی ثابت ہے کہ ناگاہ برہان رب یوسف کو نظر آئی اور اوسنے بچشم غور ملاحظہ فرمائی اور دیکہنے کے لئے اینیت ضرور ہے بدون رنگ سیاہ و سرخ وغیرہ رویت بالکل معذور ہے حالانکہ معرفت الٰہی و عصمت نبوت لون و رنگ سے بری ہے بلکہ اوسکے لئے حواس خمسہ سے برتری ہے پس آپکی سخن تراشی صدق سے خالی ہے گویا مسیلمہ کذاب کی خوش مقالی ہے اگر برہان رب سے معرفت الٰہی و عصمت نبوت مراد ہے تو چشم محمد علی کو سد دل مسلمانی ناشاد ہے اگر مولوی صاحب کی چشم باطن مین بیدار نہین ہے تو کسواسطے الفاظ قرآن پر خیال نہین فقرہ (ان رای) کے کیا معنی ہین کلمات قرآن آیا لایعنی ہین علاوہ اسکے تقریر میانجی مخالف تفسیر مفسرین ہے لہذا لایق اعتماد نہین ہے اگرچہ مفسرین نے تفسیر برہان رب مین اختلاف کیا ہے مگر آپکی غلطی پر اظہار مناسب ہے اہل تفاسیر نے برہان رب سے معرفت الٰہی و عصمت نبوت ہرگز مراد نہین لی اور خوش فہمی محمد علی کی کسی نے داد نہین دی دل کعبہ کن مسرور و شادمان ہے کہ مخالف اپنے کئے سے پشیمان ہے **قولہ** و بہجنے کہ در نحاة در جواز و عدم جواز تقدم معمول ادات شرط واقع شدہ الخ اگر آپکے نحویون مین سوائے نزاع لفظی بحث معانی نہین ہے تو حماقت مین کوئی اونکا ثانی نہین نحویان محمدیہ نے بحث نہین کی ہے لاریب مخالفت خرد خردہ بین کی ہے جبتک کہ نزاع معنی سے نشان نہین ہے بحث لفظی شایان نہین بلکہ مردود ارباب معقول ہے اور یکلخت فضول ہے **سہ** پلے معنی گیر و صورت

نشانہ

اصلا ارادہ فاسد ہے مباشرت وانجاح مرام زن عزیز نکردہ وتائید این بتصریحات کلام مجید
ہویداست **جواب** کیون جہوٹ بولتے ہو کسواسطے میزان زبان مین لحم الخنزیر تلتی
ہو مفسرین ذوی اعتبار کو بیہودہ کہتے ہو شعلہ نار کو دود کہتے ہو جملہ مفسرین سنی نے مسطور کیا ہے
کہ یوسف نے ارادہ فسق وفجور کیا ہے اگر تسنن بہی آپ سوء نیت یوسف سے انکار کرینگے توہم
آپکے سامنے اسما مفسرین شمار کرینگے اب مولوی صاحب کی ابکار افکار مقابل ہوتی ہین اور
ہر ایک بیبلیات شرم وعار نازل ہوتی ہین **قولہ** لہذا مقتضائے مقام ازان مناسبت کہ سطرے چند
درین باب تحریر درآریم الخ جو کچہ آپکی تحریر ہے وہ عین تنزیہ ہے برخلاف آیت قرآن ہے
اور برعکس درایت مفسران تغیر وتبدیل آیت ہے بدبخہ غایت غوایت ہے اگر اسکا نام تفسیر
قرآنی ہے توخوبی تقدیر مسلمانی ہے **قولہ** مفسرین قرآن تفسیر این آیت بہ نظر سفیر یا یند قطع
کیون مفسرین کو بدنام کرتے ہو کسواسطے ترک مسلمانی تمام کرتے ہو کسی مفسر نے اسطرح تفسیر
آیت نہین فرمائی اورجرأت تبدیل وتغیر نہایت نہین پائی تفسیر شیعہ کا اعتبار نہین ہے
کہ اونکے سوا تاویلات بعیدہ کا نہین جو کوئی تاویل بعیدہ سے مسرور وہ معنی اصلی سے دور ہے
قولہ کہ میل کرد زن عزیز بیوسف ومیل کردے یوسف الخ یہ ترجمہ قران نہین ہے اور
کلمۂ ایمان نہین لاکلام تاویل امامیہ ہے اور کیک تر از میل کرا میہ آیت مذکور کا وہی اصلی ترجمہ
ہے جو مترجمین سنی کا مسلک ہے چنانچہ ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان رأی برہان ربہ یعنی البتہ
عورت نے قصد کیا اوسکا اور اوس نے قصد کیا عورت کا اگر نہوتا یہ کہ دیکہی اوس نے
برہان رب اپنی کی فقط یہ ترجمہ عبد القادر ہے جو کہ سنیون کا معاون وناصر ہے اگر مولوی
محمد علی ملت اہل سنت سے انکار کرینگے خاطر شیعہ باغ وبہار کرینگے یہ ہی ترجمہ پسندیدہ نبی
وولی ہے کہ مطابق روایت مرتضی علی ہے ردا علی احادیث سنیہ کی درۃ التاج ہوئی ہے
تفسیر کبیر مین اندراج چنانچہ طمعت فیہ وطمع فیہا وکان طمعہ فیہا یعنی طمع کی زلیخا نے بیچ
یوسف کے اور طمع کی یوسف نے بیچ زلیخا کے اوتہی طمع یوسف کی بیچ زلیخا کے اتہی زلیخا سی طمع یوسف یہی کہ کرہ

ہوئی یہان تک عبید اللہ کی وہ گفتگو کہ انبیا چوری کرتے ہین مردود ہوئی اور تکذیب محمد علی کی
سو اب گفتگو سے آیندہ عبید اللہ مین گفتگو ہوتی ہے اور تکذیب تجویز محمد علی وہ بعد **قولہ**
غرضکہ پیغمبرون سے قصداً کوئی گناہ نہین ہوتا فقط یہان تک مؤلف تحفۃ الہند کا یہ دعوی
تہا کہ پیغمبر تمام عمر گناہ نہین کرتے اور ایکا روے عصمت سیاہ نہین اب کہتا ہے کہ انبیا قصد
عصیان کرتے ہین گویا نسیان کرتے ہین مگر یہ محض بے اصل ہے اور مردود عقل کیونکہ گندم
کہانا اور اطاعت خدا سے ہاتھ اوٹہانا کہ فعل آدم ہے اور بدسوم عالم بالقصد و ارادہ ہے
اور آدم عصیان پر آمادہ ہو کر قتل طفل قبطی واور یا کہ حضرت موسیٰ وداؤد نے کیا بے ارادہ نہین ہے
اور سیکا آئینہ خاطر نقش گناہ سے سادہ نہین پہر یوسف مرتکب فعل نامعقول ہوا اور باندام خاص
مالک مین آمادہ دخول بارادہ گہر بابی زلیخا پر چڑہ گیا اور فسق و فجور مین بڑہ گیا اوسکی جای
مخصوص پر آلہ تناسل رکہدیا وہین دیگ شہوت بالکل ڈہکدیا عنقریب تہا کہ دخول کرے اور اپنے
کو مخذول کرے اس اثنا مین عالم غیب سے برہان رب مکشوف ہوئی اور اوسکو دیکہتے ہی شہوت
یوسف موقوف ہوئی فقط خود بخود یہ کام نہین ہو سکتا اور بے ارادہ اسکا انجام نہین ہو سکتا
محمد علی یوسف کی تضلیل کرتے ہین اور معنی آیت مین تحریف فضلا خوارج شیعہ کرتے ہین اور
اتباع پریشان گفتاری امامیہ **سوط الجبار** در قول او تعالی بعضے از نادانان قصۂ
منحۃ ماۃ یہود بر زبان می آرند لہذا بمقتضا مقام ما را مناسب است کہ سطرے چند درین باب تحریر
در آریم قولہ تعالی (ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان رای برہان ربہ) مفسرین قرآن تفسیر این
آیت بدین طور میفرمایند کہ میل کرد زن عزیز بہ یوسف و میل کرد یوسف بسوے زن عزیز
اگر ندیدے برہان ربہ و معنی برہان رب علم و معرفت الہی و عصمت نبوت ست بحیثیتیکہ ذکر ...
در جملہ و عدم جواب لولا معمول او است شرط واقع شدہ محض بسوے ترکیب لفظی راجع ست و
ثمرۂ خلاف در معنی ہیچ نیست چہ من حیث المعنی جزاے شرط عدست چنانکہ شیخ رضی علیہ
الرحمہ در شرح کافیہ تصریح بر آن کردہ غرضکہ باتفاق مفسرین ازین آیت پیداست کہ یوسف

کر ادہیا سیز دہم مین اسیقدر مذکور ہے کہ برہما نے سری کرشن کی عظمت شان کا امتحان
کرنے کے لئے بچہڑون اور لڑکون کو ایک جگہ سے اوٹہایا اور دوسری جگہ بٹہایا چنانچہ

म्भोजन्मजनिस्तदंतरगतो मायार्भकस्येशितुर्द्रष्टुं
मंजुमहित्वमन्यदपि तद्वत्सानितोवत्सपान्नी
त्वान्यत्रकुरूद्वहांतरदधात्खेऽवस्थितोयःपुरा दृ
ष्ट्वाऽघासुरमोक्षणंप्रभवतः परमविस्मयम् १

بہاگوت مین یہہ ہی عبارت ہے اور امتحان کرشن پر اشارت ہے دل چاہے جس سے ایک ایک
کلمہ پڑہوا لیجئے اور دل چاہے جس سے ترجمہ کروائیے جب مولوی صاحب دزدی یوسف کا جواب
نہ دے سکے تو بقول شخصے دیوانہ را ہوئے بس است حیلہ ڈہونڈنے لگے **قولہ** ادہیا نہم بہاگوت
ملاحظہ کرو جب کرشن بڑے ہوئے تو ایک دن دودہ ماکہن کی چوری کو گئے الخ یہان بہی
وہ ہی آش درکاسہ ہے اور خیانت مولوی صاحب بلاشبہہ ہے یہہ عبارت بہاگوت نہین ہے اور
چکیدہ قلم تحریف ہے نہین کسی گنوار کی ساختہ ہے یا محمد علی تحصیلدار کی پرداختہ بہر دو صورت
لائق اعتماد نہین ہے اور مطابق اعتقاد نہین ہم قسمیہ کہتے ہین کہ اگر آپ اس عبارت کا ایک فقرہ
بہی بہاگوت مین دکہلائینگے تو آپکے سارے عذر قبول کئے جائینگے جسوقت اہل حق آپکی مصنوعی
عبارتون پر نگاہ کرتے ہین بے ساختہ قہ قہہ کرتے ہین اور جسوقت بہاگوت مین اونکی جستجو
فرماتے ہین فی الفور تمکو الو بناتے ہین مہربان من آپکو فہم و فراست نہین ہے للوجی کی واہیات
بہاگوت نہین بہاگوت و پریم ساگر مین تفاوت آسمان و زمین کا ہے اور فرق تبیان و قرآن
ہے ھ کب برابر ہین صادق و کذاب • فرق ہے درمیان دود و سحاب • یہان آپنے
جسقدر چوپائی بحوالہ بہاگوت رقم فرمائی ہین وہ بالکل للوجی نے بنائی ہین بہاگوت مین
اونکی اصل نہین ہے اور آپکو نیک و بد کی عقل نہین ہے دزدی یوسف مشروح ہوئی اور
عصمت نبوت مقدوح جبکہ محمد صاحب کی چوری و سینہ زوری بیان ہوگی مسلمانی سرد ہو گئین

مؤلف ہدیۃ الاسلام نے جو چوری یوسف سے انکار کیا ہے وہ اوسکی ہرزہ درائی ہے
یا قرآن و تفسیر سے بے پروائی کیونکہ اوسکی مستند تفسیر حسینی سے پیدا ہے کہ یوسف کو بہائیون
نے خیانت کرکہا اور یوسف نے بہائیون کو اپنے سے بڑہکر کہا بس معلوم ہوا کہ دونون
خیانت گر ہین قندو دزد تر ہین اصل عبارت حسینی یہہ ہے (انتم شر مکانا بدترا ید از جہت
منزلت چندی کہ پسر را از پدر دزدیدہ ہمہ کردید انتہی جس شخص نے کہ اس جہت سے برادران
یوسف کی طرف نسبت سرقت کی اوس نے بالضرور اہ تہمت لی کہ بنی اسرائیل نے یوسف
کو چرایا کہان تہا بلکہ یعقوب کی اجازت سے اوسکو کہلایا بیابان تہا مؤلف اعجاز محمدی نے
تنزیہ یوسف سے گزشتہ حوالہ لیا اور ہمارا اعتراض قبول کیا کان نہ ہلایا اور دم نہ ہنایا
اب مولوی محمد علی تشری برہما تشری کرشن پر بہتان کرتے ہین اور مخالفت وید و پران
سوط الجبار روراد ہیایہ سکند دہم بہاگوت مرقوم ست ہکذا بلفظہ تس سمی
برہما آدسب پوتا اپنے اپنے بواون مین بیٹہے گوال منڈلی کا سکہہ دیکہہ رہے تہے کہ
تن مین سے آسے برہما سب بٹے چرا لیگیا الخ وراد ہیایہ نہم بہاگوت ملاحظہ کند جب کرشن
بڑے بہے تو ایکدن دودہ ماکہن کی چوری کو گئے **چوپائی** سونے گہر مین ہونڈ
ملے وہو پایے سوکہ دہکتا چہپین گہرمین سوتے پادین ٭ تن کی وہری ڈہرکی دہینڈہی اوٹہا
لادین والخ **جواب** ایراد کلمہ ہکذا بلفظہ بیجا نہین ہی اور بہاگوت مین اس مضمون کا
پتا نہین کہ برہما نے چوری کی یا دادہینہ زوری دی یہہ خرابی مسلمانی ہے اور سامان
بے ایمانی لابد آپ ملعون ہجوا مد مخرہ دکان نزدیک ملعون ہرزہ گوئی سے کام نہین نکلتا
دریا جہالت کا ڈوبا نہین اوچہلتا **ہ** ہرزہ گو کو حاصل قسمت رہی تردامنی بہرزہ
گوئی سے ہمیشہ مدعد تردامن رہا جو کچہہ آپنے بحوالہ بہاگوت لکہا ہے وہ نہ بہاگوت ہے
نہ ترجمہ بہاگوت فی الحقیقت ہے بلکہ جہوٹی کہانی ہے موافق عادت مسلمانی ہے اگرچہ بہاگوت
کتاب الہٰیہ نہین ہے لیکن برہما کی نسبت وہان چوری کی معنی کا کوئی کلمہ نہین دیکہہ سکتے

اوسکو نظر کیا سامنے اوسکے اوس بت کو دیکھا یہہ یوسف کی مان نے کہا جلد جا + تم نے
بت کو آگے سے اوسکے اوٹھایا + تو لڑکا ہی ہرگز نہو تیرا نام + کیا یہہ یوسف نے یون ایسا کام + ہوئی
جب فراغت عبادت سے تب + کیا اوسکی نانی نے بت کو طلب + لگی ڈہونڈہنے اپنے معبود کو
+ ولیکن نہ پہنچی وہ مقصود کو + دیا اوسکے بہائی نے اوسکو اوڑا + کہین اوسکا پایا نہ ہرگز پتا +
تفسیر بحر مواج مین آیا ہے کہ یوسف نے خانۂ خالہ سے بکری کا بچا چرایا ہے ایک روایت مین ہے
کہ یوسف نے اپنی نانی کے گہر سے خنزیر چرایا اور اپنی مان کے حوالہ فرمایا اسیطرح دوسرے مفسرین
تفسیر کرتے ہین سرقۂ یوسف تشہیر کرتے ہین جو کوئی عصمت یوسف پر افتخار کریگا وہ تکذیب
مفسرین چار ناچار کریگا اگر مولوی محمد علی اپنے دین کا پاس کرینگے تو ابطال تفاسیر سے
ہراس کرینگے **قولہ** شما نہایت شریر اند فقط فکر مولوی جی صاحب نہین ہے اور انکو تمیز حاضر و
غائب نہین طفل دبستان بہی ظاہر ہے کہ اند ضمیر غائب و شما ضمیر حاضر ہے ان دونون مین
میل نہین ہے اور عبارت ذیل میں میل نہین اگر مولوی جی کو عقل و شعور ہوتا تو بجاے شریر اند شریر
اید مذکور ہوتا ہے کیونکہ بحث لفظی متروک ہے اور راہ معنی مسلوک ہے **ع** اتحاد یار با یاران خوشتر
است + پلے سگ حی گیر و صورت سرکش ست + میانجی یہان بہی بعد لفظ شریر کلمۂ تر ملحوظ کیجئے
اور مخالفت ما قبل و ما بعد دور کیجئے ورنہ لوگ آپکو دیوانہ کہینگے اور چراغ جنون کا پیمانہ آپکو
پیش و پس کی خبر نہین ہے اور ماقبل و مابعد پر جناب کی نظر نہین اگر اپنے گہر سے آپ خبردار
ہوتے تو کسواسطے بار بار تیر ملامت سے فگار ہوتے شاید کہ یہان بجاے لفظ تر کلمۂ نہایت ہے پس
غایت غوایت ہے بہر صورت اس سے یہہ ہی ثابت ہے کہ یوسف شریر ہے اور شرارت برادران
کثیر ہے امام غزالی نے بہی تفسیر (قال انتم شر مکانا) مین یہہ ہی تحقیق کی ہے کہ یوسف نے
بہائیون کی تصدیق کی ہے چنانچہ (قال انتم شر مکانا) **ابیات** کہا چوری کرو مین
تم سب ہو بد + ہے جس کے تمہارے دلون مین حسد + چرایا تہا یوسف نے گہر مین صنم نہین
تم بہی چوری مین یوسف سے کم + تمہارے ہوئے کار ظاہر تمام + مناسب ہے پوشیدہ یوسف کا کام

ترجمہ مرقومہ شرجمین یہہ ہے اور مسلمان دین یہہ کہ کہا اونہون نی اگر چرایا اوسے یہہ پس تحقیق چرایا
تہا ایک بہائی اوسکے نے پہلے اسکے پس چہپایا اوسکو یوسف نے درمیان دل اپنے کے اور نہ
ظاہر کیا اوسکو واسطے اونکو کہا کہ تم بدتر ہو جگہہ مین فقط مولوی جی نے از راہ خیانت ترجمہ
فقط کم کیا اور بیجا آن کلمہ مجمئے نیست منم کیا تحریف قرآن کرتے ہو اور خلاف مختار ان یہہ ترجمہ
لفظ سکا معدوم کیا اور اپنے تئین خیانت پسند مشہور کیا **ہ** راستی پیشہ بخود کن کہ خیانت
کردن بادرہ دیوا جہان راعیسے میساندہ **قولہ** تمہا شریر تر اید فقط لفظ تر سے ظاہر ہے
کہ یوسف نے ان آیات مین اور ہماری بات مین تطبیق دی اور اپنے بہائیون کی تصدیق کی
کیونکہ جسوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ ابن یامین و یوسف بائی شر مین اور یوسف نے اوسکے جواب
مین کہا کہ آپ شریر تر ہین تو اس سے یہہ ہی ظاہر ہوا کہ یوسف نے اپنی شرارت پر اقرار کیا اور
بہائیون کو اپنا سردار کیا یعنی اونکی بات صحیح کی اور اپنی ذات پر اونکو ترجیح دی اگر یوسف
کو قول برادرانسے انکار ہوتا تو اسطرح پر گرم گفتار ہوتا کہ تم صادق نہین اور ابن یامین
سارق نہین جبکہ بہائیون نے یوسف کو خیانت گر کہا اور یوسف نے اونکو شریر تر کہا تو یہی
ثابت ہوا کہ سرقت یوسف صغیرہ ہے اور سرقت بنی اسرائیل کبیرہ **قولہ** یعنی یوسف اصلیت
آن تہمت سرقہ را الخ یوسف نے چوری کی یا نہین بر تقدیر اول کسواسطے کلام بنی اسرائیل کا
نام تہمت دہرتے ہو اور کیونکر واسطے تکذیب برادران یوسف کی تہمت کرتے ہو بر تقدیر دوم
کسواسطے مفسرین ثبوت دزدی یوسف مین روایات نقل کرتے ہین اور کیونکر اپنے پیغمبر بر خلاف
آیات دخل کرتے ہین چنانچہ تفسیر امام غزالی سے جنکی نسبت عالی ہے قالوا ان یسرق فقد سرق
اخ لہ من قبل **ابیات** کہا بہائیون نے کہ اسنے جو اب چرایا نہین کچہہ ہے اسکا عجب
کہ بہائی نے اسکے جو گم ہو گیا کچہہ اسباب پہلے چرایا ہی تہا کہا انکو یوسف نے اوسکا بیان
چرایا تہا کیا تم کہو سب عیان کہا ایک سونے کا بت تہا تمام وہ نانا کے پاس اوسکی رہتا
مدام کہا بعض نے اوسکی نانی کا تہا عبادت وہ کرتی تہی اوسکی سدا کم آتا تہا انکہون سے

خشمگین نشود و این تناقض بہانہ بنا در حق و تا رو و انصاف از کودری و از ترازو کم کنی من کم
کنم و تا تو با من ترشی کنی من ترشم و همچنین تاج سلیمان میل کرده روز روشن را بر وی چون میل کرد
و گفت تاجا کژ مشو بر فرق من و آفتابا کم مشو از شرق من و راست میکرد او بدست آن تاج را
و باز کج میشد بر وی تاج ای فتا و هشت بارش راست کرد و گشت کژ و گفت تاجا چیست آخر
کژ مشو گفت اگر صد ره کنی تو راست من و کژ شوم چون کژ شوی ای موتمن و پس سلیمان
اندرون را راست کرد و دل بر آن شهوت که بودش کرد سرد و بعد از آن تاجش همان دم
راست شد و آنچنانکه تاج را میخواست شد و حاصل ابیات یہ ہے کہ جب سلیمان نبی [illegible]
بادہ غوایت کھائی تو باد و تاج نے اوسکو راہ ہدایت کھائی خدا کی قدرت ہے کہ جو نبی اسرائیل
کا سلطان ہے اور جسکا نام نامی سلیمان ہے اوسکا ہادی تنے ہے اور جسکی شمار اربعہ عناصر کی
درمیان ہے یہانتک عبید اللہ کا وہ قول کہ انبیا کسی پر ظلم نہین کرتے دروغ ہوا اور چراغ
اولاد آل محمد علی ہنہ و نع اتجل آیندہ عبید اللہ ایراد کرتا ہون اور آیت دزدی یوسف
یاد **قولہ** ایک لقمہ کی چوری بھی اونسے درست نہین ہے فقط یعنی عبید اللہ تو مسلم کہتا ہی
کہ انبیا ایک لقمہ نہین چوراتے اور مال حرام نہین کہاتے مگر یہ صحیح نہین ہے اور طائفہ دزدان پر
انبیا کو ترجیح نہین چنانچہ قرآن کے درمیان ہے اور برادران یوسف کا بیان کہ یوسف
چور ہے اور رویدۂ نبوت کو اب لوی محمد علی چون چرا کرتے ہین اور مصنف قرآن پر افترا
سوط الجبار تمام آیت اینست کہ (قالوا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل
فاسرها یوسف فی نفسه ولم یبدها لهم قال انتم شر مکانا) یعنی برادران یوسف گفتند کہ اگر این
یامین دزدی کرد عجب نیست کہ دزدی کردہ است برادری لہ بود او پیشتر پس پنہان کرد این قصہ
را یوسف در دل خود و نہ ظاہر کرد بر ایشان و گفت شما شریر ترائید یعنی یوسف اصلیت آن
تہمت سرقہ را اگر بر ایشان وا نمیکرد و پردہ از روی کار بر نمی افتاد لہذا بہمین قول
اکتفا کرد کہ شما نہایت شریر اند **جواب** ترجمہ آیت سراسر خطا ہے مصنف قرآن پر افترا

کیا استغاثہ بسوال حسن وخوبی اسپان رہا الا وقت یاد الہی رایگان کیا بس سیاہی کس
منہ سے کہتے ہین کہ سلیمان نے حسن وخوبی اسپان پر نگاہ نہین کی اور سوا یاد اللہ کے کسی
چیز کی چاہ نہین **قوله** پس محل اعتراض نیست غلط بے شک فعل سلیمان محل اعتراض ہو اور
آپکی ہر ایک بات سے خاطر عدل ناراض ہو کہ آپ ظلم وجہل کی تعریف کرتے ہین کینہ کا نام شریعت
دہرتے ہین یہ عجب ہے لایق ہو ہر علما کی نسبت او رسے ادب ہے رجیم بجا وجور ہو **سه**
این چہ شور یست کہ در دور قمر مے بینیم ٭ ہمہ آفاق پر از فتنہ وشر مے بینیم **قوله** بلکہ محل ستایش
ست الخ اگر اسیکا نام ستایش ہو تو مولوی جی کو فہمایش ہو کہ جن انبیا ر سے اونکو غصہ
ہے اور جن اشخاص سے محبت سب کو فی النار کرین اور جو اونکے بجا بدار تاکہ سزا ستایش
ہووین اور بجا آزمایش **قوله** اگر اعتراض محض کشتن جاندار ست بیجا فقط سلیمان
اس سبب سے مورد ملامت او رخاص وعام کے نزدیک بدنام کہ اونہنے بے سبب بدون
حکم رب جاندارون پر ستم کیا او رسلسلہ عدل برہم اسطرح کا کشت وخون او رفعل زشت مذہبون
مخالف دین انبیا ہے او ربرعکس منا کیا اگر کہین بیا ہوتو ثبوت دیجیے ورنہ سوائے نشیمان
پر سوت دیجیے **قوله** چہ در مذہب ما تعرض کشتن اسپان در رنگ طاعت وعبادت غلط است
فقط بلکہ یہ ہین گہوڑون کا مارنا ہرگز عبادت نہین ہے بجا است مدعا یہ ادلفظ اسپان سوے
عبادت نہین مخالف بھی ہے اور یہ اوسکی بے ادبی ہے اگر بلکہ یہ ہین کشتن اسپ طاعت ہے
تو بہی مسلمانکے واسطے شناعت ہے کہ فعل سلیمان موافق مذہب مسلمان روا نہین ہے او رظلم و
جہل کے سوا نہین اسکا تو کیا ذکر ہے کہ طاعت ہووے او رقابل تباعت ہو کہ میان محمد علی
پیر مخدوم مولوی روم ہے اوسکی مثنوی کے دفتر چہارم مین مرقوم ہے کہ سلیمان نے
شہوت پرستی اختیار کی اور کبھی آنکا ماگر مسلمان شہوت رانی وکجروی سلیمان سے
انکار کرینگے ہم اونکے سامنے یہ اشعار پڑھینگے **ابيات** باد بر تخت سلیمان رفت
کژ ٭ پس سلیمان گفت باد اکژ مغژ ٭ باد ہم گفت اے سلیمان کژ مرو ٭ ور روی کژ از کژم

الخ حاصل بیت یہہ ہی ہے کہ یاد دوست سے روکنے والا طاغوت ہے اور مثل جن اور بہوت عاشق
کو قرب دوست سے باز رکھتا ہے اور منصور کو ذکر ہمہ اوست ہے مگر یہہ تو ظاہر ہے کہ دوست سے مراد فعل
محل ادغام ہے یا زن ولا امام کیونکہ صوفیہ محبت ہندی یا لونڈے کے عشق مین مبتلا رہتے ہین اور
مثل ماہی بے آب اون ہی کے ذکر مین اشعار کہتے ہین اور مانند بلبل زار غزل سرا گلزار ہستی
ہین بہر کیف اس تک سے یہہ ہی لازم آتا ہے کہ یاد دوست سے باز دارندہ کو شیطان جاننا چاہیئے
اور دشمن دین و ایمان ماننا چاہیئے مگر قتل شیطان بُرا ہے اور خلاف مرضی خدا کیونکہ خدای
محمدیہ نے ابلیس کو زندگی ابدی دی اور مسلمانون کی جناب مین بدی کی علاوہ اسکی اگر گہوڑون
کو شیطان جانو گے قرآن کو بے بنیان مانو گے کہ مصنف قرآن نے نسل سلیمان مظلم ٹہیرائی
ہے حتی کہ اوسکی قسم کہائی ہے پس سلیمان نے کیونکر گہوڑون کو شیطان ٹہیرایا اور کسواسطے
نقارہ مخالفت قرآن بجایا قطع نظر ازین قتل شیطان ناروا ہے مخالف رضائے خدا ہے اگر خدای
اسلام قتل شیطان پسند کرتا تو کسواسطے اوسکی عمر صد چند کرتا **قولہ** ہرگاہ در دل حضرت
سلیمان خطور کرد الخ بلا شبہہ خطرۂ سلیمان خطا ہے کیونکہ دین اسلام مین خیر و شر جناب الہی سے
متعلق ہے فاعل نیکی و بدی آفریدگار ہے اوسکی دست قدرت پر خیر و شر کا مدار ہے پس سلیمان نے
کیونکر دین اہل سنت سے انکار کیا اور کیونکر محبت اسپان کو فاعل فوت نماز قرار دیا شاید کہ
داخل مذہب امامیہ ہوا ایک سنی شیعہ ہوا اگرچہ سلیمان نے سنیون کے برخلاف کیا اور راستی دین
شیعہ پر اعتراف مگر گہوڑون کا کیا شر ہے طویلہ کی بلا بندر کے سر ہے اگر سلیمان عدل کرتا
اپنے تئین قتل کرتا کسواسطے کہ اپنا ہی قصور تہا گہوڑون کا کیا قصور تہا اگر دل سلیمان
حسن و خوبی اسپان پر مائل نہوتا وقت نماز زائل نہوتا سلیمان نے بڑا ظلم کیا کہ بیگناہون
کو عوض جرم دیا **قولہ** و بمقابلۂ یاد الہی التفاتے بر حسن و خوبی گران بہائی اسپان
نکردند فقط یہہ سراسر غلط ہے اور مخالف قرآن پر مبنی ہے کیونکہ آیت قرآن و حدیث اعمال
سے یہہ ہی ثابت ہے کہ سلیمان نے حسن و خوبی اسپان پر التفات کیا اور اپنا تضییع اوقات

سرکار سے آپکا جلد وصل دور ہوگا سزا اوس دروغ حلفی پالکے سات برس تک قلم بجا لاتے اگر
حکام بالادست حاضر ہوتے تو آپ سے ورنگو کیونکر تحصیلدار ہوتے اب کذبات مولوی صاحب کی
تشریح کیجاتی ہے اور اونکو ورنگو پاش دنیا پر ترجیح دیجاتی ہے **قولہ** مطابق تفسیر بعض از مفسران
مراد کشتن اسپان باشد فقط غنقریب آپ ہی کی زبان سے ثابت ہوچکا کہ مفسرین مین سے
صرف فخر الدین رازی معنی آیت مین تبدیل و تغیر کرتا ہے اور برخلاف جماعۂ اہل تفاسیر تحریر
کرتا ہے پس ایک فخر الدین کے مقابلہ مین تمام مفسرین کو لفظ بعض کے ساتھ تعبیر کرنا مکر و فریب
ہے بانع البلیس ہے سیکے کہانتک نیابت مسلیمہ کذاب کروگے اور مخالفت سنت و کتاب و رنگو
ذلیل و خوار ہوتا ہے صبح کاذب کیا اعتبار ہوتا ہے **ھ** ہوے کذب کا کوئی خریدار ❊ گل کاغذ
نہ ہووے زیب دستار ❊ **قولہ** ہم اعتراض وارد نشود فقط اگر قتل اسپان بد نہین ہے ورنہ اوس
صاحب نہین تو کسواسطے فخر الدین رازی اوس سے بیزار ہے اور تاویل آیت پر تیار جس شخص کو عقل
و شعور ہوگا اصل سلیمان پر اعتراض بالضرور ہوگا چونکہ آپکو چندان عقل وادراک نہین ہے سلیمان
کے جناب مین سفاک نہین **قولہ** چہ نزد کاملین عارفین ہیچ از یاد الہی بیگرداند الخ مانع
یاد الہی زن و فرزند ہین اور تعلقات چند چنانچہ قول سعدی ہے **ھ** شب چو عقد
نماز بر بندم ❊ چہ خورد بامداد فرزندم ❊ آج تک ہمنے نہین سنا کہ کوئی عارف و کامل محمدیہ
درپے استیصال آل و عیال ہوا اور نفور از تلاش مال و منال بلکہ ہر ایک نبی وولی تاوقت
مرگ طالب زندہ زن رہا اور ہمواستائیں جان و تن اگر قول محمد علی راست ہوتا تو حضرت
جدائی یوسف مین کسواسطے روتا بلکہ یوسف سے جدا رہتا اور روز و شب محو یاد خدا کہ یوسف
اوسکے لئے مانع یاد الہی تہا اور باعث تعلقات خواہی نخواہی محمد صاحب کا بھی یہی حال تہا
جمال عائشہ مانع یاد خدای ذو الجلال تہا اگر حضرت حرکت سلیمان پر عامل ہوتے تو لاید عائشہ
کے قاتل ہوتے کہ یاد الہی سے باز رکھتی تہی اور مشغول راز و نیاز **ھ** اے خامہ ختم کر تو
اب اس داستان کو ❊ قصہ ہے طول اسکی کہانی دراز ہے ❊ **قولہ** ہیچ بیگرداند از یاد دوست ❊

خیانت الکبائر ہے یہ بلا فخرالدین رازی ہے تو بھی آپکے لئے کیا جا سرفرازی ہے کہ
اوسکی زشتی شہرۂ آفاق ہے اور جمیع مفسرین کی نگاہ مین لایق طلاق ہو اگر رازی سا ہے
فخرالدین باتفاق زاہد ورند ہوتا اور کوئی محدث و مفسر شاہد ہوتا تو بھی وہ ہمارا کی التفات
نہین تھی اور سوا لغویات نہین کہ وہ آپکے مخدوم ملا ے روم کے نزدیک ملعون ہے اور
اوسکی گردن پر عرفان کا خون ہے جبوقت مثنوی شریف کا اول دفتر دیکھو گے اپنے تئین
عرق ندامت سے تر دیکھو گے **قوله** وقدوة العارفین شیخ محی الدین ابن عربی الخ اگر محی الدین
ابن عربی نے اپنی کسی کتاب مین تبدیل معنی قرآن کی اور تاویل ظلم و جہل سلیمان ترجمہ اوس
باب و کتاب ضرور ہے ورنہ مولوی صاحب کی امانت و دیانت مین فتور ہے سوا اسکے محی الدین
ابن عربی وغیرہ مفسرین نہین ہین اور واقف رموز دین نہین ہیں اونکی تاویل کا کیا اعتبار ہے
بوزنہ سے کار نجار و شوار ہے آپنے اونکو کیونکر مفسرین مین شامل فرمایا اور کسواسطے کرمک
شب تاب کو ماہ کامل ٹھیرایا آپکو چندان عقل و شعور نہین ہے اور تمیز روز روشن و شب دیجور نہین
اب مولوی صاحب تاویل فخرالدین سے عدول کرتے ہین اور ظلم و جہل سلیمان قبول **سوط الجبار**
بر تقدیریکہ مطابق تفسیر بعضے از مفسران مراد کشتن اسپان باشد ہم اعتراضے وارد نمیشود چہ
نزد کاملین و عارفین انچہ از یاد الٰہی میگرداند در استیصال آن میکوشند **ع** انچہ میگرداند
از یاد دوست • بالیقین پندار کہ طاغوت اوست • ہرگاہ در دل سلیمان خطور کرد کہ محبت
این اسپان مرا از یاد الٰہی میگرداند اسپان را بکشت و بمقابلہ یاد الٰہی التفاتے بر حسن
و خوبی و گران بہائی اسپان نکرد و ندیں محل اعتراض نیست بلکہ محل کمال ستایش ست
اگر اعتراض محض بسبب کشتن جانداران ست بیجاست چہ در مذہب معترض کشتن اسپان
در جنگ طاعت و عبادت عظمی است **جواب** اول آپنے اظہار کیا کہ سلیمان نے گھوڑون
سے پیار کیا اب وسکی بخلاف اظہار کرتے ہو اور اپنی دروغ حلفی پر آپ اقرار کہ سلیمان
نے گھوڑون کا خون کیا اور دو روز مین گلگون اگر گورنمنٹ ہند کو عدل منظور ہوگا تو کالا

دوست یکجا نہ بسبب جدائی یا ہو کے پس الفاظ عن ذکر ربی اس تاویل کو مانع ہین اور انواس
مولوی صاحب صاف نئے قولہ چون دو رشدند از نظر فرمود الخ اس فقرہ کا ردنیفتاہ کو شفی خرد نگ
ہوا اور تحصیلدار فلان قاضی جونپور ہوا اگرچہ اوسکے لئے موت کا مقام ہے مگر حیا و شرم سے کیا
کام ہے سو یہ کہ قضائے سید جان اسپرد تعجب آنکہ بقاضی قضا سید و مُرد قولہ
ودر آیت ملک شمس و ذکر سیف اصلا نیست الخ اگر انصاف مزاج مبارک مین ہو تو اسکا جواب تفسیر
ملک مین ہے اگر وہ نظر جناب مین نہ آئیگا تو بندہ آپکو کتاب مین دکہلائیگا قطع نظر ازین
جیسے آیت مین شمس وسیف مذکور نہین ہے ویسے ہی اعوان جہاد کا کم وکیف مسطور نہین ہے
پس تاویل سامی کیونکر صحیح ہو اور کس لئے اوسکے لئے ترجیح ہے قولہ ہمین طور تفسیر کردہ
است آیت را امام متکلمین فخر الدین رازی مقتداء امام متکلمین یعنی علم کلام کو سوائے یہ حضرت خاتم
آنام سے حالانکہ علم کلام محققین محمدیہ کے نزدیک نہایت مذموم ہے چنانچہ نفحات جامی مین قوم ہے
کہ شیخ شہاب الدین سہروردی گفتہ کہ درجوانی بعلم کلام مشغول بودم وچند کتاب درآن یاد گرفتم وعم من
مرا ازآن منع میکرد روزے بعم من بزیارت شیخ عبد القادر درآمدو من با او بودم مرا گفت
حاضر باش کہ پیش روے مردے درآئیم کہ دل وے از خدا تعالی خبر میدہد ومنتظر باش برکات دیدار وے را
چون نشستیم عم من گفت یا سیدی برادر زادہ من بعلم کلام مشغول ست ہرچند ویرا میگویم ازآن باز
نمی ایستد شیخ گفت کہ کدام کتاب حفظ کردۂ گفتم فلان کتاب وفلان کتاب دست مبارک خود را
بسینہ من فرود آورد واللہ کہ یک لفظ ازان کتاب حفظ من نماند وہمہ مسائل آنہا بر خاطر
من فراموش گشت انتہی کتب محمدیہ مین علم کلام کی جسقدر برائیان دستیاب ہونگی عنقریب
رسالہ ہذا مین بیان بالاستیعاب ہونگے چونکہ محققین اسلام متکلم سے راضی نہین ہین لہذا
فخر الدین رازی وغیرہ ناجی نہین ہین جنکی نجات ما کلام ہو اوسکی تحقیقات برا ہے علاوہ
ازین اگر امام فخر الدین رازی نے تاویل کی تہی اور ہی صورت تبدیل تو کسواسطے آپنے عزم
فریب ہی کیا اور اصل عبارت اوسکی سی پہلو تہی بلاشبہہ یہ آپکی خرابی دیانت ہے بلکہ عین

اس فقرہ کی نسبت جو کچھ بالیاقت منقول ہوا یا ہر پادشاہ اسلام مین آئے اور اسکا جواب
مستحل پایا یہان اور کسی ہنگامہ مند نہین ہے پادشاہ اسلام سیاہ رو نہین ہے **قولہ** آئینہ رنگ
دین پر حباب بہار مرقوم ست الخ راجا دشرتھ نے راجچندر کو بن جانے کے لئے زنہار نہین کہا
بلکہ کیکئی کو ماتا شین کہا پس آپکا الزام ٹھیک نہین ہے اور مطابق روایت بن پرانے رامائن
بالیک نہین جھوٹ کا نام الزام نہ دہرئیے خوامخواہ موت حرام نہ مریئے کذا بکا سیا نہین ہوتا
پیشانگا نہین ~ دروغ و کذب سے انسان کامیاب نہو گل چراغ سے پیدا کبھی
گلاب نہو یہان تک بیان واقع ابراہیم ہے جس سے خاطر مخالفین دونیم ہے ہر چند طول
کلام ہے مگر مقبول انام ہے اگر مخالفین سے عیب کرینگے مخالفت علما متبحر لاریب کرینگے ~
دیگر بقول مقالہ مکن مخالف عیب نفس ورازئی غواص راہنر گیرند ~ ظلم موسی اور مذکور
ہے سوختن خانہ نمل و قتل قبطی مشہور ہے اس قبیل زبون یعنی کشت و خون مین خضر تمام انبیا سے
ممتاز ہے جسکی عرفان و ایقان پر مسلمانون کو ناز ہے اس خضر کے ہاتھ سے ایک مسلمان
کا نونہال نہ تیر ہوا البنا سر و عمر خضر بے سر ہوا ~ جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز نہ پھولتا پھلتا نہین ~
سبز ہوتی کھیت بھی دیکھا نہین شمشیر کا ~ طائفہ انبیا مین ایک داؤد ہے جسکا ظلم مشہور درمیان
اہل اسلام و یہود ہے بالاکل مرقوم ہوا ادنی و اعلی کو معلوم ہے اسکا مضمون خوشنما نہین ہے اور
پسندیدہ مضمون ہے لہذا ہم ذکر نہین کرتے اور حنا بستہ کو بلند ہونے کی فکر نہین ~ بستن
مضمون رنگین بار دیگر خوب ہے و رنگ نہ ہا کسے نبود حنا بستہ پا ~ اس داؤد کا سلیمان
نامی ایک پوت ہے جو کہ ظلم و ستم کا توت ہے چنانچہ حدیث و قرآن مین آیا ہے اور مفسرین کی زبان
مین سنا گیا ہے کہ ایک پوچا لیس اسپ پائی پیکر خدمت سلیمان مین حاضر ہوا اور سلیمان انکی
لطافت و خوبی پر ناظر اسی شغل مین سہ پہر سے شام ہوئی اور ترک نماز عصر کا م ناکام ہوئی
سلیمان نے اس بات سے گھوڑون پر غضب کیا اور سپاہ انکو ہلاک کیا یعنی شمشیر ستم میان سے نکالی اور
بیگناہون کی جان ابدان سے نکالی بیچارون کی ساق و گردن قطع کرنی شروع کی

معلوم ہوا کہ اونہون نے بہی قبول کیا کہ ابراہیم نے عدالت سے عدول کیا اگر وے ظلم ابراہیم
سے احتراز کرتے تو لاجرم گفتگو سے دراز کرتے چونکہ اونہون نے دم بند کیا اس سے ظاہر ہوا کہ
ہمارا اعتراض پسند کیا اب آپکو اختیار ہے خواہ یہہ جانین کہ ابراہیم نے بحکم خدا رسوائی ہاجرہ
کرائی خواہ یہہ مانین کہ برضا جوئی سارہ جا بہائی بیچارہ کٹوائی اگر سیاجی کو بجز سخن فہمی مین
عبور ہوتا اور نکتہ سنجی کا شعور تو ہم گوناگون نکات ترقیم کرتے اور اس کتاب کا نام نامۂ ابراہیم
دہرتے ؎ آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند * نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست
اب مولوی صاحب کو حوصلہ تمام ہے بہار گنجتک تالیا ہے **سوط الجبار** ابراہیم ہاجرہ را
نہ بپاس خاطر سارہ به بیابان نگذاشته آری بحکم الٰہی آنچنان کرده * آنچنانکه سری رامچندر
محض از راه جہالت باوجود ثبوت عصمت سیتا اورا در بیابان پرخطر انداخت چنانکه در اشومید
پرب مہابہارت نوشته * آنچنانکه درین مہابہارت مرقوم ست که راجه دشرتھ بپاس خاطر کیکئی
رامچندر را صحرا نوردی تجویز کرد **جواب** بلا تامل ابراہیم نے بپاس خاطر سارہ اپنے عزیزہ و عزیز
کو بیابان مین ڈالا اور یوسف انکشت کو چاه فقدان مین ڈالا خداے تعالیٰ ہرگز کسی پر ستم نکریگا
بیگناه کے سینہ پر اصلا سنگ الم نہ دہریگا اگر خدا ایسا کرتا تو دعوی عدالت کیا کرتا ظلم سارہ
خدا پر ڈالتے ہو سایہ چند ہمارے ڈالتے ہو یہہ آپکی نا انصافی ہے عدالت کی منافی ہے **قولہ**
نہ آنچنانکہ سری رامچندر الخ اشومید پرب مہابہارت مین اصلا ذکر رام نہین ہے بلکہ سیتا وغیرہ کا
نام نہین ہے یہہ آپکا اشومیدپرب بیانام ہے سحر آتی کی شام ہے جب تک مہابہارت کے اشومیدپرب
مین یہہ بات نہ دکہلاوگے مکافات دروغگوئی سے نجات نہ پاوگے جہوٹ بولنا بہت برا ہے جہوٹے
پر لعنت خدا ہے دروغگو کے لئے دنیا و آخرت مین عذاب ہوگا محمد علی و مترجم کا ایک حساب
ہوگا اگر یہہ جہوٹ مترجم نے بولا تو آپنے اوسکے فعلہ پر سوزہ کہولا اسواسطے دونون کو
برابر گوشمال ہوگا مترجم و مولوی جی کا ایک حال ہوگا اس جہوٹ پر نہ پہولئے گہوارۂ سیلہ
مین نہ جہولئے ؎ دروغ بر نہو نازان عجب خراب نہو ہرآمد فغ قلش سر آتے نہ

مغلوب غضب نا کارہ گری ہی اور ابراہیم کو اشارہ کہ ہاجرہ کو آوارہ کرے اور قتل اسمعیل تیز حاد
جبکہ سارہ عیارہ کے دل مین استعداد فتنہ و فساد تہا تو کب اوسکو سبق صلاح و سداد یاد تہا **قول**
ابراہیم از آن انکار کرد الخ یہہ محض غلط ہی کیونکہ ابراہیم دایما سارہ کی اطاعت کرتا تہا اور اوسکے
سامنے ہاجرہ بیچارہ کی شفاعت اوس سے ممکن تہا کہ خلاف حکم سارہ کرتا اور بدو اتباع ظالم
گذارہ **قولہ** آخر کار حکم الہی رسید الخ یہہ ہرگز حکم الہی نہیں ہی اور مقتضی عدالت نامتناہی نہین
کہ معصوم کو ذلیل و خوار کرائے اور آوارہ دشت و کوہسار نشاید کہ ابراہیم نے وحی کا بہانہ بنایا ہوئے
اور اپنی برائت کا ٹہکانہ لگایا ہووے تا لوگ جانین کہ وہ فرمانبردار سارہ ہے اور پرستار عیارہ
اگر یہہ حکم خداے محمدیہ کیطرف سے نازل ہوتا تو نظم قرآن مین داخل ہوتا بالیقین تو یہہ ہی کہ ابراہیم
نے ایسا نہین کہا فرمانبرداری سارہ کو حکم خدا نہین کہا شاہ عبد العزیز نے برائت ابراہیم
کے لئے بات بنائی ہی اور اپنے پیغمبر اولی العزم کی واہیات چہپائی ہی لیکن شاہ عبد العزیز نے
کار عقل نہین کیا اور مطالعہ کتاب عقل نہین کسواسطے کہ اگر حرکات ابراہیم بطرف الہی منسوب
ہونگی تو ذات نامتناہی معیوب ہوگی کہ سارہ نے خداے محمدیہ کو خرسند کیا اور اپنی رضا جوئی کا
پابند تب اوس نے ابراہیم سے اسمعیل پر شمشیر ستم چلوائی اور سارہ کے ہاتہ سے فرج ہاجرہ قلم
کرائی اگرچہ شاہ عبد العزیز مسلمانون مین ممتاز و مشہور ہوا مگر ابراہیم سے بہدت دراز
و دور ہوا ہے پس اوس نے کچہہ نہ جانا کہ ابراہیم نے اطاعت حکم رب العالمین کی اور خوشنودی سارہ
نہین کی **قولہ** معترض کہ دیگر واہیات دین قصہ الخ مسلمانون کا ہر ایک قصہ بے ثبوت ہی
اور قتل عصمت ہاروت و ماروت بے واہیات کی بنیاد ہی اور حضرت علی کی ایجاد معترض
یہہ بہتان نکہیے اور مخالفت حدیث و قرآن نہ کیجیو معترض اوجو کچہہ سنت و کتاب مین قابل
اعتراض پایا اوسی پر اعتراض جمایا ابراہیم نے ہاجرہ کے کان مین سوراخ کروایا اور اوسکا
اندام نہانی کتروایا یہہ بات آپکی امام مولف خلعت الہنود و ہدیۃ الاصنام نے بہی تسلیم کی ہی
اور زبان ترہیم دوہیم یعنی یہہ قصہ تحفۃ الاسلام سے نقل کیا اور جون و چرا کو دخل نہ دیا اس سے

اور خطاے یوسف کسواسطے قلم انداز کرگئے ہو کیونکہ جیسے فتح العزیز مین حال سارہ و ابراہیم موجود
ہے ویسے ہی ذکر خیر ہاروت و ماروت و یوسف و داؤد کا بھی بیان ہے وہی ماجرا ہے کہ اگر مضمون
تفسیر عزیزی ہماری حسب مدعا ہے تو افترا ہے اور اگر مولوی جی کی حسب مدعا ہے تو سزاوار اعتماد ہے مقصود
آنکہ میان محمد علی کو تفسیر عزیزی پر بھی اعتماد کلی نہین ہے اور اعتقاد کلی نہین **قوله** خلاصہ آنچہ
آنست الخ مولوی صاحب ذرہ برابر بھی سارہ سے خط نہین کی اسواسطے بجنسہ عبارت فتح العزیز مسطور
نہین کی نقل مطابق اصل مین ابراہیم و سارہ کی ذلت ہے یہ بھی اس خلاصہ کی علت ہے اگر بعینہ
وال مین ککا الا نہوتا اور مولوی جی نے شرابانت مین نمک ڈالا نہوتا تو حرف فاحش کا نقل مدعا کرنا
کسواسطے عبارت غیر مین تصرف بیجا کرتے اصل تو یہ ہے کہ مولوی جی سے امانت داری دشوار ہے
اور خیانت کاری اونکا شعار ہے اگر آپ بلفظہ مضمون تفسیر عزیزی تحریر کرتے تو ہم جابجا اونکو عالم مین
عصمت سارہ مشتہر کرتے چونکہ آپکے منشاء کاسدہ سارہ کی عیب پوشی کی اور گندم نمائی و
جو فروشی لہذا ہم بھی زیادہ تر توہین سارہ نہین کرتے بینائی محمد علی پر چین آشکارہ نہین
قوله ہاجرہ را با براہیم بخشید فقط یہان سے جانا جاتا ہے کہ ہاجرہ بہت شخصون کے پاس رہی تھی اور
آخر کار خدمت ابراہیم مین گئی تھی ابراہیم کے لئے بے نکاح مباح ہوئی تھی کب ترتیب بزم
نکاح ہوئی تھی حاصل آنکہ ہاجرہ بہت شخصون کی خولہ تھی اور ابراہیم کی مقبولہ یہ مسلمانون
کی دادی ہے اور مدینۂ اسلام کی آبادی **قوله** چون اسمعیل از بطن ہاجرہ متولد شد
فقط اس سے یہی مراد ہے کہ جد محمد کنیزک کی اولاد ہے پس محمد افضل انبیا بنی اسرائیل نہین ہے
کیونکہ شرفا پر اولاد پرستار زادہ کو تفضیل نہین ہے جس محمد کی شرافت پر مسلمانون کو اتنا غرور ہے
وہ کنیزک زادہ ابراہیم کا پوتا ہے **قوله** روزے ابراہیم اسمعیل را در کنار گرفتہ بود الخ بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ خود سارہ حاسدہ تھی اور اوسکی نیت فاسدہ اوسکو اپنی بات کا پاس نہین تھا
اور مخالفت قول و فعل کا ہراس نہین کہ خود باعث آل ابراہیم ہوئی اور خود دشمن عیال ابراہیم
قوله و از ابراہیم خواست کہ او را الخ اس قصہ سے واضح ہے کہ سارہ نہایت بے ادب تھی اور

لی کیا ضرورت ہے **قولہ** وانبا اظلوما آنست کہ معترض بر قرآن کا بند شدہ الخ معترض تو بات
بات میں قرآن و حدیث سے سند لاتا ہے اور ہم مخالفین میں کہ فرماتا ہے اگر ہمنے کہیں آپکی طرح
غلط ترجمہ بید کا کیا ہووے تو اول حوالہ دیجئے بعدہ گلہ کیجئے معلوم نہیں کہ معترض نے آپکے ساتھ کیا حرکت
ناکردنی کی ہے کہ ناحق اوس بیچارہ کو الزام دیتے ہو اور طرح طرح کے دشنام **قولہ** بلکہ داب
مناظرہ آنست کہ چنانکہ ما اقوال الخ خود ستائی نکیجئے اور داد بیحیائی نہ دیجئے خود فروشی سے
مے نوشی بہتر ہے اور اس مثل کو تھوڑی سی مہوتی بہتر ہے **ع** مے خوار و رند باش و لے خود نما مباش
ہے مے نوش و طریقت حق بہ ز خود فروش بہ مخالف اپنے تئین عالم عامل جانتا ہے اور فاضل و کامل
مانتا ہے حالانکہ پیرایہ علم و فضل سے عاری ہے اور غریق دریائے ناداری لہذا اوسکی ساری شیخی بیکار
ہے بلکہ باعث عار ہے **ع** زشت باشد دبیقی و دیبا کہ بود بر عروس نازیبا **قولہ** معترض اقرار
اعتبار ان کردہ الخ جھوٹ چند در چند نہ بولئے صراحی دروغگوئی سے بند نہ کہولئے یہ جھوٹ آپکو
بہت خراب کریگا بدنام و ہم انجام مسیلمہ کذاب کریگا کذب بڑا عیب ہے اور سب کا بانی لاریب ہے
ع چشم بینش کذب سے ہوتی ہے کور ، چشم کا گل چشم سے کہوتا ہے نور ؛ تمنے ہماری مستند
کتب سے ایک فقرہ بہی نقل نہیں کیا کسی جگہ وید و بہارت پر دخل نہیں کیا اگر ہماری کتابوں
میں آپنے کوئی عبارت لی ہووے اور اہل حق کو بشارت دی ہووے تو حوالہ دیجئے اتکہد باری وغیرہ کی
واہیات وید و بہارت نہیں ہے آپکو تمیز حق و باطل میں عبارت نہیں جو کچھ آپکی تحریر ہے وہ عین
تزویر ہے ہماری مستند کتابوں سے ایک کلمہ نہیں ہے واہیات اتکہد باری وغیرہ ترجمہ نہیں جیسے
کہ ہمنے اصل آیت و روایت سے رد اسلام کیا ہے اور اس امر میں جد و جہد تمام اگر اسیطرح آپ
بہی سند وید و بہارت ہی پر کفایت کرتے تو ہم کسواسطے آپکی شکایت کرتے اگر مخالف ترجمہ
صحیح رقم کرتا اور دست افراط و تفریط قلم تو بہی خالی از شناعت ہوتا اور لایق شماتت **قولہ**
اینچہ درین باب بر تفسیر فتح العزیز مرقوم ست فقط اگر آپ فتح العزیز کو قبول کرتے ہو تو شرح اوسکی
و صحبت بہشتی ہاروت و ماروت ہے کیونکہ عدول کرتے ہو اور ظلم داد دیتے ہو کسواسطے احتراز کرتے ہو

نکالیے اور ہو سکے تو جواب الجواب پر جان لڑائیے **قولہ** در بیضاوی و کشاف الخ فرض کیا ہم
نے کہ مطالب مذکورہ بیضاوی وغیرہ مفسرین ذی ترقیم نہین تو مگر یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ اونہون نے
تسلیم نہین کی کیونکہ ہزارہا باتین ہین کہ ان مفسرون کے نزدیک داخل دین ہین مگر انکی تفاسیر مین شامل
نہین ہین مثلاً احادیث بخاری و مسلم بیضاوی وغیرہ مفسرین کے عقیدہ مین بالکل معتبر ہین بلکہ
بعض امور مین قرآن سے بھی بڑہکر ہین حالانکہ اشخاص مذکور کی کتابون مین اول سے آخر تک
اصلاً مذکور نہین ہین اور موقوف تفسیر بیضاوی و کشاف و کبیر و نیشاپوری نہین پس موافق کلیہ آپکے
ہم کہہ سکتے ہین کہ بخاری و مسلم کے اکثر مضامین و مطالب افترای عظیم ہین اور مانند ابکار افکار
محمد علی عقیم ہین علاوہ اسکے جسوقت کوئی مضمون آپکی موافق ان تفسیرون سے برآتا ہی اوسوقت
آپکو یہہ مجموعہ معتبر نظر آتا ہی اور جسوقت کوئی مضمون ہمارے مطلب کا نکل آتا ہی اوسوقت اس مجموعہ
کا خاصہ بدل جاتا ہے یعنی بے اعتبار ہوتا ہے اور مانند اوراق خزان قابل نار جیسا کہ ہمنے حلہ ہند مین
لکھا تہا کہ تفسیر کشاف کے ایک مقام سے ظاہر ہی کہ محمد سے جبرئیل بزرگ تر ہی اوسکے جواب مین یہہ قول
محمد علی ہی کہ صاحب کشاف معتزلی ہی ہمارے علما کا معتزلہ سے خلاف مشہور ہی اور شیعہ موافقت بر
سنگ فتوی ہے غرض کہ میانجی کے نزدیک ان تفسیرون کا معتبر ہونا اور غیر معتبر ہونا یکسان ہی
ایک کو دوسرے پر ترجیح کہان ہے پہر معتزلہ قایل دیدار خدا نہین ہین اور اس مسئلہ مین شیعون سے
جدا نہین اگر آپکا کشاف پر دار و مدار ہوگا تو دیدار الہی سے انکار ناچار ہوگا پہر صاحب
کشاف شفاعت انبیا کا قایل نہین ہی اور اوسکی رائے مین عدالت الہی لا طایل نہین پہر
صاحب کشاف کا عقیدہ ہی کہ نیکی خدا کیطرف سے ہی اور بدی نفس دون سے پہر صاحب کشاف کہتا ہی
کہ مرتکب کبیرہ نہ انسان و جن ہے اور نہ کافر و مومن اسیطرح معتزلہ کے صدہا مسائل ہین کہ اہل
سنت کے حق مین زہر ہلاہل ہین پس جو کوئی تفسیر کشاف پر یقین کریگا وہ ملت سنت و
جماعت کو پیوند زمین کریگا عجب معاملہ ہی کہ میانجی کبھی کے مقابلہ مین ہرگز جد و جہد نہین کرتے
جب تلک سنیون کا رد نہین کرتے اگر آپکی تحریر و تقریر کی یہی صورت ہی تو ہمکو رد اسلام

ہے مدعی چہوٹا تفصیل اسکی سنت وکتاب مین ہے اور رد حشو اعتقاد و فتنۃ الاحباب مین ہے بیان
واقع مین ہماری کوئی غرض نہین ہے انکار اوس سے خالی از علت و غرض نہین سیاجی کو چاہیے
کہ علاج مزاج سقیم کرائین اور ظلم خلیل تسلیم فرمائین ۵ بنے غرض یابی چو حرف گفت بدر
منہ چہ حاجت مسواک کہ باشد دہان پاک ۵ مولوی جی کی عقل پر کیا پتہر پڑے کہ اپنے بزرگون
کے کلام مین شک کرتے ہین اور لوح دل سے کلمۂ حق حک **سوط الجبار** این افترائیست عظیم
در بیضاوی و کشاف و تفسیر کبیر و نیشاپوری و دیگر تفاسیر معتبرہ آنچہ نوشتہ اصلا مذکور نیست و اب
مناظرین نہ این ست کہ معترض برآن کاربند شدہ بلکہ ماینبغی طرز آنست کہ چنانکہ اقوال پیشوایان
ہنود را از ہمان کتب ہنود کہ معترض اقرار اعتبار آن کردہ نقل میکنیم آنچہ درین باب در تفسیر فتح العزیز
مرقوم ست خلاصۂ آن این ست کہ ہاجرہ کنیز سارہ بود سارہ را چون آرزوی حصول اولاد
ابراہیم در دل جا گرفت ہاجرہ را با براہیم بخشید و چون اسمعیل از بطن ہاجرہ متولد شد روزے
ابراہیم اسمعیل را در کنار گرفتہ بود کہ سارہ را خوش نیامد و از ابراہیم خواست کہ او را و مادرش را
در جائے بگذرد کہ نہ زرع و آب باشد بہ سازد ابراہیم ازان انکار کردہ و بگفتۂ وے عمل نکرد تا آخر کار حکم
الہی رسید کہ ہاجرہ و اسمعیل مادرین چنین موضع باید رسانید ابراہیم آن ہر دو را بحکم الہی در مکہ
رسانیدہ دعا فرمود معترض کہ دیگر واہیات درین قصہ از طرف خود افزودہ سراسر افترا است و
دروغ **جواب** جو کچہ ہمنے اپنی کتاب مین ترقیم کیا ہے وہ بیان اصل حال ابراہیم کیا ہے
اگر مولوی جی اوسکا نام افترا دہرینگے تو ہم اونکو بہت رسوا کرینگے مخالف کی عادت ہے کہ اپنے بزرگون
کو مفتری کہتا ہے اور اونکو دیتے بیہودہ دری رہتا ابراہیم نے سارہ کو گستاخ کیا اور سارہ نے
ہاجرہ کے کان مین سوراخ کیا ہاجرہ بے ستر کی اور سارہ کی نہایت بہانی کی تو ابراہیم نے اسمعیل ہاجرہ کو
گہر سے بے قصور نکالا اور بیابان مین دہر دیا یہ تمام حال تفسیر زاہدی مطبوعہ لکہنؤ آبادی و
مواہب علیہ وغیرہ مین منقول ہے اور سچے مسلمانون کے نزدیک معمول ہے آپ ہی نا سمجہ تو بسا ہین اور اسمعیل
اسلام پر تیار ہین مگر کرین اعتبار کرتا ہے ہر شخص را بار کرتا ہے اب اپنے فقرات کا جواب پر کان

اس پر اتہام ہی اور باسدیو اسکا نام ہے تو آپ اس لائق نہین کہ بحث ویسی کرین اور بزرگان
ہنود کی عیب بینی باوجودیکہ آپکو اہل دانش کی صحبت بہتر ین تہی پہر بہی غباوت نہین گئی صحبت
کی اوسی جگہہ تاثیر ہے کہ جہان استعداد ہی اور لیاقت خداداد ہو باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ٭ مہربان من جن پر آپکا اتہام ہے اونکا بسدیو نام ہے
البتہ سری کرشن کا نام باسدیو ہے جو کہ دین و دنیا کا خدا ہے جسکے ہیم سے جن و ملک عربو کرتی
ہین اور جسکی ہیبت سے دیو و فرشتے ترک مکر و ریو بہرحال یہ آپکا افترائے عظیم ہی بلکہ برتر از کذب
ابراہیم ہی بسدیو دیوکی نے کنس کے سامنے ہرگز خلاف واقع کلام نہین کیا آپنے ناحق اپنا نام
سرمیل مفترین کیا اگر آپ مفترین نہین ہین اور سرمایۂ مدبری نہین تو کتب ہنود سے سند لا اور اپنی
برائت مین کد فرمایئے ورگرنہ او تعالی اول آپکا نام کذاب ہریگا بعدہ حساب کریگا اوس وقت آپکی
دروغ پردازی کا گل کہلیگا سوا خار خار سرزنش کیا ملیگا ہو نہو دروغ سے جز سوزش جگر
حاصل ٭ سوا دود نہ آئے گل چراغ سے بوء **قولہ** تعجب این ست کہ این غریب دروغ را الخ
یہہ بہی محض بے بنیاد ہی بلکہ سراسر بہتان ہے آپ نے صدق و راستی کا خون کیا اوسکے اتہین ملعون
کیا آج تک کسی ہندو کے دماغ مین یہہ خیال خام نہین سمایا اور کسی نے آپکی طرح وہ اتہام نہین
بجایا میاںجی ہر زمان جنگ تہمت طرازی نہ کیجیے اور آہنگ افترا پردازی نہ کیجیے خلاصہ مقام اور حاصل
کلام آنکہ یہہ راگنی نہ تال کی نہ سُر کی ہی ایجاد محمد علی لڑکی ہی یہان تک عبید اللہ کا وہ قول کہ انبیا
کبہی جہوٹ نہین بولتے مردود ہوا اور انکار مولوی محمد علی بے سود اب عبید اللہ کے قول آیندہ کا
رد قلمبند کرتا ہون اور تحصیلدار بلائی کا دم بند **قولہ** کسی پر ظلم کرین فقط اس قول کی یہی
معنی ہین کہ انبیا ستمگر نہین ہین اور یکیلئے باعث عذر نہین مگر یہہ محض غلط ہی کہ ظلم انبیا مشہور ارض و
سما ہے ظلم آدم اوپر بیان کر چکا ہون اب تفصیل ستم ابراہیم منظور ہے جیسے کہ ابراہیم جہوٹون کا بادشاہ تہا ویسے
ہی ظالمون کا پشت و پناہ تہا چنانچہ ہاجرہ پر اوس نے شمشیر ستم چلائی یعنی سارہ کے ہاتھ سے اوسکی
جا بجا خاص ظلم کرائی پہر ابراہیم نے عدل و عقل کا طریق چہوڑا اور اسمٰعیل و ہاجرہ کو صحرائے لق و دق میں

بایدلفت کہ این کلمات ابراہیم محمول بر حسن نیت و عدم مضرت دیگرے و محتمل صدق ست یا
گفتار شری کرشن و نیز دروغگوئی باسدیو و دیوکی بابابہ کنس بر انگاد خبر خشنود اکہ این دختر از بطن
ہشتم دیوکی متولد شدہ است شہرہ ہندست و عجب این ست کہ این فریب و دروغ را ہنود در
ستایش و مدح باسدیو دیوکی بادرت مے نے میسر آیند **جواب** خدا دیر ہوئی کہ مولوی صاحب
دروغ ابراہیم کو دروغ کہتے ہیں اب تو کہنے لگے دم بدم آپکا قول و فعل اور اور ہے اور لائق غور
ہے ھ ازین پیش ابودی بجائے دگر ہ کنون بیکنی عزم سوئے دگر ہ **قولہ** باکذب شری کرشن کی
الخ اس جھوٹ کا آپ جواب پاچکے اور ندامت بیحساب اوٹھا چکے جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے اور
دروغگو سچا نہیں تحصیلدار سرکار دولتمدار شہریار اگر جھوٹ بولیگا او شربت میں زہر گھولیگا تو سزاے
اعمال پائیگا اور قرار واقعی گوشمال کہائیگا اسواسطے آپکو خورشید روئی چاہیئے اور صبح صادق کی
مانند راست گوئی ھ بگیتی بباید خورشید روئی ہ چو صبح دو مین کن راست گوئی ہ **قولہ**
کہ این کلمات ابراہیم محمول بر حسن نیت و عدم مضرت دیگرے و محتمل صدق ست فقط دین مجوس کے
ساتھ تمسک کرنا حسن نیت نہیں ہے اور آتش پرستی کی اصلا اصلیت نہیں جو کوئی دین حق سے انحراف
کریگا وہی حیثیت کلمات ابراہیم پر اعتراف کریگا البتہ جو بد کو بہن کہنے سے ابراہیم کی رسوائی
تھی وہ دوسرے کو لے گیا بڑائی تھی کیونکہ ابراہیم ہی بہن سے ہمبستر ہوا اور ابراہیم ہی عرق ندامت سے
تر ہوا دوسرے مسلمان کا نقصان نہیں ہے زید کی رسوائی سے بکر پشیمان نہیں ہم بہت دلایل سے
ثابت کر چکے کہ ابراہیم نے سارہ کو حقیقی بہن انکار کیا اور اپنے تئین گبرون سے متقرن قرار دیا
پس قول ابراہیم قطعًا صدق پر محمول نہیں ہے اور اصلا مقبول ارباب عقل نہیں **قولہ** یا
گفتار شری کرشن فقط شری کرشن نے کبھی دروغگوئی نہیں کی بلکہ ہمیشہ کاذب پر نفرین کی ہے کیونکہ
خوف خدا نہیں ہے کہ شری کرشن پر اتہام کرتے ہو اور حق سے اختصام اگر جھوٹ بولنا ثواب
ہوتا تو کسواسطے لقب ہبلہ کا کذاب ہوتا ھ ملی ہے کذب سے توقیر کسکو ہ گل خر زہر سے
حاصل نہو بو **قولہ** و نیز دروغگوئی باسدیو دیوکی بابابہ کنس الخ جبکہ ہمکو یہہ بہی خبر نہیں ہے کہ تمہارا

نثار کیا اور اپنے کو اوسکی خواہر حقیقی آشکار کیونکہ خواہر دینی کہنا بنفا یہ وہ بات تہی خواہر حقیقی
کہنے مین اوسکی نجات تہی کہ شاید بادشاہ اپنے دین کے مسئلہ پر غور کرے اور سارہ کی رہائی
فی الفور کیونکہ دین مجوس مین خواہر حقیقی بہائی کے لئے مخصوص ہو چنانچہ شفا ہر حق مین منصوص
ہے بلکہ اعبارۃ یہ اعتراض کیا ہے علماء نے کہ کیون نہ کہا ابراہیم نے کہ یہہ بی بی میری ہو حالانکہ
بی بی کو اوسکے میان کے ہاتھہ سے کم لیا کرتے ہین اور یہہ ہی ہے کہ ظالم کہان پاک رکہتا
ہے بی بی ہو یا بہن لیلیتا ہے اسکا جواب یہہ ہو کہ اوس ظالم کی عادت یہہ ہی تہی کہ بی بی کو
میان سے لے لیتا تہا نہ بہن کو اور وہ مجوسی بہی تہا اور دین مجوسی مین اگر بہن ہو تو اوسکا
بہائی احق و اولی ہے ساتھہ اوسکے بہ نسبت غیر کے بس چاہا ابراہیم نے کہ تمسک کرے ساتھہ
دین اوس ظالم کے باوجود اسکے اوسنے رعایت اپنے دین و عادت کی نہ کی اور قصد کیا
اوسکے لینے کا انتہی علاوہ اسکے آپکی عبارت مین لفظ معانی کیا تنے ہے اور بصیغہ جمع
کسو واسطے ہے شاید کہ کذب ابراہیم کے بہت معانی ہین مثل توجیہات قرآنی ہین لفظ مضمر سے
یا صفت معانی سے یہہ ہی بات جانی جاتی ہے کہ وے معانی بعیدہ ہین اور دیدۂ فہم و فراست سے
پوشیدہ **قولہ** بالغرض درین مقام اگر ابراہیم دروغ ہم میگفت موافق اصول ممہدۂ بالا
روا بود فقط اب مولوی صاحب راستی پر آئے اور اپنے کئے ہوئے سے پچہتائے آپکی یہہ ہی مثل
ہے اور اسی پر عمل ہے **ع** آنچہ دانا کند کند نادان ۔ لیک بعد از قبول رسوائی ؎
اگر اول ہی آپ ابراہیم کو جہوٹون مین شامل کرتے اور مدینۂ کذب کا عامل تو کسو واسطے
اسقدر طول کلام ہوتا اور ابراہیم رسوا ہے خاص و عام آیندہ کو جہوٹی بات پر اصرار نکیجئے اور
برعکس قرآن و حدیث گفتار یہہ بحث و مباحثہ اوسیوقت رونق پائیگا کہ دل مین احقاق
حق سمائیگا جب تک کہ مد نظر ابطال باطل نہوگا مدعا حاصل نہوگا اب مولوی صاحب عقل و
دانش کو سلام کرتے ہین اور ارادۂ الزام **سوط الجبار** پر توریہ ابراہیم و سارہ را
بالکذب تعبیر کردن کہ برائے گرفتن اسپ ما بجہور الدین گفتند سوازنہ باید کرد و از روئے انصاف

لیتا کہ سبب اوسکی ناموس تہا پس بلاشبہ ابراہیم نے شق دوم اختیار کیا اور سارہ کو ابھی خواہر کہی
ہمہ دار کہ بادشاہ اپنے دین پر خیال کرے اور ابراہیم کا رنج و ملال یہی وجہ ابراہیم کی نجات
کے لئے مناسب تہی اور بادشاہ کی اسکات کے لئے واجب ابراہیم کو شعور نہ تہا کہ آپ اپنی
موت کی تدبیر کرتا اور سارہ کو دشمن کے ہاتھ میں اسیر ہیں سخن تراشی میاں جی خلاف مدعای
ابراہیم ہے بلکہ غلطی عظیم ہے ہر ایک کام میں مشورہ عقل واجب ہے بعدہ دخل مناسب ہے اسواسطے
ایک من علم را دہ من عقل می باید مثل مشہور ہے اور کتب فلاسفہ مین مذکور ہے اگر میاں محمد علی گلشن حکماء
علماء سے تحمل نصیحت حقیقی کرتے تو کسواسطے کارگاہ ہرزہ درائی مین گلیم فضیحت بنتے **قولہ** حق تعالی
ترا از دست آن ظالم محفوظ خواہد داشت اقول اگر ابراہیم کے نزدیک خدا کی کچھ حقیقت ہوتی تو کسواسطے
تعلیم دروغ کی حاجت ہوتی اس کار ناکارہ سے یعنی تعلیم سارہ سے یہہ ہی معلوم ہوا کہ ابراہیم
کو حق تعالی پر اطمینان نہ تہا اور سوائے دروغ اوسکی راہ مین کوئی نگہبان نہ تہا اگر ابراہیم کا
خدا پر تکیہ ہوتا تو کس لئے اسقدر قضیہ ہوتا یہان سے یہہ ہی جانا گیا کہ وہ قائل تدبیر تہا اور منکر
تقدیر اسواسطے یہہ دونون فقرے بخاری و مسلم مین نہین ہین ساختہ میاں جی کوتاہ بین ہین یا
سو ہین ہو سنے ہین اور تواریخ محمدیہ چہنے ہین اصل یہہ ہے کہ در باطن میاں جی تواریخ محمدیہ کا
اعتماد کرتے ہین بلکہ بات بات مین اوس سے استمداد کرتے ہین بظاہر کہتے ہین کہ تواریخ محمدیہ
معتمد نہین ہے اور قابل سند نہین ہم مولوی جی کی عادت طفلی اور خصلت سفلی سے خبردار ہین
اور قدیم الایام سے محرم اسرار مگر لب پر نہین لاتے زبان نہین ہلاتے ؏ راز عالم ہے برنگ
بوی گل دل مین نہان * بیک مثل غنچہ گل بند ہے مراد ہان * **قولہ** ناموس ما ہم ضایع
نخواہد کرد اقول اگر بادشاہ اول ابراہیم کو قتل کرتا اور بعدہ سارہ سے وہ فعل تو زندگی سے مایوسی
تہی نہ جلسے بے ناموسی کیونکہ شریعت اسلام مین بعد مرگ واسطے زوجیت چہوٹ جاتا ہے
اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے **قولہ** چنانچہ سارہ مطابق ہدایت ابراہیم اخت ابراہیم کہ بایداوگان
آن ظالم جا نمود و بسبب جانی مضرہ دروغ نبود فقط بلاشبہ سارہ نے تعلیم ابراہیم پر گوہر صدق

مانند پیدا ہہاے سبع ہوئین پس اسی عورتون کو وہ کیا کرتا شاید کہ ہمسری خاتم الانبیا کی تا قطع
نظر ازین بادشاہ مذکور صرف مسافرون کی عورات لیتا تہا یا اپنی رعیت کی بہی زوجات لیتا
تہا بر تقدیر اول وہ ہفت اقلیم ہمیشہ معمور ہوتا ابراہیم کو اوسکے حال سے وقوف ضرور ہوتا پس کسواسطے
اوسکے ملک مین جاتا اور کسواسطے ناحق اپنے لئے بلا مین پہنساتا اگر ابراہیم نزدیدہ ودانستہ اپنی تئیر
آوارہ کیا تو کار ناکارہ کیا بر تقدیر دوم ملک تباہ ہوتا کیونکہ انتظام رعیت وسپاہ ہوتا سلطنت
مین زوال آتا اور شیشہ دولت مین بال آتا سپاہ و رعیت اپنی راہ لیتی اور دوسرے بادشاہ کی
پناہ لیتی ظالم اکیلا ہوتا کون آقا اور کون چیلا ہوتا **قولہ** اگر شوہرش با دمے بود اور سرگشت
الخ برادر وغیرہ وارث سے کسواسطے روگردانی کرتا تہا اور شوہر بیچارہ کی کسواسطے تلف زندگانی
کرتا تہا ترجیح شوہر بیان کیجئے ورنہ اس فقرہ کو بہتان جان لیجئے اگر آپ ترجیح بلا مرجح سے خبردار
ہوتے تو جناب پر اس کلام سراسر اتہام کے جوہر نمودار ہوتے لہذا آپ کی بات بے اعتبار ہے
اور مثل تار عنکبوت ناپائدار علاوہ اسکے امیر یا فقیر ہووے برنا یا پیر ہووے ہر ایک کو اپنے کام سے
کام ہے اور اپنے آرام سے آرام دوسرے کی مخالفت مین کیا سود ہے گناہ بے لذت مین کیا بہبود
ہے اگر بادشاہ اپنی عادت سے مجبور ہوتا اور نشہ شہوت مین چور تو عورات خوشرو سے صحبت کرتا
کسواسطے گناہ بے لذت کرتا قطع نظر ازین آپکا یہ قول قابل اطمینان نہین ہے کہ روایت اصحاح
و آیت قرآن نہین ہے آپ تو صرف قرآن و حدیث پر اعتبار کرتے تھے اور تواریخ و تفاسیر مجید
کو فی النار آپ ہی کا قول آپکے اسکات کے لئے کافی ہے اور عہد شکنی جناب کے اثبات کے لئے
وافی **قولہ** کہ باعتبار دین برادر تو ہستم الخ ابراہیم نے جو سارا کو بہن بتلایا اور سارہ نے
جو ابراہیم کو بہائی بنایا تو اس سے غرض انکی یہ تہی کہ بادشاہ اخوت اسلامی و دینی سمجہے
یا مراد یہ تہی کہ اخوت حقیقی و عینی سمجہے شق اول خلاف مقصود ابراہیم و سارہ ہے اور محض فعل
ناکارہ کیونکہ ابراہیم کی خواہر دینی پر تصرف کرنا شریعت بادشاہ کے خلاف نہین تہا اور
وعدہ از انقضا نہین کسواسطے کہ بادشاہ مجتہد دین مجوس تہا لہذا اوسکے نزدیک اپنی خواہر

و سارا تہا تو جواب یہہ ہے کہ وجہ الارض بمعنی روے زمین ہے جسمین تخصیص کسی جگہ کی نہین ہے کریں
(تفسیر علی وجہ الارض سورہ عیسی وغیرہ) سے کے یہی معنی ہین کہ روے زمین پر میرے اور تیرے سوائے
کوئی مسلمان نہین ہے اور کہین ایمان کا نشان نہین حالانکہ یہہ خلاف قرآن ہے جیسے مسلمانون کا
ایمان ہے کیونکہ سورۂ عنکبوت مین مرقوم ہے کہ جسوقت ابراہیم نے آتش نمرود سے امان پایا
لوط اونپر ایمان لایا چنانچہ فامن لہ لوط وقال انی مہاجر الی ربی یعنی پس ایمان لایا واسطے اوسکو
لوط اور کہا تحقیق مین وطن چھوڑنیوالا ہون طرف رب اپنے کے فقط اکثر مفسرین و مورخین کا یہی
قول ہے کہ لوط ہمراہ ابراہیم و سارہ سفر کرتا تہا اور محنت و مشقت مین عمر بسر کرتا تہا غرضکہ حضرت عیسی
جو مسلم ہے مسلمانون کا اعتقاد ہے اونکی خوب ستھرا ہے کہ قرآن سے بہرہ نہین رکھتے اور مقابلہ کیونکر کا رہے
نہین اب مولوی محمد علی ابراہیم کا تیسرا دروغ تسلیم کرتے ہین مگر تعلیم کذب سارہ مین ترمیم کرتے ہین
سوط الجبار ہر گاہ ابراہیم در مصر رفت اتفاقاً آنجا بادشاہ جبار بود کہ ہر زن خوشرو را
بجبر میگرفت اگر شوہرش با وے بود او را میکشت و اگر برادر یا دیگرے از اقربا می بود او را میگذاشت
لہذا ابراہیم با سارہ گفت کہ اگر پیادگان آن جبار برای آوردن تو بیایند و از حال من پرسند
بگو کہ برادرم ست کہ باعتبار دین برادر تو ہستم حق تعالی ترا از دست آن ظالم محفوظ خواہد داشت
و ناموس مرا ہم ضایع نخواہد کرد چنانچہ سارہ مطابق ارشاد ابراہیم عمل فرمود پس معلوم شد کہ
سارہ مطابق ہدایت ابراہیم اخوت ابراہیم کہ با پیادگان آن ظالم وا نمود ہمچنان بجانی مغفرہ دروغ
نبود و بالفرض درین مقام اگر ابراہیم دروغ ہم میگفت موافق اصول مہدہ بالا روا بود **جواب**
چونکہ مولوی صاحب نے دروغ سوم ابراہیم مین کچھ عذر و حیلہ نہین کیا اس سے معلوم ہوا کہ آپ
نے کذب ابراہیم پر یقین کیا **ع** عصمت در انبار کہ این ہم غنیمت ست ہ اگر یہ طرح سماجتہ قایم
رہا تو آپ حق و باطل کو جدا کرینگے اور اپنے کئے ہوئے سے خدا خدا کرینگے اب اپنے فقرہ فقرہ
کا جواب گوش کیجئے . ورنہ تراب ہوش بجے **قولہ** عادتش چنان بود کہ ہر زن خوشرو را بجبر میگرفت
فقط اگر وہ ہر عورت حسین بجبر لیتا اور زن تر سا کو بر لیتا تو اوسکے ہزار ہا عورت جمع ہوتین

گیا اوس ظالم کو کہ اجگہہ ایک مرد ہے اوسکے ساتھ ایک عورت ہے حسن وجمال مین بہترین لوگون
سے ہے پس اوس نے کوئی آدمی ابراہیم کی طرف روانہ کیا پس گیا ابراہیم نزدیک اوسکے پس سوال
کیا اوسنے ابراہیم سے کہ کون ہے تیری یہہ عورت کہا ابراہیم نے یہہ بہن میری ہے پس آیا ابراہیم
سارہ کے پاس پس کہا سارہ کو لئے کہ اگر یہہ ظالم جانیگا کہ تو بی بی میری ہے تو مجہہ سے تجکو زبردستی
چہین لیگا پس اگر تجہہ سے دریافت کرے تو یہہ ہی خبر دینا کہ تو بہن میری ہے اسلام مین اور یہہ بات
ہے کہ نہین ہے روے زمین پر کوئی مسلمان سوا میرے اور تیرے فقط یہہ حدیث اسی امر مین متمد
ہے کہ ابراہیم کو دروغگوئی مین بڑا کد ہے ورنہ واجب ابطال ہے کہ غلط گوئی بخاری مسلم پیدا
ہے مثلاً **قولہما اختی فی الاسلام** فقط غلط محض ہے کیونکہ دینی بہن کہنے سے مطلب براہیم حاصل
نتہا اور لوح دل سے نقش خوف وبیم زایل نتہا ابراہیم کی دینی بہن سے بادشاہ کو کب
اعتراض تہا البتہ حقیقی بہن سے اعراض تہا کیونکہ کسی کی سگی بہن چہینا خلاف دین بادشاہ
تہا کہ وہ مجوسی بلا اشتباہ تہا شریعت مجوس مین یہہ ہی پند ہے کہ خواہر برادر حقیقی کی نکاح بندے
برادر حقیقی کے ہوتے کوئی بہن کا خواستگار نہین تہا اور کسی کے ساتھ اوسکا عقد بستہ اور نہین
بنا برین ابراہیم نے خدا کی خدائی مین تشکک کیا اور دین مجوس مین تمسک کہ بادشاہ اپنے
دین کے مسئلہ پر دہیان کرے اور ابراہیم کی مشکل آسان سارہ کی رہائی کرے اور ابراہیم کی
عقدہ کشائی یہہ توحید ابراہیم کا امتحان ہے جو مسلمانون کا پیرستان ہے **قولہما لیس علی**
وجہ الارض مومن غیری وغیرک فقط یہہ بھی غلط محض ہے کیونکہ اوسوقت لوط بہی مسلمان تہا
بلکہ پیغمبر حق سبحان تہا قرآن مین سورہ عنکبوت ہے اسمین غلط گوئی بخاری مسلم کا ثبوت ہے
اگر یہہ محدث سورہ عنکبوت پڑہے تو کیونکر امر خلاف قرآن گڑہتے یا ان محدثون کو سورہ مذکور
ازبر نہین تہی اور اوسکی تفسیر سے خبر نہین یہا اپنے بخاری مسلم کی کیت ہتہ ادا تنکار ہیں یہ
سُنیون کو بڑا افتخار ہے ان محدثون سے ہمارے وقت کے نداف ولو رباف بہتر ہین کہ انکو
اکثر سورہ قرآن ازبر ہین اگر کوئی کہے کہ جبان یہہ ماجرا گذرا تہا وہان کون مومن سوا ابراہیم

مین ایک فصل ترتیب ہو چکی اس کتاب کے اوراق بالا پر نظر کیجیے اور اپنی کور مولوی جی تم تیرا جو
کیا تو تم متعلق نہین ہے کہ جواب دندان شکن پاتے ہو اور پھر سخن بناتے ہو آخر کتاب مین بھی ایک فصل
ترتیب دینگے مسلمانون کو تکذیب بخاری و مسلم کی ترغیب دینگے یہان تک ابراہیم کے تین جھوٹ ماضی ما
مخاطبین ہیں اور مولوی محمد علی کے ساتھ عدد تین ہوئے اب یہ تیسرے جھوٹ کا بیان کرتا ہون اور
حواس خمسہ مسلمان پریشان جبکہ جلائے نمرود سے ابراہیم کو فکر ہوئی تو جبہ ملک مصر ہوئی پس سارہ
کو ساتھ لیا ماہ پارہ کے ہاتھوں مین ہاتھ دیا دونون خچر پر سوار ہوئے اور آوارہ ہامون کوہسار ہو کر
مصر مین داخل ہوئے اور بوقلمونی روزگار سے غافل کہتے ہین کہ سارہ بہت حسین تھی رشک لعبت
چین تھی وہان شہرت حسن سارہ دوبالا ہوئی گوش زد اون دل ملی ہوئی بادشاہ عاشق زار ہوا
تیر مژگان سے دل فگار ہوا حضار مجلس کو حکم دیا کہ سارہ کو حاضر دربار کرو اور رودادل بیمار جبکہ
بادشاہی لوگ ابراہیم و سارہ کے پاس آئے یہ دونون بے قیاس گھبرائے اول ابراہیم دنگا
بادشاہ مین داخل ہوا اور بادشاہ اوس سے سائل کہ یہ عورت تیری کیا لگتی ہے ابراہیم نے
کہا کہ خواہر میری ہے، بادشاہ نے ابراہیم کو آزاد کیا اور سارہ کو یاد کیا ابراہیم نے سارہ کو راہ
حیلہ جوئی دکھلائی اور دروغگوئی سکھلائی کہ جسوقت بادشاہ تجھ سے دریافت کرے کہ تیرا اور
ابراہیم کا رشتہ کیا ہے تو یہی کہنا کہ ابراہیم میرا بھائی ہے سارہ نے ہدایت ابراہیم پر عمل کیا الغرض
رشتہ زوجیت کو اخوت سے بدل دیا یعنی جب بادشاہ نے سارہ سے پوچھا کہ ابراہیم تیرا کیا لگتا ہے
سارہ نے کہا کہ بھائی ہے یہان حدیث مسلم و بخاری کی سند کافی ہے جسکی کچھ عبارت ختم ہوئی اور کچھ
باقی ہے چنانچہ (وقال بینا ہو ذات یوم وسارة اذ اتی علی جبار من الجبابرة فقیل له ان ہہنا
رجلا معه امراة من احسن الناس فارسل الیه فسأله عنها من ہذه قال اختی فاتی سارة فقال لها
ان ہذا الجبار ان یعلم انک امراتی یغلبنی علیک فان سالک فاخبریه انک اختی فانک اختی فی الاسلام
لیس علی وجه الارض مومن غیری و غیرک یعنی فرمایا محمد صاحب نے درمیان بیان قصہ کے جھوٹ
ابراہیم کے کہ ناگہان آیا ابراہیم ساتھ سارہ کے نزدیک ایک ظالم کے ظالمون مین سے پس کہا

نازل ہے جو کچھ کہ تمنے ابراہیم کے حق مین لکہا وہ عین ثواب ہے اور موافق سنت و کتاب جو کچھ آپ
نے کرشن اور باون کی شان مین رقم کیا وہ سر بسر غلط ہے اور لایق سے ہے بند ھ سن غلط ہرگز
نگوییم آنچہ بود مر باسا ۔ تو خود امروز آنچہ گوئی بشنو و فردا غلط ۔ **قولہ** علی ہذا القیاس فقط تقیس ع
تقیس علیہ کا بیان کیجئے اور اپنی استعداد کا اعلان اگر آپنے آفتاب دانش سے نور اقتباس کیا ہے
تو فرمائیے کس چیز کو کس چیز پر قیاس کیا ہے تف ہے آپکے وہم و خیال پر اور قیل و قال پر کہ بار بار
مدو روشن پر دانت باز کرتے ہو اور قصہ دم بازی آغاز **قولہ** سب حکایات کو ہم غلط کہہ سکتے
ہین فقط آپکی تو کیا اصل ہے اگر خود محمد علی گور سے نکل آئینگے اور دستار علم و فضل افلاطون و ارسطو
سے بدل آئینگے تو بہت ندامت اوٹھاینگے اور طوق ملامت کہائینگے اپنا ہاتھ قلم کرینگے اور بنام کرشن
فتحنامہ رقم کرینگے کس کی مجال ہے کہ اہل حق کی کسی بات کو غلط کہہ سکے اور عزت و آبرو کسی غلط
رہکو **قولہ** اگر ہم ایسا کہین تو ہر آئینہ قول ہمارا گنجائش رکہتا ہے فقط مولوی صاحب کی عمر خود
ستائی مین تمام ہوگئی اور پہر نہ ۔ رائی مین صبح سے شام ہوگی ھ صبح ہوگی شام
ہوگی ۔ عمر یون ہی تمام ہوگی ۔ چونکہ نادانون اور مسلمانون نے سورۃ البحار پر گوہر تنا
نثار کئے ہین اور صلہ مین درہم و دینار دئے ہین مولوی جی پیراہن مین پہولے نہین سماتے ہین اور اپنی
اصل کو بہولتے ہین اپنی کتاب کو ثانی جانتے ہین سراب کو پانی مانتے ہین مگر یہہ اونکی نادانی
ہے اور حماقت کی نشانی ہے ھ شعر ۔ چہ خوش گفتار خویش ۔ تحسین نادان و پندار خویش
قولہ چونکہ کوئی کتاب ہنود کی بسند مرفوع متصل مروی نہین ہے فقط یہہ کس خر کا کلام ہے
اور مرفوع متصل کس جانور کا نام ہے اگر مرفوع متصل کوئی چیز ہے اور بخاری و مسلم کی تجویز ہے تو بہی
اوسکی کچھہ اصل نہین ہے کہ مسلمانون کے پاس دو تین سو برس کے راویون کے صدق بیان و
درستی ایمان کی کوئی دلیل نہین ہے پس بیچارہ مرفوع متصل کو دوسری روایات پر ہرگز تفضیل نہین ہے
تشریح اسکی کئی بار ہو چکی اور ہو ویگی مسلمانی زار زار رو چکی اور رو ویگی **قولہ** اور صحابہ بات
تو بلحاظ رواۃ کے ذی اصل محض ہے فقط آپکی اس دعوی کی مدلل تکذیب ہو چکی بلکہ اس بحث

کرو گی اپنی خطا پر آپ اعتراف کروگی **قوله** ہم بھی کہہ سکتے ہیں اے ہم تمہارے لئے عجیب رہنا ہی سرا ہے اور اور
کچھ کہنا خطا کیونکہ سیتا ابراہیم و سارہ کی طرح جھوٹی نہیں تھی اور اوس نے راہ راستی جھوٹی تھی
پس وہ کسواسطے جل مرتی اور کیونکر اوس پر آگ عمل کرتی بالیقین جھوٹے کو آگ جلائیگی اور اپنا
جوہر دکھلائیگی جو کوئی راہ حق پر چلتے ہیں اوس پر عناصر کے پر چلتے ہیں جو کوئی رستگار ہیں
وے کامگار ہیں جو کوئی گنہگار ہیں وے ذلیل و خوار ہیں **قوله** کرشن جس نے صد بار تہ جھوٹ
بولا الخ اب میاںجی بالضرور ہمیں ہوئے اور خجل ہوتے ہیں اگر جھوٹ بولنا بہتر ہوتا تو کسواسطے
بدنامی کا ٹوکرا آپکے سر پر ہوتا کرشن نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا آپنے کبھی راستی کے
ساتھ کلام نہیں کیا س ہ عمر گذری کی نہ حال راستی ۔ تو گوئی میں بسر کی زندگی ہے جیسے
کہ آپنے کذب بشرک براہیم آیت و حدیث سے مدلل کیا اور اپنا دعوی بشہادت قرآن و حدیث
مکمل اسیطرح اگر آپ بھی عبارت وید و بہارت داخل کتاب کرتے تو کسواسطے اپنے تئیں ہمنام
مسیلمہ کذاب کرتے شری کرشن کا خلاف شریعت کبھی عمل نہیں ہوا لہذا اوسکے ہاتھ سے کنس ہشت
سالگی میں مقتول بیقین ہوا یہ معجزہ کرشن مہاراج کا ہے ورنہ پہلوان رومین تن کے سامنے طفل
شیر خوارہ کی کیا طاقت تھا ہے اگر آپ ترجمین کاذب کی تصدیق نکرتے تو ہم آپکی تحقیق نکرتے
غرض آنکہ آپنے حدیث و قرآن پر بخوبی دھیان کیا اور دروغ ابراہیم بوجہ احسن بیان کیا آپ
نے وید و بہارت سے روگردانی کی اور داد دروغ بیانی دی پس ہماری اور آپکی بات میں تفاوت
بسیار ہے اور عداوت آشکار س ہ خیال حق بسرم در سرت سر سودا ۔ بہ بین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا ۔ **قوله** باون اوتار نے جو بار ادہ الخ اول بار جو کلمہ ارادہ ہے وہ محض زیادہ ہے مولوی صاحب
بار بار اغلاط فاضل لاتے ہیں اور اپنے تئیں سودائیوں میں داخل فرماتے ہیں علاوہ اسکے فقرہ مذاہین
اور بھی غلطی ہے جو بادنی تامل جانی جاتی ہے ہم بحث لفظی کو طول دیتے نہیں ہے اور آپکو زیادہ شرمندہ کرنا
نہیں جیسے آپنے شری کرشن پر اتہام کیا ویسے ہی باون اوتار کے حق میں جھوٹا طول کلام کیا وہ دروغگوئی
آپکی سرشت میں ہے تعوذ باللہ ابلیس بہشت میں ہے دروغگو کے لئے کیا کمال ہے سوا اسکے کہ آیت لعنت

ترجمہ کرلیے اور میر حسن دیا اون فرماتے ہے اگر میاں جی اتنے پر بھی شری کرشن پر اتہام کرینگے تو سچ
حیا و شرم کی تمام کرینگے **شعر** ستمگران چون دیدہ شرم و حیا برہم زنند ٭ تہمت آلودگی
بر دامن پاکم زنند ٭ **قولہ** از اساب بالغ سوط الجبار مین کئی جگہ لفظ اساب بالف رقم کیا ہے اور ہر
جگہہ املا اوسکا وہم پر مبنی لکہا ہے کیونکہ اس لفظ کے آخر ہاے مختفی ہے اور وہ حالت جمع
مین قایم نہین رہتی ہے پس اسابہا چاہئے آپکے لئے ذرا فہم و ذکا چاہئے جبکہ مولوی صاحب
کا املا ہی نادرست ہے تو تقریر کب حجت ہے **شعر** تو جو سمجہا ہے وہ سرتا پا غلط ٭ خود غلط
انشا غلط املا غلط ٭ بحث نقلی لا یعنی ہے کہ سد راہ معانی ہے **شعر** بلے معنی گیر و صورت
ناخوش ست ٭ صلح کل خوشتر کدورت ناخوش ست ٭ اب میاں جی حصہ سوم سوط الجبار
مین اوتارون پر اتہام کرتے ہین اور نام محمود علی کو بدنام ٭ **سوط الجبار** رسالہ جی جو
قصہ نمرود کو غلط بتاتے ہین یہ اقوال اونکے سب واہیات ہین اگر ایسا ہی ہے تو ہم بھی کہہ
سکتے ہین کہ سیتا فی النار ہوئی اور جل مری کرشن جس نے صد ہا مرتبہ جہوٹ بولا اور
فسق و فجور مین مبتلا رہا ممکن نہ تہا کہ کنس کو مار ڈالتا بلکہ وہ خود کنس کے ہاتہہ سے مارا گیا
باون اوتار نے جو بارادہ فریب و دغا کے ارادہ جلاوطنی راجا بل کا کیا تہا بل کے ہاتہہ سے
مارا گیا اور کچہہ اوس سے خرق عادت ظاہر نہین ہوئی علی ہذا القیاس سب حکایات کو ہم غلط
کہہ سکتے ہین اور اگر ہم ایسا کہین تو ہمارا قول ہر آئینہ گنجائش رکہتا ہے کیونکہ کوئی کتاب ہنود
کی بسند مرفوع متصل مروی نہین ہے اور مہابہارت تو بلحاظ حال رواۃ کے بے اصل محض
ہے **جواب** بلا شبہہ قصہ نمرود کا کچہہ ثبوت نہین ہے اور مسلمانون کے پاس کوئی
دلیل غیر مسکوت نہین ہے بلکہ اوسکی ابطال مین دلائل بسیار ہین اور رسائل تیار جس وقت
تم بہی اوس قصہ پر نظر انصاف ڈالوگے غلطیان صد ہا نکالوگے اب ہم طبیعت حق طویت کر
تحقیق مسالہ مین لگاتے ہین اور آپکی انکار انکار کر آپ خجالت مین مبتلا ہین **قولہ**
اگر ایسا ہی ہر فقط بالضرور ایسا ہی ہے لو آپکے بزرگون کی خطا کا مجبوری تم اعتراف

سلاح تن کر کہولو اور سواریون سے نیچے اتر کر یہی اصل تدبیر اس ہتھیار کی قدرت ہے جو
کوئی برہماستر سے جنگ جدل کریگا وہ اپنے شین نغایۂ مذنگ اجل کریگا جو کوئی اوسکے سامنے
بے ہتیار ہوگا وہ کامگار ہوگا سب شری کرشن کے حکم پر کاربند ہوئے انجمل اسیطے
برومند شری کرشن نے یہہ حکم ہرگز نہین دیا کہ لباس تذلل وخواری دربر کرو اور خضوع و
خشوع آگ کے آگے سر دہرو اب اصل عبارت مہابہارت حوالۂ کلک گہربار کرتا ہون اور ترجمہ
کاذب کو تشبیہ کاذب سے وقت تک کامیاب ہے کہ آفتاب راستی در حجاب ہے بود آن
زمان تاب صبح دروغ ہو کہ از صبح صادق نباشد فروغ ۔

एवंब्रुवति कौंतेये द्रोणाहिस्त्वरितस्ततः निवार्य सै
न्यं बाहुभ्यामिदं वचनमब्रवीत् ॥१॥ शीघ्रन्यस्यत शस्
त्राणि वाहेभ्यश्चावरोहत एष योगोत्र विहितः प्र
तिषेधे महात्मना ॥२॥ द्विपाश्वस्यंदनेभ्यश्च क्षितिं
सर्वेऽवरोहत एवमेतन्न वो हन्यादस्त्रं भूमौ निरायुधा
न् ॥३॥ यथा यथाहि युध्यंते योधाह्यस्त्रमिदं प्रति
तथा तथा भवंत्येते कौरवा बलवत्तराः ॥४॥ निक्षे
प्स्यंति च शस्त्राणि वाहनेभ्योवरुह्य ये तान्नेतद
स्त्रं संग्रामे निहनिष्यति मानवान् ॥५॥ ये त्वेतत्प्र
तियोत्स्यंति मनसापीह केचन निहनिष्यति तान्स
र्वान् रसातलगतानपि ॥६॥ ते वचस्तस्य तच्छ्रुत्वा
वासुदेवस्य भारत ईषुः सर्वे समुत्स्रष्टुं मनोभिः
करणेन च ॥७॥

یہہ مہابہارت کی عبارت ہے اور اوسکا ترجمہ بعبارت کی شرارت ہے اب دل چاہتا ہے جس سے

وادہ نیابت الخ محض غلط ہے کیونکہ اگر ابراہیم کو عنایت پروردگار پر اعتبار ہوتا تو کسواسطے
خوف بادشاہ جابر ہوتا ہرگز دروغگوئی گوارا نکرتا اور سارہ کو بطرف کذب شناسا نکرتا ایکجگہ
اور منوپرستی سے انحراف کیا اور خلاف انصاف تو معلوم ہوا کہ وہ بندۂ تدبیر تہا نہ تابع تقدیر
قولہ از کمال معرفت بدعہد سیدہ بود فقط اگر ابراہیم معرفت خدا مین کمال رکہتا تو
کسواسطے گفتگو مجازی مین اشتغال رکہتا اس سے واضح ہوا کہ ابراہیم پیرایہ معرفت سے عاری
تہا اور ستارہ پرستی و شرک مین ہفت ہزاری **قولہ** کہ عناصر بحکم رب العزت تابع او شدہ بودند
الخ اگر عناصر اطاعت ابراہیم کرتے اور قدم خلیل پر سر تسلیم و مہر تو نمرود کیونکر اوسکو گرفتار
کرتا اور کیونکر نفی النار کرتا کسواسطے بادشاہ مصر داد ابراہیم نہین دیتا اور کسواسطے اوسکی جورو
چہین لیتا کیونکہ بادشاہون کی بہی عناصر سے سرشت ہے خواہ خوب ہے خواہ زشت ہے
بر تقدیریکہ عناصر ابراہیم کے تابع ہوتے تو ضمائر انس و جان بجانب خلیل راجع ہوتی کل
عالم مین ایک دین ہوتا اور نبوت ابراہیم پر سبکو یقین ہوتا کیونکہ تمام دنیا کی عناصر ہی سے
بنیا ہے اور سارے جہان کی اصل خاک و آب و آتش و باد ہے جس شخص پر یہ حقیقت معروف و آشکار
ہے اوسکی رائے مین پانچوان آکاش ہے چونکہ مسلمان واقف کار نہین ہین لہذا نگاہ
اسرار نہین **قولہ** تا آنکہ مطابق قول مہابہارت و رون پر سب ہرگاہ آتشے الخ مہابہارت
مین یہ کہین نہین ہے اور جہوٹے کی بات کا کسی کو یقین نہین ہے یہ مطلب ہمکو مہابہارت اصلی مین
دکہلائیے ورنہ اپنی لعنت پر صد اتہام لگوائیے اسکے سوا دروغگوئی کسی کا دین نہین ہے اور
کوئی مستحق آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہین جو کوئی جہوٹ بولتا ہے وہ اپنے [illegible]
کی قلعی کہولتا ہے آیندہ کو اوسکی بات کا اعتبار نہین رہتا اور اوسکے قول پر کسی امر کا دار و مدار
نہین **ص** خوبی آدمی دروغ نہین * شمع تصویر کو فروغ نہین * اشتو تہا ملنے جو
نشانہ کیا تہا اور پانڈون کو تیر آتشی کا نشانہ کیا تہا اوسکا ذکر درون پرب کے ادہیا کے
صدر و نہم مین اسطرح ہے کہ جسوقت وہ تیر پانڈون کو نظر آیا تو سری کرشن نے فرمایا کہ

اور راہ نیافت و چون از کمال معرفت بدرجہ رسیدہ بود کہ عناصر بحکم رب العزت تابع او
شدہ بودند از آن آتش عظیم آزارے بر جسد مبارک وی نرسیدہ شا نچنانکہ مطابق قول
مباہات مے بودن پس ہرگاہ آتش از تیر اشو تہا مانیا گردیدہ تشری گزشتن اند دفع آن بہ
لابہ پیش آتش آمدند و پانڈوان را امر نمودند کہ وزرا بہ باغ خود آمدہ و لباس شاہی را
از تن برکشیدہ لباس تذلل و خواری در بر کردہ بخشوع و خضوع تمام بآتش توجہ کردہ سر
پیش او نہند پانڈوان مطابق ہدایت تشری گزشتن بجا آوردند **جواب** میان محمد علی نے
میدان مباحثہ سے فرار کیا اور بیابان بیحیائی مین قرار لیا مگر بقول **سعدی** ہر کہ دست
از جان بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید یہ بہی بیحیا ہے پہر کہ یہ ہی کہتے ہین کہ ابراہیم شرک ستارہ
پرستی سے بری ہے اور سزاوار نبوت و پیغمبری فی الحقیقت ابراہیم نے اسقدر ستارہ پرستی و بت
پرستی کی بیخ و بن ڈالی کہ حقیقت معرفت و خدا شناسی روئی کی طرح تو م ڈالی چنانچہ اسکی
کیفیت بالاحوال قلمبند ہوئی اور واضح راے انسان و جن ہوئی اب ہمارا قلم تو ہر قسم
مولوی صاحب کی انکار افکار پر دست اندازی کرتا ہے نہین نہین ایک ایک کر لئے تجویز خلعت
سرفرازی کرتا ہے **قولہ** چون کفار عہد او آتش عظیم برافروختن و افروختن فقط او آتش
عظیم نہین تہی اور لایق سوختن ابراہیم نہین بلکہ کمتر از شرر تہی پس کیونکہ جا خوف و خطر
تہی اسیواسطے ادنی جانور اسکے پاس جا سکتا تہا اور اسکو پہونک بجہا سکتا تہا
چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہے کہ جب ابراہیم کو آگ مین ڈالا تہا تو سب جانور آگ کو بجہاتے
تہے لیکن گہرگہٹ پہونک پہونک بہڑکاتا تہا سواسطے اس بدذات کے قتل مین ثواب ہے
فقط اگر وہ آتش عظیم ہوتی تو حر یا غیرہ حشرات کو اوسکے پاس جانے سے بیم ہوتی حالانکہ کل
جانور اوسکے گرد جمع تہے مثل پروانہ شمع کے علاوہ اسکے ہر ایک بجہاتا تہا ایک گرگہٹ بہڑکاتا
تہا پس ابراہیم اسقدر آگ سے کسواسطے خوف کرتا اور کیونکہ ڈرتا بس اس مین ابراہیم کے
لئے نہ کچہہ کرامت تہی نہ کوئی علامت **قولہ** املا از آن باعتماد بیہودہ کار خود بلکے بر دل

मुपास्ते द्वितीयवान्ह भवति नास्माद्गणश्छिद्यते
॥११॥ सहोवाच गार्ग्यो य एवायं छायामयः पुरुष
एतमेवाहं ब्रह्मोपास इति सहोवाचाजातशत्रुर्मा
मैतस्मिन्संवदिष्ठा मृत्युरिति वा अहमेतमुपास
इति स य एतमेवमुपास्ते सर्वं हैवास्मिंल्लोक आयु
रेति नैनं पुरा कालान्मृत्युरागच्छति ॥१२॥ सहोवाच
गार्ग्यो य एवायमात्मनि पुरुष एतमेवाहं ब्रह्मोपा
स इति सहोवाचाजातशत्रुर्मा मैतस्मिन्संवदि
ष्ठा आत्मन्वीति वा अहमेतमुपास इति स य एत
मेवमुपास्ते आत्मन्वी ह भवत्यात्मन्विनी हास्य प्रजा
भवति स ह तूष्णीमास गार्ग्यः ॥१३॥ सहोवाचाजात
शत्रुरेतावन्नू इत्येतावद्धीति नैतावता विदितं
भवतीति सहोवाच गार्ग्य उप त्वा यानीति ॥१४॥

دل چاہے جس سے ترجمہ گوش کیجیے اور دل چاہے جس شے سے گوش پہنچے یہان تک
یہ باتین یقین سے اور قول مفسرین و محدثین سے ثابت ہوا کہ ابراہیم تادم آخر خدا کی خدائی
مین شریک کرتا رہا اور سلسلۂ شرک کی تحریک پس یقین نہین ہوتا کہ آگ اوسکے تابع
ہوئی ... نمرود ضایع منصب ابراہیم خلیل ہوا اور لقب مبارک خلیل مشرک پر اجرم
شنودش رحمت ہوگی کب بارش رحمت ہوگی اب مولوی محمد علی عبارت ابراہیم کا سا
کرتے ہین اور تہری کوشش پر بہتان صبح آکر شو ہاتے ہین اور ملک خطا کو جاتے ہین
سوط الجبار ابراہیم این چنین خطا معرفت خدا شناس ست کہ چون کفار عبد
و آتش عظیم برائے سوختن او افروختند اصلا اذان باعتماد پروردگار خود باکے در دل

सहोवाचाजातशत्रुर्म्मामैतस्मिन्संवदिष्ठा विषा
सहिरिति वाअहमेतमुपासइति सयएतमेवमुपा
स्ते विषासहिर्हभवति विषासहिर्हास्यप्रजाभव
ति॥७॥सहोवाचगार्ग्यो यएवायमप्सुपुरुषए
तमेवाहंब्रह्मोपासइतिसहोवाचाजातशत्रुर्म्मा
मैतस्मिन्संवदिष्ठाः प्रतिरूपइतिवाअहमेतमुपास
इतिसयएतमेवमुपास्ते प्रतिरूपꣳहैवैनमुपग
च्छति नाप्रतिरूपमथोप्रतिरूपोऽस्माज्जायते॥८॥
सहोवाचगार्ग्यो यएवायमादर्शे पुरुषएतमेवाहं
ब्रह्मोपासइतिसहोवाचाजातशत्रुर्म्मामैतस्मि
न्संवदिष्ठारोचिष्णुरितिवाअहमेतमुपासइतिसय
एतमेवमुपास्तेरोचिष्णुर्हभवतिरोचिष्णुर्हास्यप्रजा
भवत्यथोयैःसन्निगच्छतिसर्वांस्तानतिरोचते॥
९॥सहोवाचगार्ग्योयएवायंयन्तंपश्चाच्छब्दोऽनू
देत्येतमेवाहंब्रह्मोपासइतिसहोवाचाजातशत्रुर्म्मा
मैतस्मिन्संवदिष्ठाअसुरितिवाअहमेतमुपासइ
तिसयएतमेवमुपास्तेसर्वꣳहैवास्मिँल्लोकआयुरेति
नैनंपुराकालात्प्राणोजहाति॥१०॥सहोवाचगार्ग्यो
यएवायंदिक्षुपुरुषएतमेवाहंब्रह्मोपासइति
सहोवाचाजातशत्रुर्म्मामैतस्मिन्संवदिष्ठाद्वितीयो
ऽनपगइतिवाअहमेतमुपासइतिसयएतमेव

ऽदिष्ठा ऽअतिष्ठाः सर्वेषां भूतानां मूर्द्धा राजेति वा ऽअहमे
तमुपास इति स य एतमेवमुपास्तेऽतिष्ठाः सर्वेषां भूता
नां मूर्द्धा राजा भवति ॥ २ ॥ स होवाच गार्ग्यो य एवासौ
चंद्रे पुरुष एतमेवाहं ब्रह्मोपास इति स होवाचाजात
शत्रुर्मा मैतस्मिन्संवदिष्ठा बृहत्पाण्डरवासाः सोमो
राजेति वा ऽअहमेतमुपास इति स य एतमेवमुपास्तेऽह
रहः सुतः प्रसुतो भवति नास्यान्नं क्षीयते ॥ ३ ॥ स होवा
च गार्ग्यो य एवासौ विद्युति पुरुष एतमेवाहं ब्रह्मो
पास इति स होवाचाजातशत्रुर्मा मैतस्मिन्संवदिष्ठा
स्तेजस्वीति वा ऽअहमेतमुपास इति स य एतमेवमुपा
स्ते तेजस्वी ह भवति तेजस्विनी हास्य प्रजा भवति ॥ ४ ॥
स होवाच गार्ग्यो य एवायमाकाशे पुरुष एतमेवाहं
ब्रह्मोपास इति स होवाचाजातशत्रुर्मा मैतस्मिन्संव
दिष्ठाः पूर्णमप्रवर्त्तीति वा ऽअहमेतमुपास इति स य
एतमेवमुपास्ते पूर्यते प्रजया पशुभिर्नास्यास्माल्लो
कात्प्रजोद्वर्त्तते ॥ ५ ॥ स होवाच गार्ग्यो य एवायं वायौ
पुरुष एतमेवाहं ब्रह्मोपास इति स होवाचाजातश
त्रुर्मा मैतस्मिन्संवदिष्ठा इन्द्रो वैकुंठोऽपराजिता से
नेति वा ऽअहमेतमुपास इति स य एतमेवमुपास्ते जि
[illegible] भवत्यन्यतस्त्यजायी ॥ ६ ॥ स होवाच
[illegible] रुष एतमेवाहं ब्रह्मोपास इति

وہ کا باعث نہیں لغت سنسکرت میں لفظ درپت جسکی معنی متکبر مغرور کیا ہے یہاں بطور صفت گرگ
ہے برہدارنہ اپنشد میں بالاکی کو کہیں شریر نہیں کہا آپ نے فرق آسمان و زمین نہیں کیا
پس مطالب الکہدناری سے روگردانی کیجیے اور دست و اِستمداد اپنشدات میں جان فشانی
شرم نہیں آتی کہ ہم تو بجنسہ آیات قرآنی ایراد کرتے ہیں اور آپ وہی عوض الکہدناری
کی کہانی یاد کرتے ہیں ہمارے نزدیک وہ قرآن سے بڑھکر نہیں ہے اور مؤلف اوسکا حضرت
عثمان سے کمتر نہیں برہدارنہ اپنشد کی جس آیت کا ترجمہ لکھہ پرکاش میں آیا ہے اور سر لکھا ہے
وہ اس طور پر ہے۔

हप्र वलाकि: हानुचा नो गार्ग्य आस सहो वाचा जानश
तुं काश्यं ब्रह्म ते ब्रवाणीति-

یعنی بالاکی گرگ گوتری متکبر تیز گفتار نے اجات شترو کاشی کے راجا سے کہا کہ میں تیرے سامنے
برہم کی تفصیل کرتا ہوں فقط بالاکی نے اجرام فلکیہ کو خدا اقرار نہیں دیا اور برعکس حقیقت
گفتہ نہیں کیا یہہ آپکی غلط کاری ہے یا تقلید الکہدناری بالاکی نے اجات شترو راجا کے
روبرو مظاہر دوازدہ گانہ کی تفسیر کی اور راجا نے ہر بار یہی تعریف کی کہ یہہ تو میں بہی جانتا ہوں
اور اسطرح ہی مانتا ہوں بعد بیان کرنے بارہویں مظہر کے بالاکی خاموش ہوا اور سارا
جوش وخروش فراموش ہوا تب اجات شترو بولا اسیقدر نہیں ہے بالاکی نے کہا اسیقدر
بالیقین ہے اجات شترو نے جواب دیا کہ اتنے ہی سے تحقیق عرفان نہیں ہوتا اور برہم بھی گیان
نہیں فقط اسی سے یہہ ہی لازم آتا ہے کہ بالاکی نے جو کچھہ مظاہر کے باب میں بیان کیا اجات
شترو نے دہی تسلیم بدل وجان کیا مگر انجام کار یہہ کہا کہ اتنا ہی پر اتمام نہیں ہو بلکہ اوسکی
انتہا نہیں ہے اس مقام کی اصل عبارت تفصیلوار سنئے اور گوش [illegible] سے مثل اسرار سمجھئے

सहो वाच गार्ग्यो य एवासा वादित्ये पुरुष एतमेवाहं
ब्रह्मोपास इति सहोवाचाजानशत्रुर्मा मैतस्मिन्संव

داشتی به موسی و فرعون کردند آشتی یعنی جبکہ کلام و قدم خلاف محدود و مقید حدوث
و جہل ہوا اپنے ہاتھ سے اپنا سر پھوڑنا سہل ہوا اب کل موسی و فرعون پر آ گرا اور سارا
جنگ بہم پہنچا کر خود بخود لڑنے لگا آپ اپنی عزت و آبرو کو دیے پڑنے لگا جس وقت اس کشاکش
سے رہائی پائیگا بہ سر یکتائی و تنہائی آئیگا یہ سب محمدی کی تعریف ہے اور تفسیر مثنوی کا ترجمہ
ہے شاید کہ آپ ذاتی تکرہ وہ مضمون اقتباس کیا ہے اور کتاب قدس کو اسی پر قیاس
کیا ہے کہ سارا ان کو اندھے کو ہراہی ہر اسو جھتا ہے اور سمجھنے کو سمجھا آپکو مضمون خصوص
یاد آیا وہ ہی بجالائے وگ سمجھا دینے شد ایراد فرمایا اب ترجمہ عبارت فصوص مثنوی اور گردن
دبے تنزیہ نزدیک ارباب حقیقت عین تحدید و تقیید ست پس کسیکہ تنزیہ میکند حق تعالیٰ
را یا جاہل ست یا سوء ادب نمودہ و مومن ہرگاہ تنزیہ کند و اکتفا بہ تنزیہ نماید پس او سوء
ادب نمودہ و خدا و رسول را در و غگو دانستہ و او گمان میکند کہ او را چیزے از معرفت حاصل
شدہ حال اینکہ او را ہیچ حاصل نشدہ و او بمنزلہ شخصے ست کہ ایمان آورد بہ بعض کتاب
و کافر شود بہ بعض کتاب و گفتہ است کہ خدا غایب از فہم ہر کس مگر از فہم کسے کہ عالم باشد بہویت
خدا و ہویت خدا و اند عبادات این رباعی نوشتہ **رباعی** فان قلت بالتنزیہ
کنت مقیدا و ان قلت بالتشبیہ کنت محدودا و ان قلت بالامرین کنت مسددا و کنت
اماما فی المعارف سیدا پس اگر قائل شوی بہ تنزیہ خواہی شد قید کنندہ و اگر قائل
شوی بہ تشبیہ خواہی شد محدود کنندہ و اگر قائل شوی بہر دو امر خواہی شد راست گو
خواہی شد امام در معارف و سید انتہی **قولہ** در بیت کہ آنرا در دید بلفظ کہ گفتیم تعبیر کردہ
اند چہ قسم عارف بود کہ اکثرے از اجرام فلکیہ خدا قرار دادہ الخ در بیت کسی شخص کا نام
نہین ہے آپکو عقل سے کام نہین جس شخص سے راجہ اجات شترو کی گفتگو ہوئی تھی اوسکا
نام بلاکی ہے اور باقی آپکی جالاکی ہے ترہات اکبر بادری پر آپکا مادہ مدار ہے جو کہ مانند
قرآن شما پایان ماند و سرمایہ ماہر آپکو وید سے اصلا نسبت نہین ہے اور بطرف فہم

योयः प्रणवः ससर्वव्यापीयःसर्वव्यापीसोनन्तोयोन
न्तस्तत्तारंयत्तारंतच्छुक्लंयच्छुक्लंतत्सूक्ष्मंयत्सूक्ष्मंतद्वै
द्युतंयद्वैद्युतंतत्परंब्रह्मयत्परंब्रह्मस एकोयएकः
सरुद्रोयोरुद्रःसईशानोयईशानः सभगवान्महे
श्वरः॥अथकस्मादुच्यतेओंकारोयस्मादुच्चार्यमाण
एव प्राणानूर्द्ध्वमुत्क्रामयतितस्मादुच्यतेओंकारः॥अथ
कस्मादुच्यतेप्रणवःयस्मादुच्चार्यमाण एव ऋग्यजु
सामाथर्वांगिरसंब्रह्मब्राह्मणेभ्यःप्रणामयतिनाम
यति चतस्मादुच्यतेप्रणवः

غرضکہ اوپنشد مین پرماتما کو قیست مطلق کہین نہین لکہا ہے جیسے کہ قران مین خدا کو احق کہین
نہین کہا ہے یہ علیق محال بالمحال ہے نہ موجب سخ و ملال ہے قطع نظر ازین پرنو اوم کا
مرادف ہے پس اوسکو نیم ماترا کے اوم کہنا محاورہ کے مخالف ہے کیونکہ جس صورت مین پرنو
خود اوم ہے تو وہ نیم ماترا سے اوم نہین ہو سکتا ہے کہ خود سوم کلاسے سوم نہین ہو سکتا اوم
مین دو واو نیم ماترا آشکار ہین اور اوسکے نام اکار اوکار مکار ہین مفہوم پرنو اور اوم کا ایک
ہے چنانچہ خود خویش کا ایک علم ہے اگر مولوی صاحب الکہ بہاری وغیرہ کو مزخرفات کا
بہروسا نکرتے اپنے تئین رسوا نکرتے اپنے ہاتہون اپنی کم فہمی نہ لگاتے اپنے سر پر آپ بلا نہ
بلاتے ؎ چو بخت بد کسے را پیش آید ۔ کند کارے کہ کردن را نشاید ۔ قولہ ونیز در جوگ
سجا اینکہ بیگوید کہ ست و سج و تم یہ تینون صفتین اوسکو ہر وقت شل رہی کی جکڑے رہتی ہین
الخ اوپنشد جوگ سجا مین یہ مضمون زنہار نہین ہے اور الکہ بہاری وغیرہ کی ترہات کا
اعتبار نہین البتہ مثنوی شریف مین مرقوم ہے جو کہ تصنیف مولوی روم ہے ابیات
چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ۔ موسیٔ با موسیٔ در جنگ شد ۔ چون بہ بیرنگی رسی کان

اختلاف ہے تحسین تقلید آپکو مثال انسان ہین جیسکے غیر الشبیہ ہو مخاصمین تحسین ہین شید ہو
ہین بلکہ کہین نہین پایہ ہین قطع نظر اوسکے اونپشد اتہربن سرمین کہین نہین ہے
ساختہ مخالف تہین یا مترجم بیدین ہی اگر آپکو ننگ و ناموس دین و سرو کار ہوتا تو کسو طرح قول
مترجمین پروا روادار ہوتا سو ننگ و ناموس کا پاس ہے نہ کسی بات کا کہہ نہ
وسواس ہے اگر آپ اپنے قول مین سچے ہین تو مضمون مذکور اونپشد اتہربن سرمین نکالکر
دکہلایئے اور اسی پر ختم بحث و مباحثہ ٹہرلیجیے اگر آپ عذر عدم دستیابی اصل کتاب
کہینگے تو ہم اونپشد مذکور خدمت مبارک مین روانہ محتاب کرینگے شان الہی ہی کہ حضرات
اپنی ساختہ عبارات کا نام اونپشد و وید دہرتے ہین اور تحقیر حکم جاوید کرتے ہین ہم اونکو
ہمیشہ آیات قرآن و روایات سرور سلام سناتے ہین اونکے عوض مین دشنام کہاتے ہین
اگر اسیکا بحث و مباحثہ نام ہے تو آفتاب مین محمد برلب بام ہے ہرزہ درائی سی بس کیجیے
اور عبارات مصنوعی واپس لیجیے کون سنتا ہی کہانی تیری اگر یار غلط کیون نکل گئی
تو لیجیے ہم تنکا ہوا نا غلط اب اجلاد قرآن و الکہد باری کا بہتان یکجا لنا کیجیے اور جلد تر
فی النار ہمارے نزدیک دونون برابر ہین بلکہ گوزشتر و بانگ خر سماسر ہین ہم اسرار وید
خوب جانتے ہین جیسا کہ چاہیے عشاق رموز محبوب پہچانتے ہین سے بہر نظر سہرین جلوہ
میکند لیکن کس آن کرشمہ نہ بیند کہ من ہمی نگرم البتہ اتہربن سر اونپشد مین ذکر پرنو آیا ہے
شاید کہ مترجم نے اوسی کو معنی مین وہو کہا گیا ہی اسواسطے وہ عبارت زیب قرطاس کرتا
ہون اور خدمت مبارک مین التماس کہ جس کلمہ کا آپنے ترجمہ لکہا ہی اوسکی تعیین کیجیے اور
مجہسے پرنو ہین۔

हृदिस्था देवता: सर्वा हृदि प्राणा प्रतिष्ठिता: हृदि
त्वमसि यो नित्यं तिस्रो मात्रा: परस्तु स: तस्योत्तरत: शि
रो दक्षिणत: पादौ य उत्तरत: स ओंकार: य ओंकार: स प्रण

آپ اپنے دعوی مین صادق ہین تو اصل عبارت اوپنشد داخل کتاب بیجو اور لی انصاف
جواب باصواب لیجیے اگر آپکا نہ کم علم [illegible] شک نہین ہے اور رسائی جناب اوپنشدات
تک نہین تو کسی عالم سنسکرت کو لائیے اور از اول تا آخر مجموعہ شبرکہ دکھلائیے کہ تعداد آباد ہین
نقل اوپنشد ہین سو تعفیہ موجود ہین جن سے شلوک بہ بناو پر حقود ہین مگر ایک التماس ہے کہ امکان
مطالعہ کتب قدس بر مکان راجا جیکرشن داس بہادر ہے پاس کہے وہ ذات بابرکات مسلمات
کرامت ہے کہ بدولت اوسکی مراد آباد مخزن جواہر وید شاستر ہے شرم نہین آتی کہ ہم اصل آیات
سو آیات نقل کرتے ہین اور آپ عبارات اردو کا نام اوپنشد دہرتے ہین اگر اسیکا بحث و مباحثہ
نام ہے تو سیاجی کو ہمارا اسلام ہے کہ نزاع خانگی کسیکو پسند نہین اور کسیکی رائے جز خلل شکر مند
نہین ع ہرزہ گو کی بات کا ہرگز نہین ہے اعتبار * اہل دانش جانتے ہین لغو قول ایک دہ
ہرچند ہمکو یقین ہے کہ آپ حق بات نہ مانین گے اور لغویات الکھدہاری کو ترات نہ جانینگے
لیکن چونکہ بندہ کو جناب سے گونہ الفت ہے اور انتفا کدورت وکلفت آپکو نصیحت کرتا ہے اور
نصیحت جناب سے ڈرتا ہے ع تنگی سینہ دلم بافغان مے آرد * ورنہ با ناز تو خاموشی ع
فریاد میکے ست * کو نم کی ایجاد نیل سے ہے اوسی سے اوسکا اعتقاد چہرہ کشا ہے بہرد واجر
کی شہرت بھی صنو عالم پر مرقوم ہے اوسکا عقیدہ بھی اوسی سے معلوم ہے مکاشفات بشمو اجتر
وجدکن وغیرہ بھی اوپنشد وانہاس مین اندراج ہوئے ہین اور توریت وقرآن سے بلکہ
عرفان وگیان کے ورہ التاج ہوگئے ہین قطع نظر اس سے یہ لوگ ہمارے نزدیک نہ بدعا
ہین نہ پیغمبر خدائے یکتا وہ احد اگر غلطی کرین تو تعجب نہین ہے اور منافی بشر نہین حضرت ابراہیم
کی نبوت پر کیسے شبہ ہے کہ شرک صریح کر نے لگے اب مین عنان قلم کو آٹ پتا ہون اور آپکے
باقی فقرات کا جواب باصواب قولہ وہ نیز معترض صاحب معرفت بانی وید از ین یک کلمہ
کہ در شلوک یحیم از اتہرب بید آینکہہ مذکور است ودیا بند الخ اوپنشد اتہرب بید منظوم نہین ہے اگر آپکو
حقیقت بید اکبر معلوم نہین اگر معنون اوپنشد منظوم ہوتا تو اوس مین شلوک مرقوم ہوتا چونکہ ایسا

کام میں اور حضرات کے اسکات کے لیے دانی کفیا ہیں کی بالا الکل اور حضرت علی ابن
ابراہیم جسوقت پیر فانی ہوا اور تکلیف سلمانی ہوا اختیار دسا لگی ہیں اپنا آلہ تناسل قطع کیا یا انہیں
قطع کیا چنانچہ بخاری میں روایت ہے اور بے شہری ابراہیم سے شکایت (اختتن ابراہیم النبی
وہو ابن ثمانین سنۃ) یعنی ختنہ کیا ابراہیم نے اس حال میں کہ وہ اسی برس کا تھا ۵
زابراہیم آغاز گشت ایجاد مسلمانی ۵ یقین شد کہ بر ۲۳۰ ست بنیاد مسلمانی ۵ سے ختر اے براہم
اکنون طے کنم ۵ اسپ خوش کلام قلم را پے کنم ۵ اب مولوی صاحب ارادۂ الزام ہو کر تو ہیں اور
کلام بے سود **سوط الجبار** معترض صاحب جواب میں بگویند کہ نشوا منرو کوتم وجد کن و بہار و عاج
وغیر آن حکماے ہند چہ قسم صاحب معرفت بودند کہ در اشہر ہن وید ارکھی اینکہہ از اعتقادات شان
بدین طور خبر دادہ کہ آسمان و روشنی و تاریکی و برق و آفتاب را پروردگار قرار دادہ اند و دلائل
بر اقوال باطلۂ خود آوردہ اند و نیز معترض صاحب معرفت بانی وید از ین یک کلمہ کہ در اشلوک پنجم از اتہر
سر اینکہہ مذکور ست دریابند (کہ تمہاری حقیقت پر تو لیس نیم ماترا اوم سے بھی پائی نہیں
جاتی تم نیست مطلق ہو) بہین عقل و دانش بباید گریست۔ ذاتیکہ عین وجود مطلق و ہستی مطلق ست
او را نیست مطلق اعتقاد میکنند و نیز در جوگ سجا اینکہہ میگوید کہ (ست مع وتم یہ تینوں صفتیں
اسکو ہر وقت مثل رسی کی حلقہ سے تعبیر ہیں اور بعضو کہ پکڑے ہیں جہل و نادانی سے اوسکو انکی
کیفیت نہیں معلوم ہوتی ہے) و نیز جواب آن فرمایند کہ وید ست کہ آن را در وید بلفظ رکھیشر
تعبیر کردہ اند چہ قسم عارف بودند کہ اکثرے را از اجرام فلکیہ خدا اقرار دادہ و در اجابات نشتر و
بیہ و انکار کردہ در بر بدار ند اینکہہ ملاحظہ کنند **جواب** کسو شطو کشتی میں خاک اوڑاتی ہو
او ر پانی میں آگ لگاتی ہو کسواسطے زمین سر پر اوٹھائے ہوا اور آسمان کو زمین پر لاتی ہو تہہ
وید سے متعلق ونشد پچاس ہیں اور بالکل مشہور عوام الناس ہیں اور ان میں ہر کسیکا نام اوپکی
نہیں ہے اور صحف مذکورہ کہیں لکھا نہیں ترجمۂ الکہہ ہاری اوپنشد نہیں ہی اور کلام مرقوم بالا کی
سند نہیں جو کوئی ایسا کلام کریگا وہ تہ نہیں بنام کریگا خواہ محمد علی ہو خواہ اسد علی ہو اگر

اس طرح تسلیم کیا ہے کہ اول ابراہیم نے کواکب کی نسبت کہا (ہذا ربی) دوم اللہ قوم کی بابت
مین کہا (بل فعلہ کبیرہم) سوم کہا (انی سقیم) فقط چونکہ ابراہیم نے بصدق دل ربوبیت
کواکب پر اقرار کیا بخاری نے ہذا ربی کذبات ثلاثہ مین شمار کیا یہہ ہی اظہار بخاری ہے اور منکر
اسکا ناری ہے یہہ ہی قول قطب الدین خان ہے جو ماہیون کا پیر ہے سنا ہے رنظا ہر حق کو بغ
چہارم پر نگاہ کیجئے اور کلام صدق پیام قطب الدین پر واہ واہ بکذا عبارۃ حضرتین کا اسلئے
کیا کہ جو سمجھا جو کہا ہذا ربی وہ وقت تکلیف مین نہ تہا بلکہ ایام طفولیت مین تہا اوسکا کچہ اعتبار
نہین ہے انتہی اگر تفصیلدار صاحب ان دونون بزرگون کی گواہی سے اعراض کرینگے تو نفس
مسلمانی پر اعتراض کرینگے پس ہماری مراد حاصل ہوگی اور عروس مدعا وصل **قولہ** واینجا
خود ظاہر ست کہ طلوع و افول کواکب ہر روز بمشاہدہ ابراہیم مے آمد فقط اکثر مفسرین کا یہہ ہی
مقولہ ہے کہ غار کوہ مین ابراہیم جوان ہوا اور بمجرد مشاہدہ کواکب ہذا ربی گویان ہوا پس صاحبجی
کا یہہ دعوی کہ ابراہیم ہر روز مشاہدہ طلوع و غروب ستارہ و ماہ و آفتاب کرتا تہا اور ربوبیت
کواکب سے ابداً اجتناب کرتا تہا خلاف قرآن ہے اور منافی ایمان **قولہ** داوگاہے کواکب را
معبود خود و پروردگار خود نگفتہ فقط شکر خدا کہ ہماری مراد حصول ہوئی اور مولوی صاحب کو تکذیب قرآن
قبول ہوئی کہ مضمون قرآن سے انکار کرنے لگے اور اپنے کئے ہوئے سے استغفار اسلئے ساتسطر کو
کہتے ہے کہ ابراہیم نے آزر دا اعتقاد ہذا ربی زنہار نہین کیا کیونکہ اوس نے عمر بہر ستارون کو پروردگار نہین کہا
سورۂ انعام مین مصنف قرآن نے تین جگہہ قال ہذا ربی ترقیم کیا ہے اور تینون جگہہ فاعل
ابراہیم لیا ہے اسکے تکلم سے یہہ ہی لازم آیا کہ ابراہیم نے کواکب کو اپنا معبود ٹہیرایا اس انکار
سے مولوی صاحب کی غرض یہہ ہے کہ قرآن لائق اعتبار نہین ہے اور کلام پروردگار
نہین اس بحث و مباحثہ پانزدہ سالہ نے حضرات کے دل مین تاثیر عجیب ڈالی کہ میان محمد علی
نے تکذیب قرآن کی ترکیب نکالی اصل تو یہہ ہے کہ ابراہیم تا وقت پیری بت پرستی مین مشغول تہا
یا ستارہ پرستی اوسکا معمول تہا آیات سورۂ بقرہ و سورۂ ابراہیم ہمارے دعوی کو اثبات کے لئے

تھا مولوی صاحب کی تقریر پر اتفاق شرفاے مدینہ تھا ایک ایک کا سینہ بہار تھا
بلکہ این تقریر بر سبیل تبکیت والزام خصم بود فقط شاید کہ ابراہیم نے تحصیلدار صاحب کو رشوت دی
ہے اور شیرینی کھلائی ہے کہ بقول شخصے (ہمہ کس را بترشی دندان کند شوند و قاضیان را بشیرینی)
آپکے دندان امتیاز کند ہین اور تحصیلداران ربائی تنہ گردانا آپکی تحقیقات بدایگا اور کوئی بات قابل
اثبات نہ پائیگا ؎ ہما کے کورچہ کا نوب بین دانا ، نہ ہو بلبل گل کا عندیہ شنید ابو اگر ابراہیم
نے (ہذا ربی) بنا بر الزام مخالفین کہا تو اون ہی کے الزام کے لئے (لا احب الافلین) کہا (انی
بری مما تشرکون) کا بھی یہی حال ہوگا اور (انی وجہت وجہی) بھی مقولہ قوم بد افعال ہوگا
کہ ان مقولات کا نفس واحد قائل ہے خواہ ابراہیم خواہ قوم جاہل ہے ہر جگہ قال کا فاعل
ایک ہے خواہ بد خواہ نیک ہے جبکہ یہ تمام مضمون منسوب بخصم ہوگا تو ماتحے بر عکس ابراہیم کا عزم
ہوگا پس خود خیال کرو کہ مخالف توحید کون ہے اور پلید کون جو کوئی از روے غور سمجھیگا جملہ
فقرات کو ایک طرح سمجھیگا اگر مولوی صاحب اسیطرح جہوٹی بات کو جلا دینگے تو دفتر راستی کو جلا دینگے
قطع نظر ازین فرمائیے کہ ابراہیم مضمون ہذا ربی اپنے اعتقاد کی موافق اگر کہتا تو کسطرح پر کہتا اپنے
اور خصم کے اعتقاد مین کسطرح امتیاز دیتا اور کسطرح راہ تشبیب وفا زلیتا قطع نظر ازین ستارہ پرستی قوم
ابراہیم قرآن سے آشکار نہین ہے اور تواریخ محمدیہ پر آپکو اعتبار نہین پس ستارون کی نسبت ہذا
ربی موافق اعتقاد قوم نہین ہو سکتا یا پنج سوارون مین شامل قوم نہین ہو سکتا جیسے اعتقاد
کی موافق (لا احب الافلین) اور (انی بری مما تشرکون) اور (انی وجہت وجہی) ہے اسیکے
اعتقاد کی مطابق (ہذا ربی) ہے کیونکہ سب فقرات کا ایک ہی انداز ہے اور کل فقرات کا ایک
ہی سیاق ایک کو دوسرے پر تخصیص نہین ہے اور بند شرک سے ابراہیم کی تخلیص نہین اگر تحصیلدار صاحب
نے ابراہیم سے رشوت نہین لی اور برخلاف واقعات کیفیت نہین لکھی تو سے اظہار محدث
بخاری پر کیون نہین پاک غور کرتے اور اپنی کیفیت کیون نہین بلکہ نفی الفور کرتے اب ہم
نقل اظہار بخاری کرتے ہین اور خلاصہ تحصیل بلا کا صحیح بخاری مین کذبات ثلاثہ ابراہیم کی

ماضی بعید مین ابراہیم شرک سے بری نہین تہا اور تقابل تحیری نہین **قولہ** و تبدیل آن بجملہ
اسمیہ منفیہ کہ دلالت بر ثبوت و دوام میکند ناطق ست بر اینکہ انتفاء شرک از وے امر متجدد نیست
الخ اوس جملہ اسمیہ منفیہ کا آپنے یہہی ترجمہ کیا ہے (کہ نیستم من از مشرکین فقط) یہان دوام کہان ہے
آپکا غلط وہم وگمان ہے کیونکہ نیستم متعلق بزمانۂ حال ہے سو یہ امر ثبوتی و استمراری سے دور ہے
پس حاصل جملہ اسمیہ منفیہ یہہی ہوا کہ ایام ماضی مین ابراہیم کواکب پرست تھا او مایوس از کوکب ہست
البتہ زمانۂ حال مین اوس نے شرک سے انکار کیا اور توحید مین عقیدہ مستوار کیا یہان بھی ہمارا
ہی مدعا حاصل ہے اور آپکا دعوی باطل کیونکہ توحید ابراہیم امر ثبوتی و استمراری نہین ہے اور تقابل تضادی
و پایداری نہین جبکہ تم ابراہیم سے انتفاء شرک کے خود قائل ہو تو کیونکر بدوام توحید ابراہیم
قائل ہو کسواسطے کہ انتفا بمعنی نیست شدن ہے اور نیست شدن بعد ہست شدن کے ہوتا ہے جیسے
کہ ہنوز پیش آمدن بعد ہست شدن کے پس اس سے خود معلوم ہوا کہ اول ابراہیم نے واسطے ہستی شرک
کے کمر بستہ کی اور خاطر توحید شکستہ کیا ہے کواکب کو رب العالمین ٹھیرایا اور کہا ہے ماہ و آفتاب کو
مالک آسمان و زمین جبکہ کواکب کو صاحب نزول و غروب پایا اور اس سبب سے یہ تو آیا وہ انتفاء شرک
ہوا اور یہ شکست و شرمندگی چرک **قولہ** پس از آغاز و انجام قصہ بخوبی ظاہر شد کہ ابراہیم کلمۂ ہذا
ربی زنہار نہ از روئے اعتقاد بر زبان نیاورده فقط ہے قرآن و تفسیر کے لفظ لفظ سے اور آپکی تقریر
و بیان کے کلمہ کلمہ سے ثابت کر دیا کہ ابراہیم نے از روئے اعتقاد ہذا ربی زیب زبان کیا اور کلمۂ
کفر یک زمان و دو لسان شرک مین چارپہر کا دن چارپہر کی رات کٹی بیہودہ گوئی مین ساری
اوقات کٹی اگر ابراہیم تکرار ہذا ربی از روئے اعتقاد نکرتا تو آخر مین یاء متکلم ہر گز ایراد نکرتا ایک
حاجی پرستہ دار سیاہی کہتا تہا کہ مین نے میان محمد علی کی یہ تفسیر علماء مدینہ کے سامنے پیش کی اونہون
نے کانون پر ہاتھ دہرا اور کلمۂ لاحول پڑہا کہ اس تقریر مین بوے رفض آتی ہے اہل سنت کو کب
مستسباتی ہے تیمر پر معصنے نے کہا کہ دو ہیلہ شخص نے مولوی صاحب کی تفسیر و بیان سے نفرت کی ہوگی
اور کراہیت بدی ہوگی وہ مرد خدا ہو لا کلام کا یہہی حال تھا کہ وہان بات کرنا محال

کہ اول وقت ابراہیم شرک سے قطعی محفوظ نہین تھا اور مشرکین سے رجوع نہین آپنے لفظ ناہمان سے
بطور تعظیم اپنی ہی ذات مراد لی ہے کہ فہمید سے دور ہو اور تقلید سے نفور اگر آپکو کچھ دانائی
ہوتی تو بار بار یا حماقت پر کسواسطے جیسا ہی ہوتی مخالفت حدیث و قرآن نکرتے تائید کرین
کو جواب اندرین گمان نکرتے بندہ آپکے مکر و کید سے خوب آگاہ ہے سروئی باز ارکتان مقابل
ماہ ہے ہ مین خوب سمجھتا ہون تیری بید کی باتین یہ اوس سے کہو جو کہ خبردار نہووے ؛
قولہ انی وجہت وجہی للذی فطر السماوات والارض الخ بالیقین تحصیلدار صاحب نے ابراہیم سے
ز ثبوت کہائی ہے کہ ہر ایک جرم سے بالتحقیق اوسکی رہائی فرمائی ہے ہ قاضی کہ بر ثبوت بجز د
بیج خیار و ثابت کند از بہر تو وہ حریزہ زار ہے اسیواسطے تصدیق صاحب قرآن و حدیث کی پروا ہے
نہین ہے اور تحقیق مفسرین و محدثین پر ششنا نہین تمام اہل تفسیر و حدیث تو کہتے ہین کہ ابراہیم نے دیدیے
کو اکب کو رب کہا آپ فرماتے ہین کہ سب نے خلاف او کہا شاید کسی شیعہ نے آپ پر لنگوٹا جھاڑا ہے
کہ جا بجا جناب نے اہل سنت کا بیہودہ پہاڑا ہے از روے ایمان فرمائیے کہ آپکے نزدیک انی وجہت
وجہی کی کیا تفسیر ہے اور برائت ابراہیم کی کیا تدبیر ہے دیکھیو شرک ابراہیم اسی آیت سے ثابت ہوتا ہے
اور مخالف اپنے قول پر آپ ساکت کیونکہ وجہت فعل معلوم ہے اور فعل کے لئے توقیت مجرد من دا ور
توقیت تقدم و تاخر سے محفوظ نہین ہے لہذا برائت ابراہیم مین دوام ملحوظ نہین پس حاصل آیت کا یہی ہے
کہ اول ہی ابراہیم راہ توحید پر نہین آیا اور آخر الامر کو بعد رب العالمین لایا **قولہ** افتتاح جملہ
فعلیہ بلفظ ماضی دلیل بین است کہ این توحید ابراہیم در زمان حال حادث نیست الخ اب بطرف حق
مائل ہو جیو کہ جسمین صورت مین توحید بعید بزمانہ ہے تو حرف و حکایت عالم دید کانہ ہے حاشیہ صنعوا ہا
پر جو کچھ کہ آپکا کیا ہوا (انی وجہت) کا ترجمہ ہے اوسکا یہ ہی کہ کلمہ ہے یعنی ہدر ستیکہ مین متوجہ کردم
رو خود را خاص برای آنکہ پیدا کردہ است آسمانہا و زمین را فقط اب بیہودہ گوئی سے خدا کیجیے
خود لپیٹے کئے ہوئے ترجمہ پر نظر کہ کردہ ام صیغہ ماضی قریب ہے جو کہ بالکل آپکی تکذیب ہے کیونکہ منشوء
آیت یہی ہے کہ ابراہیم عنقریب جو جو بعد اہوا اور عنقریب گمنہ شرک سے جدا ہیں خود جان لوکہ زمانہ

مین دشوار ہے مگر بعد از جوانی جاننا چاہیے اسیطرح ابراہیم اول شرک کرتا رہا اور داین
اعتقاد مین کہ دہر تار ہا گاہی عبادت کواکب کا قایل رہا اور گاہی ربوبیت ماہ و خورشید کا قایل انجام کار
کفر سے برکنار ہوا اور تا مین حیات کفر و شرک سے بیزار رہے پس مقصود کلمہ بری ہو باقی آپکی سکتہ ہے
اگر میاںجی معنی لفظ بری مین مکرر یاد کرینگے ترجمہ کلمہ (واجعلنا مسلمین) مین کیا کرینگے کہ سورہ بقر
کی آیت مین ہے اور ابراہیم کی حکایت مین چنانچہ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ
مسلمۃ لک یعنی ابراہیم و اسماعیل نے کہا کہ اے رب ہمارے کر ہمکو مسلمان واسطے اپنے اور اولاد
ہماری سے ایک جماعت مسلمان کر واسطے اپنے فقط اس آیت سے جانا جاتا ہے کہ ابراہیم و اسمعیل
مدت تک مشرکین مین شامل رہے اور بمخالفت رب العالمین مین کامل جبکہ شرک و کفر سے بیزار ہوئے
ملتمس بجناب آفریدگار ہوئے اور تعالی نے اسمٰعیل کو کچھ جواب نہین دیا اور التماس ابراہیم اجابت
کے قرین کیا یعنی ابراہیم سے کہا کہ مسلمان ہو بندہ رحمان ہو پس وہ مسلمان ہوا معتقد ایمان
چنانچہ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین یعنی کہا ابراہیم کو رب اسکے نے کہ مسلمان ہو کہا
ابراہیم نے کہ مسلمان ہوا مین واسطے رب عالمون کے فقط بیان سے واضح ہو کہ جس وقت تک ابراہیم کے منہ
سے یہ کلمہ نہ بر آیا تہا نہال مسلمانی سے نہ برکہا یا تہا بلکہ کافر تہا اور دین و ایمان سے نا فرجبکہ
اسلمت زبان پہلا یا راہ ایمان پر آیا اگر یہان بھی کوئی تاویل بناؤگے اپنے تئین ذلیل کراؤگے
کیونکہ اگر اسلمت کہنے والا اسلمت کہنے سے پہلے بھی حسب ایمان تھا اور بندہ رحمان تو حضرت کے
یار غار مہاجر و انصار کو راہ ایمان پر آنے اور اسلمت زبان پر لاکر اول قرآن و حدیث مین
کسواسطے بیدین کہا ہے اور کیونکر مشرکین لکہا ہے اگر یہ لوگ اس وقت فی الواقع نقد ایمان
سے تہی دست تہے اور کافر بت پرست تو ابراہیم مین اور ان مین کیا فرق تھا دونون کا حال
ایک سا مین فرق تہا **قولہ** وجملہ اسمیہ ہو کہ ناطق ست الخ جبکہ دوام ثبات باطل ہوا
تو یہ مقصود بھی لاطائل ہوا پس اس فقرہ کی رد مین دلیل لانا محض فاضل ہوا تحصیل حاصل ہے **قولہ**
و ہمین جہت بطریق استیناف الخ بلا شبہ یہ جملہ بھی اسی امر کی تائید مین ہے اور اسی بات کی جتا کیا

کہ ابراہیم نے ایت (انی بری مما تشرکون) از برئی اوسیوقت کے اعتقاد سے اس ایت
کے ساتھ خبر دی اور جسوقت کہ مضمون ہذا ربی شبہہ سے نکالا اوسوقت ربوبیت کواکب کا
ثبوت الا مفسرین شیعی کا یہہ مقولہ ہرگز نہین ہے کہ ابراہیم پر احق فائز نہین ہے بلکہ کل اہل سنت کی
یہہ ہی رائے مناسب ہے کہ ابراہیم قایل گوناگون مذاہب اول اوس نے کواکب کو رب غفران ٹھہرایا
اور پروردگار انس وجان بتلایا اس بعد اوس نے ماہ کو رب خیال کیا اور ربوبیت کواکب کا ابطال
بتلا اوس نے آفتاب کو رب جلیل جانا اور اوسکی عظمت کو الوہیت کی دلیل گردانا جبکہ آفتاب
منعدوب ہوا اور حجاب مغرب مین محجوب ابراہیم اوسکی ربوبیت سے روگردان ہوا اور آیت (انی بری
مما تشرکون) گویان اسکی یہہ لازم نہین آتا کہ ابراہیم کا ہمیشہ یہہ ہی مذہب تھا اور وہ اسی عقیدہ پر وفا
دتتبا **قولہ** کلمہ بری کہ صیغہ صفت مشابہ ست مخبر ست از دوام برائت فقط اگر دوام سے مراد
ماضی وحال واستقبال ہے تو خیال محال ہے کہ صیغہ صفت مشبہ بسیار ہین مگر اس قسم کی دوام سے
اکثر بلکہ یکسر برکنار ہین مثلا عطشان صیغہ صفت مشبہ ہے اور معنی تشنہ ہے مگر روئے زمین پر
کون ایسا ہوگا کہ تمام عمر پیاسا ہوگا اگر مولوی محمد علی بطرف امام حسین اس طرح کا گمان کرینگے
تو مسلمان اونکا جلد تر ہوش پریشان کرینگے کیونکہ وے اگرچہ آخر وقت مین پیاسے تھے لیکن اول
مین کب پیاسے تھے لفظ جنب بھی صیغہ صفت مشبہ مین شمول ہے اور معنی ناپاک منقول ہے ان ایسا شخص
کہ اول سے آخر تک پاک نہین ہے معدوم روئے زمین ہے شاید کہ مولوی صاحب کا یہہ ہی حال ہو
ایک ہی وتیرہ پر ماہ وسال ہووے کلمہ عریان بھی صفت مشبہ ہے اور معنی برہنہ ہے اگرچہ وحوش
صحرائی مین دوام عریانی قرین قیاس ہے مگر مخالف کافہ اناس ہے کیونکہ انسان جسوقت
تن سے جامہ برلاتا ہے اوسیوقت برہنہ کہلاتا ہے چنانچہ جناب محمد مصطفی مین ہے اور حال موسی مین
غسل وہ عریانا یعنی پس دیکھا اوس جماعت نے موسی کو عریان فقط اب بقول آپکے یہہ ہی لازم آتا ہے
کہ موسی اول سے آخر تک ننگا ہے مگر اصل یہہ ہے کہ جسوقت موسی نے لباس تن سے دور کیا اپنے
تئین معبود کیا کلمہ محجوب صیغہ صفت مشبہ ہے اور معنی پوشیدہ ہے حالانکہ دوام پوشیدگی ہر ذات

بوضاحت تمام بہ ثبوت رسید کہ این اشراک کواکب لغ اشراک اجرام کہ سورۂ انعام مین مذکور
ہے اور علماے اسلام مین مشہور معتقد قوم ابراہیم زنہار نہین کہ او ریکر ذکر محمد علی صدق و راستی ہی
بار وا نہین بلکہ خود معتقد ابراہیم ہے یہہ ہی مقصد مین اہل سنت کی تعلیم ہی اگر آپ تفاسیر پر ایمان
لائیے تو نمونہ مخالفت ابوبکر و عمر و عثمان کا بینگے خلافت ثلاثہ پر جلد تکبیر مار بیٹہیے اور جو وہ تن پر بیٹہیے
تکمیہ **قولہ** و ابراہیم صرف بطریق تبکیت آنرا بر زبان آوردہ فقط اگر اشراک کواکب سے سرزنش
قوم منظور ہوتی تو لفظ ہذا ربی کے آخر یا ء متکلم کیونکہ مسطور ہوتی ابراہیم اشراک اجرام کو اپنے ساتھ
منسوب نکرتا اور مؤلف قرآن ہذا ربی کو مقولات ابراہیم مین محسوب نکرتا ارباب مناظرہ اپنے
کلام مین اور کلام خصم مین تفریق بسیار کرتے ہین اور یہی طریق اختیار کرتی ہین کہ اپنے کلام کی
اول لفظ اقول یا میگوئیم یا جواب لاتے ہین اور کلام مخالف کے اول کلمۂ قال و اعتراض و
سوال جیسا کہ کتاب فرماتے ہین بقول آپکے ابراہیم نے بحث و مباحثہ مین عجب خیال خام کیا کہ
خواہ نخواہ اپنی گردن پر ستارہ پرستون کا الزام لیا ستارون کو اپنا رب قرار دیا اور شرک آشکار کیا
قولہ چرا کہ نسبت این شرک علانیہ بسوے قوم کردہ نہ بسوے خود فقط کیون جہوٹ بولکر اپنا
اعتبار کہوتے ہو اور کسواسطے مرتکب مخالفت آفریدگار ہوتے ہو ابراہیم نے تو علانیہ ربوبیت
کواکب اپنی طرف منسوب کی اور بقلم زبان صفحہ بیان پر آیت (ہذا ربی) مکتوب کی آپ برعکس
نظم قرآن کے کہتے ہین کہ ابراہیم نے نسبت شرک علانیہ بطرف قوم کی اور اپنے خوئیتا وند ون
کو سرزنش و لوم کی علماے محمدیہ کو اپنی عربی دانی کا امتحان دیجئے اور ترجمۂ ہذا ربی بیان کیجئے
اگر ہذا ربی کا ترجمہ آپکی راے ناقص مین رب او نکا ہے تو جو کچہ آپ کہتے ہین وہ سب سچا ہے
اور اگر ترجمۂ (ہذا ربی) رب میرا ہے تو چراغ کے نیچے اندہیرا ہے آباد دنیا مین کوئی احمق ایسا ہے
کہ آپکا ترجمہ تسلیم کرے اور تفسیر قرآن مین ترمیم آپکی تفسیر و بیان ہر ایک مسلمان کا دل کیگا بلکہ
آتش غضب سے کلیجہ بہلیگا آپکی کج مج زبانی کا سبب نقصان بیان کیا اہل اسلام نا جیسا کہ خیال
اطمینان کیا **قولہ** و از اعتقاد خود باین کلام کہ (انی بری مما تشرکون) خبر داد فقط جسمیت

زمان حال حادث نیست بلکہ در زمان ماضی ہم ہمچنان بودہ و در ذیل این جملہ آیہ مفید کہ
دلالت بر ثبوت دوام میکند ناطق ست بریکہ انتفاء شرک از وی امر مستحدث نیست بلکہ ازلیت
ثبوتی و استمراری پیش از آغاز و انجام قصہ بخوبی ظاہر شد کہ ابراہیم کلمہ ہذا ربی زنہار از روی اعتقاد
بر زبان نیاوردہ بلکہ این تقریر برای تبکیت و الزام خصم بود و این معنی خود ظاہر ست کہ طلوع
و افول کواکب ہر روز در مشاہدہ ابراہیم می آمد و او گاہی کواکب را در تمام عمر خود پروردگار خود نگفتہ
جواب جبکہ آپ تفسیر آیات افتتاح ہی مین حسن و خوبی عروس مسلمانی عیان نکر سکے
بلکہ قطع نظر از عیب نہانی عیب عیانی پنہان نکر سکے تو بقول شخصے اول باخر نسبتے دارد تفسیر آیات
خاتمہ مین کیا کرو گے سوا اسکے کہ رویا کرو گے **ع** پردہ ہفت رنگ را بگذار تو کہ در خانہ
بوریا داری • اب ہمارا قلم جواہر رقم آپ کی ایک ایک بکر فکر کا سپاس کرتا ہی اور بکار الماس
سیاہی کے لئے بھی صلہ و انعام ملتا ہے اور خلعت سہ پارچہ سلتا ہی **قولہ** فلما افلت قال یا
قوم الخ اسی آیت سی ثابت ہوتا ہی کہ جسوقت ابراہیم کے منہہ سے یہ مضمون نکلا اوسیوقت وہ
راہ توحید چلا اس سے پہلے شراب شرک سے مست تھا خواہ بت پرست تہا خواہ ستارہ پرست تہا
آپکی بھی یہی تقریر ہے اور اس آیت کی بھی یہی تفسیر ہے کہ جسوقت آفتاب چہپ گیا ابراہیم
نے اپنی قوم سے کہا کہ مین راہ توحید مین چالاک ہون اور شرک سے پاک فقط اس سے یہ بھی
سمجھ مین آتا ہے کہ جب تک خورشید آسمان پر موجود رہا ابراہیم کا وہی معبود رہا جسوقت غروب
ہوا ابراہیم کی نظر مین معیوب ہوا پس ابراہیم نے اوس سے سرتابی کی اور اس گفتگو مین شتابی کی
مین بندہ آفریدگار ہون اور شرک دوئی سے بیزار **قولہ** پس ہرگاہ بیک دو رفت گفت الخ ایک
آیت کے ترجمہ مین دست اندازی کی اوس مین بھی خیانت پردازی کی لفظ یا قوم و کلمہ ان
کا ترجمہ چھوڑ دیا دیدہ امانت پھوڑ دیا جب تک میان محمد علی کے سینہ بے کینہ مین شور نقل و افراط
و تفریط نہین ہوتی اور مزاج مبارک پر خیانت محیط نہین تفسیر آیات نہین کرتے اور تقریر پورا یا
نہین یہ فقرات آپکے انداز پر جچتی ہمارے فقرات مخالف کے ساز پر مین **قولہ** این آیت

ہے تو وہ لطف ونعمتیں سے جہان کہ عطا کیا وہ بخت بد نے مجھکو شرمندہ کیا وہ وہ دوا ہے کہ جسکو ہم
شرو نما و پاؤن ہین جیسے اور جو تا پنہاہ و دست و پا نہ بیجا، انسان کے لئے وہ لیک آلائش ہر
یزدان کے لئے وہ بلا وہ تو نے ذہن میرا سیاہ و میرے پہلو کو جلا نے دیا وہ الغرض اسکا جو بہی
اوس نے آہ وہ گریبان چاک لی جنگل کی راہ وہ آیا پس موسی کو پیغام خدا وہ میرے بندہ کو
کیا جہہ سے جدا وہ وصل کرنیکے لئے تو آیا ہے تو وہ پایہ برا فصل سر لایا، تو وہ ہر کسیکو ہین ذ سیرت دی جدا
وہ شیوہ ہر کس جدا کانہ کیا وہ ہم بری پاکی و ناپاکی سے ہین وہ سخت جانی اور چالاکی سے
ہین وہ اگر خدا سے محمدیہ کو اپنی ذات و صفات سے آگاہی ہوتی تو کیونکر حاجت شبان اُن ہی
ہوتی بلکہ گفتگوے شبان واہی تر دامن کش ہوتا اور موسی سے خوش شبان پر عذاب کرتا
نہ کہ موسی پر عتاب **قولہ** آیتے تغیر کردہ شد شریح قصہ است فقط تغیر کردن کا فاعل کون
ہے اور اس قول بیہودہ کا قائل کون ایراد صیغہ مجہول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تغیر آپکے ترو تک
بہی معتبر نہین ہے اور نام و نشان مفسر سے جناب کو بہی خبر نہین اگر مولوی صاحب کی رائے
مین یہ تغیر معقول ہوتی تو کسواسطے ضرورت صیغہ مجہول ہوتی اب مولوی محمد علی آیات خاتم کی
تاویل و تغیر کرتے ہین اور معنی اصلی مین تبدیل و تغیر **سوط الجبار** آیات خاتم قصہ ہم
بشنو (فلما افلت قال یا قوم انی بری مما تشرکون) یعنی پس چون بیگانہ فرو رفت گفت ابراہیم
من بری ام ازانکہ شما شریک میکنید وازین آیت بوضاحت تمام بثبوت رسید کہ این شرک
کواکب از مقولات بالا مفہوم شدہ معتقد قوم ابراہیم بود و ابراہیم صرف بطور تبکیت آنرا بزبان
اگر ہذا ربی بست این شرک علانیہ بسوے قوم کردہ نہ بسوے خود و از اعتقاد خود باین کلام کرد
اور اگر ترجمہ (ہذا) نجمی داد و کلمہ بری کہ صیغہ صفت مشبہ است مخبر است از دوام برات و جملہ اسمیہ
کہ آنکا ترجمہ تسلیم ہست تاکید و استمرار حکم برات و ہمین جہت بطریق استیناف جملہ سو کردہ بعد این
آتش عضب کلیم سہسنہ نافہمان بیان کردہ (انی وجہت وجہی للذی فطر السماوات والارض
الطمینان کیا **قولہ** این) افتتاح جملہ فعلیہ بلفظ ماضی دلیل بین ہست کہ این توحید ابراہیم در

تخوار بادم ہیچ خویش ٭ دستکت بوسم بمالم پایکت ٭ وقت خواب آید بروبم جایکت ٭ تا
تجہائی تا کنم خدمت ترا ٭ جامہ ات را دوزم و بخیہ زنم ٭ گر بدانم خانہ تو من مدام ٭ شیر و پشت
آرمت ہر صبح و شام ٭ ہم پنیر و نانہائے روغنین ٭ خمہائے جغرات نازنین ٭ سازم و آرم
بہ پیشت صبح و شام ٭ از من آوردن ز تو خوردن تمام ٭ این نمط بیہودہ میگفت آن شبان
گفت موسیٰ با کہ ہست این اے فلان ٭ گفت با آنکس کہ ما را آفرید ٭ این زمین و چرخ ازو آمد
٭ گفت موسیٰ ہاے خیرہ سر شدی ٭ خود مسلمان ناشدہ کافر شدی ٭ گند کفر تو جہان را گندہ
کرد ٭ کفر تو دیبای دین را ژندہ کرد ٭ شیر او نوشد کہ در نشو و نماست ٭ چارق او پوشد کہ او محتاج
پاست ٭ دست و پا در حق ما استایش ست ٭ در حق پاکی حق آلایش ست ٭ گفت اے موسیٰ د
دوختی ٭ وز پشیمانی تو جانم سوختی ٭ جامہ را بدرید و آہے کرد تفت ٭ سر نہاد اندر بیابان
برفت ٭ وحی آمد سوی موسیٰ از خدا ٭ بندۂ ما را ز ما کردی جدا ٭ تو برائے وصل کردن آمدی ٭
نی برائے فصل کردن آمدی ٭ ہر کسے را سیرتی بنہادہ ایم ٭ ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم ٭
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ ٭ از گرانجانی و چالاکی ہمہ ٭ **ترجمہ ابیات** ترجمہ سن کتاب اس منظوم
کا ٭ کہ ہے پیر مولوی روم کا ٭ راہ میں موسیٰ نے دیکھا اک شبان ٭ حق سے یہ کہتا تھا با آہ و
فغان ٭ تو کہاں ہے تا کہ ہوں چاکر تیرا ٭ شانہ کش ہوں اور سیوں میں کفش پا ٭ دہوؤں
جامہ اور نکالوں سر سے جوں ٭ دودھ لاؤں روبرو آ کے دوں ٭ تو اگر بیمار ہو یا سینہ ریش
٭ ہوں تیرا غمخوار و مونس مثل خویش ٭ ہاتھ چوموں اور ملوں تیرے قدم ٭ ہوں نگہبان وقت
خفتن دم بدم ٭ تو کہاں ہے تا کہ میں خدمت کروں ٭ تیرے جامہ کو سیوں لت الخ ایک
٭ ہو مجھے معلوم گر تیرا مقام ٭ شیر و روغن لاؤں میں ہر صبح و شام ٭ نیز یاقوم و کلمہ آن
٭ مسکہ و جغرات و شیر و انگبین ٭ لاؤں تیرے روبرو ہر صبح و شام ٭ شایان تیرے خاطر
تمام ٭ اس طرح کہتا تھا وہ بیہودہ درا ٭ کس سے تو کہتا ہے موسیٰ نے کہا تب وہ بولا جس نے
پیدا کیا ٭ جس نے یہ ظاہر کیا ارض و سما ٭ بولا موسیٰ اے خیرہ سر ہو تو بیان **قولہ** این آیت

قوله

انبیا از معرفت ذات وصفات الٰہی ہیچگاہ جاہل نبودہ اند فقط اپنی کتابون مین لکہا دکہلائیے
کہ طایفۂ انبیا کس سطح پر بیان ذات پروردگار کیا ہے اور کس بات پر دارومدار انبیا ہے اگر آدم کو معرفت
حقائق ذات وصفات حقانی ہوتا تو کسواسطے بابائی سبائی نافرمانی ہوتا اگر ابراہیم کنہ ذات وصفات
سے آگاہ ہوتا تو کیونکر فریفتۂ حسب امت ستارہ و خورشید و ماہ ہوتا اگر محمد صاحب سے مست الست ہوتے
تو کسواسطے چالیس برس تک تابع رسم و عادت قوم بت پرست ہوتے بلکہ خدائے محمدیہ بھی واقف
حقائق ذات نہین ہے اور کاشف دقائق صفات نہین اگر وہ اپنی ذات وصفات سے خبردار
ہوتا تو لازمۂ جسمیت اوسکے لئے باعث عار ہوتا حالانکہ وہ لوازم جسمیت اپنی طرف منسوب کرتا ہے
اور اپنی خدائی آپ عیوب ہے چنانچہ شیخ عبد الحق نے مدارج النبوت مین حیات الحیوان سے نقل کیا ہے
کہ ایک شخص صومعہ مین عبادت کرتا تہا اور روز و شب ریاضت جبکہ مینہ برسا اور سبزہ اوگا عابد نے
طرف مرغزار ایک حمار دیکہا کہ سبزہ چرتا ہے پس کہا کہ اے پروردگار میرے اگر تیرے پاس کوئی
حمار ہووے تو اوسکو اپنے حمار کے ہمراہ چراؤن اور حق خدمت بجالاؤن جسوقت پیغمبر وقت نے یہ نذر سنا
قتل تہا سخن عابد رد کی اور بد دعا کی پس اوس پیغمبر کے پاس جبرئیل آیا اور تنزیل لایا کہ مین بقدر عقل
بندہ کے جزا دیتا ہون مولوی روم حاکی ہے کہ خدائے اسلام تنزیہ سے شاکی ہے یعنی فقرہ دوم
مثنوی معنوی مین اس مضمون کی حکایت منقول ہے کہ خدائے محمدیہ تنزیہ سے نہایت ملول ہے اسجگہ
ذکر سارے بعضی ابیات انتخاب کرتا ہون اور اطناب سے اجتناب **ابیات** دید موسی یک شبانے را براہ
کو ہمی گفت اے الٰہ ۔ تو کجائی تا شوم من چاکرت ۔ چارقت دوزم کنم شانہ سرت
جامہ ات شویم شپشہایت کشم ۔ شیر پیشت آورم اے محتشم ۔ ور ترا بیماری آید بہ پیش ۔ من ترا